التَّحَوُّفُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ : "تَعَلَّمُوْا النَّحْوَ كَمَا تَعَلَّمُوْنَ السُّنَنَ وَ الفَرَائِضَ". (البیان و التبیان : ۲ / ۱۷۱)

تصحیح و تنقیح و اِضافہ شدہ

نحو میر اردو

مع ضروری و مفید اضافات و اصلاحات

ومع مشقیہ سوالات ماخوذ از تسہیل النحو (یعنی نحو میر مع طریقۂ تعلیم)

مؤلفہ: حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

جس میں نحو میر کی ہر فصل کے ساتھ ایسے سوالات لکھ دیے گئے ہیں کہ اگر طلبہ کو اُن کی مشق کرائی جائے تو صرف اِسی کتاب کے پڑھنے سے نحو کے مسائل بسہولت ازبر ہو کر مبتدی میں عربی عبارت سمجھنے کی صلاحیت ان شاء اللہ تعالیٰ پیدا ہو جائے گی۔

مرتّب

ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی

(استاذ: دار العلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، سورت، گجرات)

تفصیلات

کتاب کے جملہ حقوق بحقِ مرتب محفوظ ہیں۔

نام کتاب: نحومیر اردو (چھٹا ایڈیشن مع ضروری اصلاحات)

مرتب: ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی
(استاذ: دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر، سورت، گجرات)

کمپوزنگ: رشید احمد آچھودی (فون: 09428689113)

طبعِ اوّل: ۱۴۳۴ھ مطابق: ۲۰۱۳ء

طبعِ دوم: ۱۴۳۵ھ مطابق: ۲۰۱۴ء

طبعِ سوم: ۱۴۳۹ھ مطابق: ۲۰۱۸ء

طبعِ چہارم: ۱۴۴۱ھ مطابق: ۲۰۲۰ء

طبعِ پنجم: ۱۴۴۴ھ مطابق: ۲۰۲۳ء

طبعِ ششم: ۱۴۴۶ھ مطابق: ۲۰۲۵ء

ناشر: جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ، گجرات (الہند) (9427875677)

کتاب مندرجۂ ذیل جگہوں پر دستیاب ہے۔

(۱) مکتبة السعادة، ہانسوٹ 09724053966

(۲) مکتبة الملك، ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی 09879246385
(دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر، سورت، گجرات)

(۳) مکتبہ محمدیہ، مفتی سلیمان صاحب شاہوی 07485947749

(۴) مکتبہ فیض، نزد جامع مسجد، دیوبند 09897755677

دیوبند کے تمام کتب خانوں پر بھی دست یاب ہے۔

فہرست مضامین

عنوانات — صفحہ

انتساب ۵

عرضِ ناشر ۶

پیش لفظ از: مرتب ۸

دُعائیہ کلمات از برکۃ العصر مفسر قرآن حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم ۱۳

تقریظ از: مفکر گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴

اظہارِ پسندیدگی از استاذِ محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم ۱۸

پیش لفظ از: مؤلف کتاب (تسہیل النحو) حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰

التماسِ ناشر متعلّق بہ تسہیل النحو از مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۲

حصولِ علم کے دس آداب ۲۴

مصنّفِ نحو میر کے حالات ۲۸

مقدّمۃ العلم ۳۱

خطبۂ نحو میر ۳۱

خطبہ میں وارد مشکل کلمات کی تشریح ۳۲

فصل: مفرد اور مرکب کے بیان میں ۳۳

مشق: (۱) ۳۴

فصل: اقسامِ جملہ کے بیان میں ۳۴

مشق: (۲) ۳۶

مشق: (۳) ۳۸

فصل: مرکبِ غیر مفید کی اقسام میں ۳۹
مشق:(۴) ۴۱
فصل ۴۱
فصل: اسم، فعل اور حرف کی علامات کے بیان میں ۴۲
مشق:(۵) ۴۴
فصل: معرب اور مبنی کے بیان میں ۴۴
فصل ۴۵
مشق:(۶) ۴۷
فصل: اسمِ غیر متمکن کی اقسام میں ۴۹
مشق:(۷) ۵۴
مشق:(۸) ۶۰
فصل: معرفہ، نکرہ، مذکر، مؤنث اور واحد، تثنیہ، جمع کے بیان میں ۶۱
مشق:(۹) ۶۳
مشق:(۱۰) ۶۵
مشق:(۱۱) ۶۸
فصل: اسم متمکن کی اقسام کے بیان میں ۶۹
غیر منصرف کا بیان ۷۲
مشق:(۱۲) ۷۸
مشق:(۱۳) ۸۱
مشق:(۱۴) ۸۳

مشق:(۱۵) ۸۵
فصل:فعلِ مضارع کی اقسام کے بیان میں ۸۵
مشق:(۱۶) ۸۷
فصل:عوامل کے بیان میں ۸۸
پہلا باب حروفِ عاملہ کے بیان میں ۸۸
پہلی فصل: حروفِ عاملہ در اسم کے بیان میں ۸۸
مشق:(۱۷) ۸۹
مشق:(۱۸) ۹۱
مشق:(۱۹) ۹۴
مشق:(۲۰) ۹۵
دوسری فصل: حروفِ عاملہ در فعلِ مضارع کے بیان میں ۹۶
مشق:(۲۱) ۹۹
مشق:(۲۲) ۱۰۱
دوسرا باب افعال کے عمل کے بیان میں ۱۰۲
فصل: فاعل، مفاعیلِ خمسہ، حال اور تمیز کے بیان میں ۱۰۴
مشق:(۲۳) ۱۰۷
فصل: فعل کو مذکر و مؤنث لانے کے بیان میں ۱۰۸
مشق:(۲۴) ۱۱۰
فصل:فعلِ متعدی کی اقسام میں ۱۱۰
مشق:(۲۵) ۱۱۲
فصل:افعالِ ناقصہ کے بیان میں ۱۱۳

فصل: افعالِ مقاربہ کے بیان میں ۱۱۳
مشق: (۲۶) ۱۱۴
فصل: افعالِ مدح وذم کے بیان میں ۱۱۵
فصل: افعالِ تعجب کے بیان میں ۱۱۷
مشق: (۲۷) ۱۱۷
تیسرا باب اسماءِ عاملہ کے بیان میں ۱۱۸
مشق: (۲۸) ۱۲۰
مشق: (۲۹) ۱۲۶
دوسری قسم ۱۲۹
مشق: (۳۰) ۱۳۰
خاتمہ فوائد ضروریہ کے بیان میں ۱۳۰
پہلی فصل: توابع کے بیان میں ۱۳۱
مشق: (۳۱) ۱۳۶
دوسری فصل: منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں ۱۳۷
مشق: (۳۲) ۱۳۸
تیسری فصل: حروفِ غیر عاملہ کے بیان میں ۱۳۹
مشق: (۳۳) ۱۴۸
بحثِ مستثنیٰ ۱۴۹
مشق: (۳۴) ۱۵۳
نصائحِ متفرقہ وحکمِ مختلفہ ۱۵۶

انتساب

احقر اپنی اِس حقیر کاوِش کو مادرِ علمی ''دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، ضلع سورت، گجرات'' کے نام منسوب کرتے ہوئے فرحت ومسرّت اور تشکّر وامتنان کے بے پناہ جذبات اپنے دل میں موجزن پا رہا ہے؛ جس کی مردم ساز، عطر بیز اور روح پرور فضاؤں نے اِس قابل بنایا۔ فللّٰه الحمد والمنة أولاً وآخرًا.

فجزىٰ الله عني بانيها وناظميها وجميع أساتذتي الكرام خير الجزاء، آمين يا رب العالمين.

احقر ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی
۱۵ر محرّم الحرام ر ۱۴۳۴ھ

* * *

عرضِ ناشر

(بوقت طبعِ اوّل)

ہمارے مخلص دوست مولانا قاری ناظر حسین صاحب فلاحی زید مجدہم معروف ادارہ دارالعلوم فلاحِ دارین (ترکیسر) کے باوقار اساتذہ میں سے ہیں، پچھلے کئی سالوں سے مسلسل نحو، صرف اور بلاغت وغیرہ کی کتابیں اُن کے زیرِ تدریس ہیں، تدریسی میدان میں یکسوئی، انہماک اور سالہا سال کی جہدِ مسلسل کی بنا پر آپ کا شمار کہنہ مشق، پختہ کار اور فن پر حاوی اساتذہ میں ہوتا ہے، مزید براں بچوں کی ذہنی سطح کی رعایت کے ساتھ مضامینِ فن کو اُن کے دل و دماغ میں مرتسم کر دینے کا ملکہ اور ذوق بھی مبدأِ فیض سے آپ کو بحظِ وافر عطا ہوا ہے، جو ایک کامیاب مدرّس کے لیے ناگزیر ہے، چنانچہ علمِ نحو پر آپ کی یہ کاوِش خود آپ کے اِس ذوق کی آئینہ دار ہے۔

فنِ نحو کی مشہور کتاب ''نحو میر'' برسہا برس تک مولانا کے زیرِ تدریس رہی، موصوف نے مضامینِ کتاب کی تسہیل کی غرض سے بزبانِ اُردو ایک کاپی مرتّب کی تھی، جس میں قواعدِ نحو کو نہایت سہل و شستہ پیرایہ میں ضروری امثلہ اور وقیع اضافوں کے ساتھ جمع کر دیا تھا، راقمِ سطور کو بھی بحمدہٖ تعالیٰ ایک طویل عرصہ سے نحو و صرف پڑھانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، چنانچہ جب اِس کاپی پر نگاہ پڑی تو بتوفیق الٰہی دل میں یہ داعیہ موجزن ہوا کہ اِس قیمتی علمی سرمایہ کو اگر زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے منظرِ عام پر لایا جائے تو مدارسِ عربیہ کے مبتدی طلبہ کے لیے ''نحو میر'' جیسی بنیادی کتاب کے حل میں یہ نہایت ہی معین ثابت ہو سکتا ہے؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ برسوں کے کامیاب تجربہ اور تراش خراش سے گزرتے رہنے کے باعث اُس کی اِفادیت کو مسلّم کہا جا سکتا ہے؛ بنا

بریں ہمارے تدریسی حلقوں سے اُمید کی جاتی ہے کہ وہ مولانا موصوف کی اِس مخلصانہ وگراں مایہ کاوِش کو ۔جواَب کتابی شکل میں اُن کے ہاتھوں میں ہے۔تحسین وقبول کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اُس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

اخیر میں دعا ہے کہ باری تعالیٰ اِس کتاب کے ذریعہ طالبانِ علوم کوفائدہ پہنچائے اور ہمارے ایک مخلص دوست نے اپنے جن مرحومین کے ایصالِ ثواب کی خاطر اِس کی طباعت کے مصارف برداشت کیے باری تعالیٰ اس کا ثواب اُن مرحومین کو پہنچادے۔آمین یاربّ العالمین۔

محمد ایوب فلاحی ساکن: پانولی
استاذ وصدرِ تعلیمی کمیٹی
جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، گجرات

* * *

پیش لفظ از مرتب

الحمد للهِ رَبّ العَالمين، وَالعاقبة للمتقين، وَالصَّلوٰة وَالسَّلامُ علىٰ سيد المرسلين، محمد بن عبد الله الأمين، وَعلىٰ اٰله الطيبين وَأصحابه الطاهرين، ومن تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين، أما بعد.

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے انتہا فضل وکرم ہوا کہ اُس نے ہمیں تعلیم وتعلّم کے بابرکت سلسلے سے منسلک فرمایا، حق تعالیٰ تادمِ واپسیں اِس بابرکت سلسلے سے منسلک رکھیں۔ آمین۔

۱۴۱۴ھ کے اواخر اور ۱۹۹۴ء کے وسط کا زمانہ تھا، جب احقر کو مادرِ علمی (دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، سورت، گجرات) میں اپنے مشفق اساتذۂ کرام دامت برکاتہم کے زیر سایہ تدریس کی سعادت حاصل ہوئی، دورانِ تدریس ابتدائی عربی درجات کی کتابوں میں ''نحومیر'' جیسی بابرکت اور بافیض کتاب پڑھانے کا بھی موقع ملا، جوالحمدللہ تادمِ تحریر جاری ہے، حضرات اہل علم پر ''نحومیر'' کی اہمیت وافادیت مخفی نہیں، اگر یہ کہا جائے کہ عربی نحو کے لیے ''نحومیر'' ریڑھ کی ہڈّی کی حیثیت رکھتی ہے تو بے جانہ ہوگا۔

دورانِ تدریس احقر کو اِس بات کا احساس ہوا کہ ''نحومیر'' میں بعض مقامات پر مبتدی طلبہ کے لیے تعریفات اور مزید احکام کی ضرورت ہے، جس کی وجہ سے احقر نے اپنی اور اپنے طلبۂ کرام کی سہولت کے لیے حواشیٔ نحومیر (فارسی)، کتاب النحو، امداد النحو، ہدایۃ النحو اور بعد میں تدریس النحو، جامع الدروس اور النحوالوافی سے کچھ کچھ تعریفات

اور ضروری احکام پر مشتمل ایک یادداشت (بہ شکلِ کاپی) تیّار کی، جس سے احقر کو نحو میر کی تدریس و تفہیم میں کافی سہولت ہوگئی، شروع کے کچھ سالوں میں یہ طریقہ رہا کہ نحو میر کی جس مقدار کا سبق پڑھانا مقصود ہوتا؛ اولاً کاپی سے اتنا حصّہ املاء کرادیا جاتا، اور پھر نحو میر کی عبارت پڑھا کر اُس کا ترجمہ کرا کر اُس کی تفہیم کی جاتی، پھر طلبہ کو یہی املاء شدہ کاپی یاد کرنے کا مکلّف کیا جاتا، جس کی وجہ سے طلبہ کے لیے نحو میر کے قواعد کو یاد رکھنا اور سمجھنا آسان ہوگیا۔ فللّٰہ الحمد علیٰ ذٰلك.

بعد میں یہ کاپی بعض مخلصین نے کمپوز کرادی، جسے طلبہ اپنے طور پر ژیروکس کرا لیتے اور اُس سے استفادہ کرتے، اور ساتھ ہی ساتھ ایک مستقل گھنٹی میں قرآنِ کریم، قصص النبیین اور دیگر کتبِ ادب سے اجراءِ قواعد اور اُن کی ترکیب کا سلسلہ بھی جاری رہتا، بعد میں دارالعلوم فلاحِ دارین کے کتب خانہ سے ایک کتاب تسہیل النحو (یعنی نحو میر مع طریقۂ تعلیم) مصنّفہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دستیاب ہوئی، جس میں نحو میر کی ایک مناسب مقدار کے بعد اُس سے متعلّق ایک تمرین مشقیہ سوالات پر مشتمل موجود تھی، جس سے اجراءِ قواعد اور ترکیب میں کافی مدد ملی۔

پھر ایک موقع پر حضرت مولانا محمد سلمان صاحب گنگوہی دامت برکاتہم (مدرّس: اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ) سے نحو میر کے طریقۂ تدریس کے سلسلے میں گفتگو ہوئی، اثناءِ گفتگو احقر نے کتاب تسہیل النحو مصنفہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی کا ذکر کیا؛ تو اُنہوں نے اُس کے دیکھنے کا شوق ظاہر کیا، احقر نے اُن کو اس کی ایک ژیروکس کاپی پہنچائی، جس کو اُنہوں نے بہت ہی پسند فرمایا اور مبتدی طلبہ کے لیے مفید قرار دیا، چنانچہ بعد میں حضرت مولانا محمد سلمان صاحب گنگوہی اور مولانا محمد ادریس صاحب (ساکن جیتالی) دامت برکاتہما کی کوشش سے وہ کتاب مکتبہ فیضِ محمود گنگوہ

سے چھپ بھی چکی ہے۔

اس کتاب کی اِفادیت کے لیے اتنا جان لینا کافی ہوگا کہ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کتاب کو معقول معاوضہ دے کر ایک مقام سے حاصل کیا اور پھر اپنے زیر انتظام اُس کو شائع بھی فرمایا، جیسا کہ اِس کتاب کے شروع میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا لکھا ہوا پیش لفظ بہ عنوان ''التماسِ ناشر'' دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے، تبرکاً اِس کتاب کے شروع میں ہم اُس پیش لفظ کو بھی نقل کر رہے ہیں؛ تاکہ تسہیل النحو کی اِفادیت واہمیت کا کچھ اندازہ ہو سکے، نیز تسہیل النحو کے شروع میں موجود حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی کا مقدّمہ بھی بعینہٖ نقل کر رہے ہیں؛ جو نحو میر کی تدریس سے متعلّق ضروری ہدایات پر مشتمل ہے۔

چوں کہ پیش نظر کتاب مستقل کوئی تصنیف وتالیف نہیں ہے؛ بلکہ کہنا چاہیے کہ کچھ اہم اِضافوں کے ساتھ نحو میر کا اردو ایڈیشن ہے؛ اِس لیے ہم نے اُس کا نام ''نحو میر اردو'' تجویز کیا ہے؛ تاکہ اسم مسمّٰی پر اور عنوان مُعنون پر دلالت کرے؛ البتہ ہم نے نحو میر کی اِفادیت بڑھانے کے لیے اور مشق وتمرین کی سہولت بہم پہنچانے کے لیے اس کے متعلقہ ایک معتد بہ حصّہ کے بعد تسہیل النحو کے مشقیہ سوالات جوں کے توں بلا کمی بیشی کے نقل کیے ہیں، اِس سے ہماری غرض یہ بھی ہے کہ دو بابرکت اصلوں (نحو میر اور تسہیل النحو) کی برکت سے ہماری یہ کاوش بھی عنداللہ مقبول ہو جائے، اور ہمارے لیے اور ہمارے اساتذۂ کرام اور جملہ محسنین کے لیے ذخیرۂ آخرت اور وسیلۂ نجات ہو۔ وما ذٰلك على الله بعزيز.

اِس موقع پر احقر حضرت مولانا محمد ایوب صاحب ساکن پانولی (استاذ وصدرِ تعلیمی کمیٹی: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ، بھروچ، گجرات) اور برادرِ محترم حضرت مولانا

یحییٰ صاحب ساکن ڈونگری (استاذ دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر) دامت برکاتہما کا بصمیمِ قلب شکر گزار ہے، اِن ہی دو حضرات کی مساعیٔ جمیلہ کی برکت سے ایک گمنام شخص کی ناقص کاوِش منظرِ عام پر آرہی ہے، جس کی من جانب اللہ صورت یہ ہوئی کہ حضرت مولانا یحییٰ صاحب زید مجدہٗ نے حضرت مولانا محمد ایوب صاحب دامت برکاتہم سے اِس یادداشت کا ذکر کیا، حضرت مولانا نے ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور احقر کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اُس کو زیورِ طبع سے آراستہ کرنے کے لیے اِجازت طلب فرمائی، جس پر احقر نے بصد شرمندگی معذرت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ''یہ کاوِش ہرگز اِس قابل نہیں''؛ لیکن حضرت مولانا کا اصرار رہا، جس کو احقر نے فضلِ خداوندی سمجھتے ہوئے قبول کیا، حق تعالیٰ اِن دونوں ہی حضرات کو اپنے شایانِ شان دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

احقر اِس موقع پر اپنے پیر ومرشد برکۃ العصر حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم العالیہ کا بہ صمیمِ قلب شکر گزار ہے کہ حضرت والا نے ازراہِ ذرّہ نوازی ''نحومیرِ اردو'' کے مسوّدہ کو ملاحظہ فرمایا اور اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے دعائیہ کلمات سے سرفراز فرمایا، حق تعالیٰ ان دعاؤں کو احقر کے حق میں قبول فرمائیں اور حضرت والا کو اپنے شایانِ شان جزاءِ خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

نیز احقر اپنے محسن ومربی، مفکرِ گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم العالیہ کے لیے بھی سراپا شکر ہے کہ حضرتِ والا نے بنظرِ غائر مسوّدہ ملاحظہ فرما کر اپنے بیش قیمت مشورہ جات سے نوازا اور کتاب پر اپنی قیمتی تقریظ ارقام فرما کر کتاب کی قیمت کو اضعافاً مضاعفہ کردیا، فجزاهم الله أحسن الجزاء.

نیز احقر اپنے مشفق ومکرّم استاذِ محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی

دامت برکاتہم (استاذِ حدیث وتفسیر، دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر) کا ممنونِ کرم ہے کہ آپ نے مسوّدہ از اوّل تا آخر ملاحظہ فرمایا، کئی ضروری اور مناسب اصلاحات فرمائیں، کئی فوائد کے اضافہ کا مشورہ دیا اور تقریظ لکھ کر کتاب کی قیمت کو دوچند کر دیا۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء.

حضرات معلّمینِ کرام اور باذوق طلبۂ عظام سے درخواست ہے کہ اِس رسالے میں کوئی قابلِ اصلاح وترمیم یا قابلِ حذف واضافہ بات نظر آئے تو ضرور اطلاع فرمائیں؛ تاکہ اگلے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے اور اُس کو مفید سے مفید تر بنایا جاسکے، ہم آپ کے مشورہ جات کے لیے چشم براہ ہیں۔

اخیر میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اِس معمولی کاوِش کو قبول فرمائیں، اور احقر کے لیے اور اُس کے والدین ماجدین، اساتذۂ کرام اور جملہ محسنین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائیں۔ آمین یا رب العالمین بجاه سيد المرسلين، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه أجمعين.

احقر ناظر حسین بن عثمان ہتھوڑوی
مدرّس دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت گجرات
Mob : 9879246385

۱۵ر محرّم الحرام ر ۱۴۳۴ھ
مطابق: ۳۰ر نومبر ر ۲۰۱۲ء

* * *

دُعائیہ کلمات

از

برکۃ العصر، مفسرِ قرآن حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب دامت برکاتہم العالیۃ

(خلیفۂ اجل حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

باسمہ تعالیٰ

عزیزم مخلصم مولانا ناظر حسین صاحب سلّمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج الحمدللہ بعد نمازِ جمعہ ''نحو میر اُردو'' لے کر بیٹھا؛ تو پوری کتاب کی ورق گردانی کر ڈالی اور ہر ہی صفحہ کو سرسری نگاہ سے دیکھا، ماشاء اللہ نحو میر تو پڑھی ہوئی ہے ہی، مضامین سمجھ میں آتے گئے، اُس کے ساتھ ہی اُس کے مشقی سوالات پر بھی نظر ڈالی؛ جو بہت ہی مفید معلوم ہوئے، یقیناً اِس طرح مشق کے ساتھ نحو میر کا پڑھانا بچوں کے لیے آسان اور سودمند ثابت ہوگا۔

چنانچہ ہمارے اُستاذ حضرت مولانا عبدالغفار صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ جو دارالعلوم مؤ میں دورۂ حدیث کے مدرّس تھے وہ نحو میر کے طلبہ سے لے کر دورہ کے طلبہ تک کو جمع کر کے کسی عبارت کو لے کر اُس کے ہر ہر کلمہ کے متعلّق نحو کے مسائل دریافت فرماتے تھے، جس کو علماء پسند فرماتے تھے، خیر! آپ نے جو نحو میر کی تسہیل وتوضیح کی وہ نہایت مبارک خدمت ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مزید خدماتِ علمیہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

محمد قمر الزمان الٰہ آبادی

۱۷/ذوالحجہ/ ۱۴۳۳ھ

تقریظ

از

مفکّرِ گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی رحمۃ اللہ علیہ[1]

(رئیس الجامعہ دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر، سورت، گجرات)

الحمدُ لله الذي رفع السَّماء بغير عِمَادٍ، وخفض الأَرضَ وقدَّر فيها أَقواتها لنفع العباد، وثبّتها بنصب الرَّوَاسِي والأوتاد، وجزم بوحدانيته أهل البغي والإلحاد، والصَّلوٰةُ والسَّلامُ علىٰ أفصح من نطق بالضاد، سيدنا محمدن المخصوص بالشفاعة العظمىٰ يوم المعاد، وعلىٰ اٰله الطيبين الطاهرين، وأَصحابه الذين بذلوا مهجهم لنصر الحق من غير شك وترداد. (من كتاب : "الكواكب الدرية")

أَما بعد !

علّامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور مقدمے میں فرمایا ہے: "الفصل الخامس والأَربعون في علوم اللسان العربي، أركانه أربعة: وهي

---

[1] افسوس کہ یہ قدیم صالح اور جدید نافع کا جامع، دلِ دردمند اور زبانِ ہوش مند کا حامل، علم وعمل کا حسین امتزاج، سراپا اخلاق، محبوبِ اکابر، مرجع اصاغر، نمونۂ سلف، برکتِ زمانہ اور اس جیسے بیسیوں اَلقاب کا صحیح معنیٰ میں مستحق ۲۶ رشوال المکرم ۱۴۳۹ھ مطابق: ۱۰ رجولائی ۲۰۱۸ء بروز سہ شنبہ ہمیشہ کے لیے آسودۂ خواب ہوگیا۔

عمر بھر کی بے قراری کو آخر قرار آ ہی گیا

جزاه الله تَعَالىٰ عنا وعن جميع المسلمين خيرا، وطيّب الله ثراه، وجعل جنة الفرودس مثواه. آمين يا أرحم الراحمين.

اللغة، والنحو، والبيان، والأدب". عربی زبان کے چار ارکان ہیں، لغت، نحو، بیان اور ادب، اِن چاروں میں لغت اور نحو بہت ہی اہم ہیں، نحو کے بغیر عبارت کا صحیح تلفظ تقریباً ناممکن ہے۔

قرآنِ مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنیٰ اور مفہوم کو سمجھنے کے لیے نحو نہایت ضروری ہے، بہت سی آیات میں اعراب کے معمولی تغیّر سے معنیٰ میں زبردست تبدیلی ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ عربی زبان میں بہت سے جملے ایسے ہیں جن میں اعراب کی تبدیلی سے بہت فرق پڑ جاتا ہے، مثلاً ایک شخص کہتا ہے: "أَنَا قَاتِلُ حَيَّةً" اور دوسرا کہتا ہے: "أَنَا قَاتِلُ حَيَّةٍ" اِن دونوں جملوں میں بہت فرق ہے، پہلے جملہ کے معنیٰ ہوں گے: ''میں سانپ کو ماروں گا'' دوسرے جملہ کا مطلب ہوگا کہ ''میں نے سانپ کو مار دیا''، علمِ نحو کے بغیر اِس کا فرق نہیں سمجھا جاسکتا۔

برّصغیر کے مدارس میں عربی کے مبتدی طلبہ کو جو کتابیں فنِ نحو سکھانے کے لیے پڑھائی جاتی ہیں اُن میں نحو میر بہت مشہور اور متداول ہے، نحو میر کے بعد ہی ہدایت النحو اور قطر الندیٰ یا کافیہ کا درجہ ہے۔

نحو میر کے فاضل مصنّف سیّد شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ زبردست عالم اور کئی کتابوں کے مصنّف ہیں، اُن کے اخلاص وتقویٰ کے سبب اُن کے چار متون درس میں داخل ہیں، اُن میں نحو میر بھی شامل ہے۔

مصنّف علاّم رحمۃ اللہ علیہ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ ہدایت تحریر فرمائی ہے:

بداں -ارشدک اللہ تعالیٰ- کہ ایں مختصریست مضبوط در علمِ نحو کہ مبتدی را بعد از حفظِ مفرداتِ لغت ومعرفت اشتقاق وضبطِ مہماتِ تصریف بآسانی بکیفیتِ ترکیبِ عربی راہ نماید وبزودی در معرفتِ اعراب وبنا وسوادِ خواندن توانائی دہد، بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ۔

آپ جان لیں، اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی فرمائے کہ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو علمِ نحو کے لیے لکھا گیا ہے، جو مبتدی طالبِ علم کو مفرداتِ لغت یاد کرانے اور مشتقات کی پہچان اور علمِ صرف کی اہم باتیں یاد کرانے کے بعد آسانی کے ساتھ عربی ترکیب کے طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور صحیح عبارت پڑھنے کی طاقت اور صلاحیت پیدا کرتا ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہوگا۔

ہمیں تعجب ہے کہ مصنّف علام رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی واضح ہدایت کے باوجود ہم لوگ طلبہ کو مفرداتِ لغت یاد کرائے بغیر نحو میر شروع کرا دیتے ہیں، دنیا میں ہر زبان کے سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زبان سکھائی جاتی ہے اور پھر قواعدِ نحو یا گرامر کی اس پر تطبیق ہوتی ہے، اس طریقے کو ترک کرنے کے سبب ہمارے طلبہ خشک قواعد رٹ لیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نحو کا صحیح ادراک نہیں کر پاتے اور تطبیق میں غلطی کرتے ہیں۔

اسی غلطی کا احساس کر کے بعض جدید مصنّفین نے نحو کی جو کتابیں مرتّب فرمائی ہیں اُن میں پہلے مثالیں پھر قاعدے کی تفہیم اور پھر مختصر قاعدہ اور اُس کے بعد تمرینات کا سلسلہ ہوتا ہے، اور یہ جدید کتابیں مبتدی طلبہ کے لیے مفید ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ ''نحو میر اردو'' اسی لیے ترتیب دیا گیا ہے کہ طلبہ کو نحو کے قواعد کے ساتھ مثالیں بتائی جائیں اور مشق بھی کرائی جائے، تاکہ قاعدہ ذہن میں راسخ ہو جائے اور عبارت خوانی یا گفتگو میں غلطی سے بچا جا سکے، اِس رسالہ کے مرتّب مولانا قاری ناظر حسین فلاحی ہتھوڑوی سلّمہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اِس فن کا خاص ذوق عطا فرمایا ہے، اور پچھلے کئی سالوں سے نحو کی کتابیں بہت توجّہ اور محنت سے پڑھا رہے ہیں، اُنہوں نے اپنے تعلیمی تجربے کے پیشِ نظر یہ رسالہ مرتّب فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ اُن کی محنت کو شرفِ قبولیت

عطا فرمائے، اور طلبۂ عزیز کو استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

ایک بات قابلِ توجّہ یہ ہے کہ کتاب چاہے جتنی آسان ہو مگر طالبِ علم اگر محنت نہ کرے اور مشق وتمرین کے لیے وقت فارغ نہ کرے تو وہ خاطر خواہ نفع نہیں اٹھا سکتا، کسی عربی شاعر نے سچ کہا ہے:

وقل من جدّ في أمر يحاوله واستشعر الصبر إلّا فاز بالظفر

كم حاجة بمكان النجم قرّبها طول التردد في الروحات والبكر

اللہ ربّ العزت مرتّب مدّظلہٗ اور اُن کے جملہ معاونین کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اُن کو اس طرح کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

اللّهم وفّقنا لما تحب وترضىٰ، واجعل أخرتنا خيرا من الأُولىٰ، آمين يا رب العالمين.

احقر عبداللہ غفرلہٗ
۱۳؍ذوالحجۃ الحرام؍۱۴۳۳ھ
۳۰؍اکتوبر؍۲۰۱۲ء

* * *

اظہارِ پسندیدگی

از

استاذِ محترم حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم

نحمدہٗ ونُصلي علیٰ رسوله الکریم، أما بعد.

پیش نظر تالیفِ جدید ولطیف کے مؤلف جناب قاری ناظر حسین صاحب زید مجدہٗ ہمارے مدرسہ فلاحِ دارین، ترکیسر کے ایک کہنہ مشق مدرّس ہیں، ماشاء اللہ! اسم بامسمّٰی ہیں، حسن صورت وسیرت کے ساتھ ساتھ نظر وفکر بھی عمدہ رکھتے ہیں، یکسوئی طبیعت میں فطری باقی ہے، اپنے کام میں دھیان ودُھن سے لگے رہتے ہیں، ابتداءِ تدریس ہی سے صرف ونحو کی کتب آپ کے زیر درس رہیں، جن کو محنت سے پڑھاتے رہے، پھر اِن ہی درسی کتابوں پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے مطولات سے بھی اِس دوران استفادہ کرتے رہے، اور ''جوئندہ یابندہ'' کے اصول پر حاصل شدہ جواہر پاروں کو جمع کرکے لٹاتے رہے، اِسی مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں موصوف کو مشکل مسائل اور مشکل تراکیب کا آسان حل پیش کرنے کا ملکہ حاصل ہوگیا، جس کی وجہ سے طلبہ بہت جلد اور مختصر وقت میں تراکیب آشنا ہوجاتے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد.

جی چاہتا تھا کہ قاری صاحب موصوف اپنے اِن تدریسی تجربات کو تحریر میں لے آئیں تو نفع اُس کا عام ہوجائے؛ مگر اپنی متواضعانہ طبیعت کی وجہ سے اپنی کاوِش تحریر میں لانے کے قابل نہیں سمجھ رہے تھے۔

بالآخر مولانا محمد ایوب صاحب مدّظلہٗ (صدرِ تعلیمی کمیٹی: جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ)

اوراُن کے برادرِ نسبتی جناب مولانا یحییٰ صاحب کے ایماء واصرار پر تیّار ہو گئے۔

اِن حضرات کی قدردانی کی بات ہے کہ اِس مضمون کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اُس کی کمپوزنگ وطباعت وغیرہ سارے کٹھن مراحل سے قاری صاحب کو سبک دوش کر دیا، جس پر یہ لوگ ہم سبھی کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ فجزاهم الله خيرا.

میں نے خود بھی اِس مجموعے کو جلدی میں سہی؛ لیکن مکمّل دیکھا اور کہیں کوئی بات سمجھ میں آئی تو مشورۃً عرض کر دی، جس کو قاری صاحب نے خوش دِلی سے قبول فرمایا، امید کرتا ہوں کہ یہ مجموعہ طلبہ کے لیے نافع ہوگا۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

قاری صاحب موصوف کے اِصرار پر یہ چند سطور لکھ دی ہیں، دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اِس تالیف کو قبولیت ومقبولیت سے سرفراز فرمائے، اور اِس طرح کے علمی اِفادات پیش کرتے رہنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین۔وما ذٰلك على الله بعزيز.

فقط

محمد یوسف ٹنکاروی

(استاذ دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر)

مؤرخہ: ۱۲رشوال المکرم ۱۴۳۳ھ

* * *

پیش لفظ متعلّق بہ تسہیل النحو

از

حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

(اِس کتاب کے مشقیہ سوالات چوں کہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تسہیل النحو سے ماخوذ ہیں؛ اِس لیے اُن کا پیش لفظ بھی یہاں بوجہِ اِفادیت نقل کیا جارہا ہے)۔

الحمد لله ربّ العالمين، والعاقبة للمتقين، وَالصَّلوٰةُ والسَّلامُ عَلىٰ رسوله محمد واٰله وأَصحابه أَجمعين.

امّا بعد..... اِس زمانہ میں باوجود تحصیل تمام کتبِ درسیہ طلبہ کی استعداد اچھّی نہیں ہوتی، حتیٰ کہ بعض فارغ التحصیل تو عبارت بھی صحیح نہیں پڑھتے، بیشتر اُس کا سبب صرف نحو میں محنت نہ کرنا ہے اور نیز یہ کہ جو قواعدِ صرف ونحو پڑھتے ہیں اُن کا اجراء امثلہ سے ساتھ ساتھ نہیں ہوتا، مشق کی بڑی کمی ہے، طوطے کی طرح نحو میر صرف میر یاد کرلی جاتی ہے۔

بندے نے نحو میر جو کہ کتبِ درسیہ نحو کی اوّل کتاب ہے اُس پر امثلۂ مشقیہ بڑھائی ہیں، اور نیز خود بھی بارہا تجربہ کیا ہے کہ قواعد کی مشق امثلہ سے کرانے میں استعداد خوب بڑھتی ہے، اور یہ امر محتاجِ دلیل بھی نہیں ہے؛ خود ظاہر ہے، حضرات اساتذۂ کرام سے التجا ہے کہ اِس نحو میر میں درس دیں اور معلّمین کو چند امورِ ذیل کی ہدایت کی جاتی ہے:

(۱).....طالبِ علم کو نحو میر کے قواعد اچھّی طرح ذہن نشین کرادیں، ایک بار

سمجھا کر پھر طالبِ علم سے سنیں کہ کیا سمجھے ہو، اور ایک دو مثال کی ترکیب خود کرادیں۔

(۲)..... جو لغاتِ امثلۂ مشقیہ ایسے ہوں جن کو طلبہ نہ جانتے ہوں اُن کے معنیٰ پہلے بتادیں اور صیغہ ہو تو صرف مصدر کے معنی بتادیں۔

(۳).....اگر کوئی قاعدہ اِن مثالوں کے متعلّق ایسا ہو کہ اب تک وہ سبقاً سبقاً نہیں پڑھا؛ تو اُس کو مختصر طور سے پہلے بتادیں۔

(۴).....ترکیب اور ترجمہ ہر مثال کا طلبہ سے ہی کراویں، بالکل مدد نہ دیں، قواعد سے جواب طلب کریں۔

(۵)..... اِن مثالوں کے علاوہ اور مثالیں اِس قدر کاغذ پر لکھوا کر ترکیب وترجمہ کراویں جس سے اطمینانِ کلّی ہو جائے کہ یہ قاعدہ طالبِ علم کی سمجھ میں آ گیا ہے۔

فقط

واللہ الموفق والمعین

راقم

محمد عبداللہ عفی عنہٗ گنگوہی

۴/ جمادیٰ الثانیہ/ ۱۳۳۷ھ

* * *

التماسِ ناشر

از

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

متعلّق بہ تسہیل النحو، مؤلفہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

بہ عنوان: ''التماسِ ناشر''

الحمدُ للہ وَکَفیٰ، وَسَلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ.

امّا بعد..... آج کل علم عربی اور تمام علوم دین سے عام بے توجہی کی جو رَو چل رہی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، ادھر قویٰ کا عام انحطاط اور پھر مشاغل وافکار کی فراوانی؛ یہ سب آفات ہیں جو اس علم کے لیے سدِ راہ بن رہی ہیں؛ اِس لیے سخت ضرورت ہے کہ علوم عربیہ کی ابتدائی کتب کو اتنا سہل اور سلیس کر کے طلبہ کو پڑھایا جائے کہ اُن کا دماغ عبارتی مشکلات سے آزاد ہو کر صرف اُن کے یاد کرنے کی طرف متوجّہ ہو جائے؛ تا کہ وہ ابتدائی تعلیم میں مہارت پیدا کر کے علومِ مقصودہ حاصل کر سکیں۔

اِسی غرض سے حضرت حکیم الامت مجدّد الملت سیدی وسندی حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے اُس کی طرف توجّہ فرمائی اور مدرسہ تھانہ بھون کے فاضل مدرّس جناب مولانا عبداللہ صاحب مرحوم گنگوہی نے حضرت کے ارشاد کے موافق یہ تسہیلات کا سلسلہ شروع کیا؛ جس کے چند نمبر تیسیر المبتدی اور تیسیر المنطق وغیرہ چھپ کر شائع اور مقبولِ عام ہو چکے ہیں، اِسی سلسلے کی ایک کڑی یہ رِسالہ ہے؛ جو اِس

وقت آپ کے سامنے ہے، مجھے قوی اُمید ہے کہ اگر نحومیر کو اِسی طرح پڑھایا جائے جس طرح اِس رِسالے میں مشق کرائی گئی ہے تو صرف نحومیر پڑھ کر مبتدی طالبِ علم عربی کے متوسط جملے بولنے اور لکھنے پر بے تکلّف قادر ہوجائے گا؛ لیکن یہ رِسالہ اتفاق سے مصنّف مرحوم کی حیات میں طبع نہ ہوسکا تھا اور قریب تھا کہ ضائع ہوجائے؛ اُس کا مسودہ ایک جگہ احقر کی نظر سے گذرا؛ تو معقول معاوضہ دے کر احقر نے اُس کو وصول کیا، اور اب اُس کو شائع کر کے اُمید رکھتا ہے کہ حق تعالیٰ مؤلف مرحوم کے دوسرے رسائل کی طرح اِس کو بھی قبولیتِ عامہ عطا فرمائے، اور اِس عاجز کے لیے بھی ذخیرۂ آخرت فرمائے۔ واللہ المستعان في كل مكان وزمان.

بندہ محمد شفیع غفرلہٗ
(مدرّس: دارالعلوم دیوبند)
ربیع الاول ۱۳۴۹ھ

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصولِ علم کے دس آداب

(۱) اخلاصِ نیت:

طالبِ علم کو چاہیے کہ علم حاصل کرنے میں کوئی غلط نیت اور دنیوی غرض نہ ہو، اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اپنی آخرت درست کرنے کے لیے علم حاصل کرے۔

(۲) بُری باتوں سے اجتناب:

طالبِ علم کو چاہیے کہ اپنے نفس کو رذیل عادات اور بُری صفات سے پاک کرے، جھوٹ، غیبت، بہتان، چوری، فضول گفتگو اور بُری صحبت سے خود کو ہمیشہ بچاتا رہے، اس لیے کہ علم دل کی عبادت ہے جو ایک باطنی شئے ہے، پس جس طرح نماز ۔جو ظاہری اعضاء کی عبادت ہے۔ بغیر طہارت کے درست نہیں ہوتی اسی طرح علم ۔جو باطنی عبادت ہے۔بغیر طہارتِ باطنی کے حاصل نہیں ہوتی۔

(۳) اساتذہ کا ادب:

طالبِ علم کو چاہیے کہ اساتذہ کا ادب واحترام ہر حال میں اپنے اوپر لازم سمجھے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''علم حاصل کرو اور علم کے لیے متانت ووقار پیدا کرو، جس سے تعلیم حاصل کرو اُس سے خاکساری برتو۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ ''بوڑھے مسلمان، عالم، حافظِ قرآن، بادشاہِ عادل اور استاذ کی عزّت کرنا تعظیمِ خداوندی میں داخل ہے۔''

(۴) اساتذہ کی خدمت:

طالبِ علم کو چاہیے کہ استاذ کی خدمت کو اپنے لیے فلاحِ دارین کا ذریعہ سمجھے۔ ہم نے استاذ کے آداب میں تحریر کیا ہے کہ طالبِ علم سے خدمت نہ لے، یہی اس کے لیے مناسب ہے، لیکن طالبِ علم استاذ کے کہنے کا انتظار نہ کرے، خود ہی اس کا کام کر دیا کرے اور اس میں اپنی سعادت سمجھے۔

(۵) دینی کتابوں کا احترام:

طالبِ علم کے لیے جس طرح یہ ضروری ہے کہ اساتذہ کی تعظیم واحترام کرے اسی طرح اس کو چاہیے کہ دینی کتابوں کی عظمت اس کے دل میں ہو، اس سلسلے میں مندرجۂ ذیل باتوں کا لحاظ رکھے۔

(۱) کسی کتاب کو بغیر طہارت کے نہ چھوئے۔ (۲) کتاب کی طرف پیر دراز نہ کرے۔ (۳) تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی کتابوں کو بقیہ فنون کی کتابوں کے اوپر رکھے۔ (۴) کتاب ادب کے ساتھ اٹھائے۔ (۵) کتاب پر کوئی چیز نہ رکھے۔

(۶) رفقاء کے ساتھ ہمدردی:

طالبِ علم کو چاہیے کہ رفقاء کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئے، اپنے ساتھیوں کا احترام کرے اور ان کے حقوق کا لحاظ رکھے، ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے، ان کی کسی بات پر نہ ہنسے، ان پر طعن وتشنیع نہ کرے، کتاب سمجھنے میں ان کی مدد کرے، اپنی طاقت کے مطابق غریب ساتھیوں کی امداد کرے۔

(۷) علم حاصل کرنے میں محنت:

طالبِ علم کو چاہیے کہ علمِ دین حاصل کرنے میں اچھّی طرح محنت کرے، اپنے

اوقات ضائع نہ کرے، علم حاصل کرنے میں ہرگز سستی سے کام نہ لے، بزرگوں کی زندگی کا مطالعہ کرے اور یہ سوچے کہ انہوں نے کس قدر محنتیں کیں۔

محنت کے سلسلے میں تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) مطالعہ: یعنی اگلے سبق کی تیّاری، اس کے بغیر کسی طرح استعداد نہیں بن سکتی، کوئی بھی اس کے بغیر ترقّی نہیں کرسکا۔

(۲) سبق کی پابندی: طالبِ علم کو چاہیے کہ سبق کا کبھی ناغہ نہ کرے، اس میں علم کی ناقدری ہے جس سے بڑی بے برکتی ہوتی ہے، بسا اوقات یہ ناقدری علم سے محرومی کا سبب بن جاتی ہے۔

(۳) تکرار و مذاکرہ: طالبِ علم کو چاہیے کہ سبق غور سے سنے اور اس کے بعد اس کا تکرار کرے، اس کے بغیر صلاحیت پیدا نہیں ہوسکتی۔

(۸) علم کی حرص اور اس کے لیے سفر:

طالبِ علم کو علم کا حریص ہونا چاہیے، اگر وطن میں تحصیلِ علم کے مواقع میسّر نہ ہوں تو اس کے لیے سفر کرے۔ پہلے زمانہ میں لوگ ایک ایک حدیث اور ایک ایک مسئلہ کے لیے مہینوں کا سفر کرتے تھے اور بڑی مشقت اٹھاتے تھے۔

(۹) طلبِ علم میں ثابت قدمی اور ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنا:

طالبِ علم کو چاہیے کہ علم جیسی بے بہا نعمت حاصل کرنے میں جو دشواریاں پیش آئیں ان کو برداشت کرے اور اپنے اکابر (بزرگوں) کی زندگی کو سامنے رکھے کہ انہوں نے علمِ دین کے خاطر کیسے کیسے مصائب برداشت کیے، ہر طرح کی تنگی کے باوجود اس میں لگے رہے، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج ہم تک دین نہ پہنچتا۔

(۱۰) شیخِ کامل سے اصلاحی تعلق:

طالبِ علم کو چاہیے کہ زمانۂ طالبِ علمی میں کسی شیخِ کامل سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرلے، اور ہر کام اس سے دریافت کرنے کے بعد کرے، اور فراغت کے بعد اس کی خدمت میں رہ کر اچھّی طرح اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کرلے، اس کے بعد دینی کام شروع کرے، بغیر اصلاح کے اخلاص پیدا ہونا مشکل ہے۔

(ماخوذ از: ''آداب المتعلمین'' مؤلفہ حضرت مولانا قاری محمد صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان آداب کی رعایت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور ہمیں علمِ نافع عطا فرمائے۔ آمین یاربّ العالمین۔

* * *

مصنّفِ نحو میر کے حالات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام علی بن محمد بن علی ہے، آپ کا لقب زین الدین ہے اور کنیت ابوالحسن ہے، آپ ''میر سیّد شریف'' سے مشہور ہیں، آپ کو ''سیّد السند'' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ۲۲ یا ۲۳ رشعبان ر ۷۴۰ھ کو جرجان میں پیدا ہوئے۔

بچپن ہی میں آپ نے علومِ عربیہ یعنی نحو، صرف، اشتقاق ولغت کی تکمیل کر لی، بلکہ صغرسنی ہی میں آپ نے نحو کی متعدد کتابیں لکھیں، چنانچہ ''وافیہ شرحِ کافیہ'' اسی دور کی تصنیف ہے، غالباً نحو میر اور صرف میر بھی اوائلِ عمر ہی میں لکھ ڈالی تھیں۔

آپ کے علمی شوق کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ''مطالع'' پر علّامہ قطب الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کا سولہ مرتبہ مطالعہ فرمایا، لیکن طبیعت میں ابھی تشنگی باقی تھی لہٰذا خود شارح رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے لیے ہراۃ کی طرف چل پڑے، ہراۃ پہنچنے پر جب شارح رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کے شوقِ مطالعہ، فہم وذکاء اور اپنی ضعیف العمری میں بے ربطی دیکھتے ہوئے معذوری ظاہر فرمائی، کہاں جوانی کے ولولے؛ اور کہاں ایک سو بیس سال کی عمر کہ اپنے شاگرد کو دیکھنے کے لیے آنکھوں پر لٹکی ہوئی بھنوؤں کو ہاتھوں سے اٹھانا پڑے۔ لیکن اس شوق کو رد بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، چنانچہ یہ فرماتے ہوئے کہ مصر میں میرا ایک شاگرد مولیٰ مبارک شاہ ہے، جو تمہیں میری کتاب اسی طرح پڑھا سکتا ہے جس طرح میں نے جوانی میں اُسے پڑھائی تھی، آپ کو مبارک شاہ کے نام خط دے کر روانہ فرمایا۔

میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علم کی کشش مصر لے گئی، آپ نے شارح رحمۃ اللہ علیہ کا خط پیش کیا تو مبارک شاہ نے اُسے پڑھنے کے بعد بوسہ دیا، اور شرحِ مطالع پڑھانے کی ہامی

بھر لی، لیکن ساتھ ہی شاگردِ رشید کا امتحان لینے کے لیے چند سخت قسم کی شرائط عائد کر دیں کہ تم میرے مستقل شاگرد نہیں ہوگے، بلکہ دوسرے شاگردوں کے ساتھ بیٹھ کر صرف میرا درس سن سکو گے، حتی کہ تمہیں کسی قسم کا سوال کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، شاگردِ رشید جو اتنا لمبا سفر طے کر کے آیا تھا وہ بھلا ان شرائط کو ناگوار کب خیال کر سکتا تھا، اس نے بھی من وعن ان شرائط کو تسلیم کر لیا۔

اب مبارک شاہ تو بیٹھے مصر کے کسی امیر زادے کو پڑھا رہے ہیں، اور یہ غریب الدیار طالبِ علم بڑے انہماک سے خاموش بیٹھا سن رہا ہے، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، ایک رات مبارک شاہ اپنے مکان سے نکل کر مدرسے کے صحن میں چہل قدمی فرما رہے تھے، اور حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے سے آواز آ رہی تھی کہ فلاں مسئلے پر شارح نے تو یہ لکھا ہے، استاذ نے تو یوں کہا ہے، اور میں کہتا ہوں کہ بات اس طرح ہے، طالبِ علم کمرے میں اپنے گردونواح کے ماحول سے بے خبر اپنے خیال میں مست ہر مسئلے پر بحث کر کے آخر میں اپنا فیصلہ دیتا رہا، استاذِ محترم کچھ دیر یوں ہی سنتے رہے، لیکن جب خوشی حد سے بڑھ گئی تو شدّتِ طرب سے وجد میں آ گئے، اب جو طالبِ علم کے جوہر کھلے تو استاذِ محترم کا مقرّب بننا بھی نصیب ہو گیا، قراءت و سوالات وغیرہ سب کی اجازت مل گئی۔

علّامہ جمال الدین اقسرائی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانہ کے مشہور طبیب تھے اور اپنے وقت کے یکتا عالم تھے، میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو اُن کا شہرہ سنا تو آپ کو بھی شوق ہوا کہ قرمان جا کر شرفِ تلمذ حاصل کیا جائے، لیکن افسوس کہ قرمان پہنچ کر خوشی کے بجائے حسرت کا منہ دیکھنا پڑا کہ اقسرائی رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے۔ اسی عالمِ حسرت میں مولیٰ شمس الدین محمد فناری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو دونوں نے اپنی تشنگی بجھانے کے لیے

علّامہ اکمل الدین محمد محمود بابرتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مصر جانے کی ٹھان لی، وہاں جا کر میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدایہ کے حواشی اور باقی مذہبی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیراز میں تدریس شروع کر دی، اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی، آپ کی وفات بھی شیراز میں ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ میں بعمر ۷۶ سال ہوئی۔

میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پچاس سے زائد کتابیں تصنیف کیں، ان میں مشہور یہ ہیں: صرفِ میر، نحومیر، میر قطبی، شرحِ مواقف، شرحِ ایساغوجی، صغریٰ، کبریٰ، حاشیۂ بیضاوی، شریفیہ، حاشیۂ ہدایہ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ کی پانچ کتابیں داخلِ نصاب ہیں، یعنی صرف میر، نحومیر، صغریٰ، کبریٰ اور میر قطبی۔

* * *

مقدّمۃ العلم

(۱) علم نحو: وہ علم ہے جس کے ذریعہ اسم، فعل اور حرف کے آخر کے حالات معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے جانے جائیں اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کا طریقہ معلوم ہو۔

(۲) علم نحو کا موضوع: کلمہ اور کلام ہیں۔

(۳) علم نحو کی غرض: کلامِ عرب میں واقع ہونے والی لفظی غلطی سے ذہن کی حفاظت ہے۔

(۴) علم نحو کے مدوّنِ اوّل: امام ابوالاسود دُئلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

خطبۂ نحو میر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے ہی جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے خاص ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے اور رحمتِ خاصہ اور سلامتی نازل ہو اس کی مخلوق میں بہترین ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی تمام اولاد پر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد جانو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری رہنمائی فرمائے۔ کہ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو علمِ نحو میں ضبط کیا گیا ہے، جو کہ مبتدی طالبِ علم کو لغت کے مفردات یاد کر لینے کے بعد اور اشتقاق کی پہچان کے بعد اور علمِ صرف کی اہم باتیں یاد کر لینے کے بعد آسانی کے ساتھ عربی ترکیب کے طریقہ کی طرف راستہ دِکھاتا ہے، اور جلدی سے معرب ومبنی کی پہچان اور پڑھنے کے ملکہ کی طاقت دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

خطبہ میں وارد مشکل کلمات کی تشریح

(۱) **مختصر:** یہ بابِ افتعال سے اسمِ مفعول کا صیغہ ہے بمعنی اختصار کیا ہوا، مختصر وہ کتاب ہے جس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔

(۲) **مضبوط:** یہ بھی اسمِ مفعول کا صیغہ ہے بمعنی لکھا ہوا، ضبط کیا ہوا۔

(۳) **علمِ نحو:** وہ علم ہے جس کے ذریعہ اسم، فعل اور حرف کے آخر کے حالات معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے جانے جائیں اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کا طریقہ معلوم ہو۔

(۴) **مبتدی:** یہ بابِ افتعال سے اسمِ فاعل کا صیغہ ہے بمعنی شروع کرنے والا۔

(۵) **مفردات:** یہ مفرد کی جمع ہے۔ مفرد وہ تنہا لفظ ہے جو ایک معنی بتائے، جیسے: زَیْدٌ، رَجُلٌ وغیرہ۔

(۶) **لغت:** ان آوازوں کا نام ہے جن کے ذریعہ لوگ اپنی اغراض تعبیر کریں۔

(۷) **اشتقاق:** وہ علم ہے جس کے ذریعہ بعض کلمات کا بعض کلمات کی طرف اصلیت وفرعیت کے اعتبار سے منسوب ہونا معلوم ہو۔

(۸) **مہمات:** یہ مُہِمٌّ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں اہم اور ضروری باتیں، یہاں مراد قواعد ہیں۔

(۹) **تصریف:** یہ علمِ صرف کا دوسرا نام ہے، علمِ صرف وہ علم ہے جس میں مفردات سے ان کی صورت اور ہیئت کے اعتبار سے بحث ہو۔

(۱۰) **ترکیب:** اس کے لغوی معنی ہیں ملانا، اور اصطلاح میں چند کلمات کو اس طرح ملانا کہ ان کو مرکب کہا جائے۔

(۱۱) **اعراب:** اس کے معنی ہیں معرب ہونا۔ معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے

بدلنے سے بدلے۔ جیسے: کِتَابٌ، رَسُوْلٌ وغیرہ۔

(۱۲) **بناء:** اس کے معنی ہیں بنی ہونا۔ مبنی وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: هٰؤُلَاءِ، الَّذِيْ وغیرہ۔

(۱۳) **سوادِ خواندن:** پڑھنے کا ملکہ، پڑھنے کی صلاحیت۔

(۱۴) **توفیق:** اچھے مطلوب کے لیے اسباب مہیا کرنا۔

فصل: مفرد اور مرکب کے بیان میں

لفظ: وہ بات ہے جو انسان کے منہ سے نکلے۔

لفظ کی دو قسمیں ہیں: موضوع، مہمل۔

موضوع: وہ لفظ ہے جس کے کچھ معنی ہوں۔ جیسے: رَجُلٌ، قَلَمٌ.

مہمل: وہ لفظ ہے جس کے کچھ معنی نہ ہوں۔ جیسے: جَسَقٌ، اور اردو میں وانی، ووٹی۔

لفظِ موضوع کو لفظِ مستعمل بھی کہتے ہیں۔

عربی زبان میں لفظِ مستعمل (لفظِ موضوع) کی دو قسمیں ہیں، مفرد، مرکب۔

مفرد: وہ تنہا لفظ ہے جو ایک معنی بتائے۔ جیسے: رَجُلٌ، فَرَسٌ، فِيْ، مِنْ وغیرہ۔ لفظِ مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل اور حرف۔

اسم: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ جیسے: رَجُلٌ، اِمْرَأَةٌ، ضَرْبٌ وغیرہ۔

فعل: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور تین

زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں پایا جائے۔ جیسے: ضَرَبَ (اس نے مارا یعنی ماضی میں) یَضْرِبُ (وہ مارتا ہے یعنی حال میں) اِضْرِبْ (تو مار یعنی مستقبل میں)

حرف: وہ کلمہ ہے جس کے معنی بغیر کسی کلمہ کے ملائے سمجھ میں نہ آئیں۔ جیسے: هَلْ بمعنی کیا، فِيْ بمعنی میں، مِنْ بمعنی سے۔

مرکب: وہ لفظ ہے جو دو یا زیادہ کلموں سے مل کر بنے۔ جیسے: هٰذَا قَلَمٌ. (یہ قلم ہے۔) قَلَمُ زَيْدٍ (زید کا قلم)

مرکب کی دو قسمیں ہیں: مرکبِ مفید اور مرکبِ غیر مفید۔

مرکبِ مفید: وہ مرکب ہے کہ جب بولنے والا اس پر خاموش ہو تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب یا اِیقاع معلوم ہو۔ جیسے: هٰذَا كِتَابٌ (یہ کتاب ہے) مرکبِ مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

جملہ کی دو قسمیں ہیں: جملۂ خبریہ، جملۂ انشائیہ۔

مشق: (۱)

ذیل کے الفاظ میں یہ بتاؤ کہ کون مفرد ہے اور کون مرکب؟

فَرَسٌ، ضَرَبَ، قَدْ ضَرَبَ زَيْدٌ، غُلَامُ زَيْدٍ، بَقَرٌ، خَمْسَةَ عَشَرَ، غَنَمٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ، عَمْرٌو قَاعِدٌ، مَاءُ الْبِئْرِ، صَلٰوةُ الظُّهْرِ، مَكَّةُ، مَدِيْنَةٌ، بَعْلَبَكُّ، حَجُّ الْبَيْتِ، ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا.

فصل: اقسامِ جملہ کے بیان میں

جملۂ خبریہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ سے متصف کر سکیں، یعنی اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ (زید عالم

ہے) قَرَأَ زَیْدٌ (زید نے پڑھا)

جملۂ خبریہ کی دو قسمیں ہیں: جملۂ اسمیہ اور جملۂ فعلیہ۔

جملۂ اسمیہ: وہ جملۂ خبریہ ہے جس کا پہلا جز اسم ہو، (اور وہ جز مسند الیہ ہو،) جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ (زید جاننے والا ہے) جملۂ اسمیہ کا پہلا جز مسند الیہ ہوتا ہے اور اس کو ترکیب میں مبتدا کہتے ہیں، دوسرا جز مسند ہوتا ہے اور اس کو ترکیب میں خبر کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ: وہ جملۂ خبریہ ہے جس کا پہلا جز فعل ہو (خواہ فعل تام ہو یا ناقص)۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) جملۂ فعلیہ کا پہلا جز مسند ہوتا ہے جب کہ فعل تام ہو اور اس کو ترکیب میں فعل کہتے ہیں، اور دوسرا جز مسند الیہ ہوتا ہے، اور اس کو ترکیب میں فاعل (یا نائب فاعل) کہتے ہیں[1]

ہر جملہ کے دو جز ہوتے ہیں: ایک مسند الیہ اور دوسرا مسند۔

مسند الیہ: وہ اسم ہے جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی اسناد کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "زَیْدٌ" مسند الیہ ہے کہ اس کی طرف "عَالِمٌ" اور "ضَرَبَ" کی اسناد کی گئی ہے۔

مسند: وہ حکم ہے جس کی نسبت کسی اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "عَالِمٌ" اور "ضَرَبَ" مسند ہیں۔

اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہوسکتا ہے اور فعل صرف مسند ہوگا مسند الیہ نہیں

---

[1] اگر جملہ کا پہلا جز حرف ہو تو اُس کا اعتبار نہ ہوگا۔

فائدہ (۱) جب جملۂ فعلیہ کا پہلا جز فعلِ ناقص ہو، جیسے: کَانَ مُحَمَّدٌ نَبِیًّا تو فعل مسند نہ ہوگا؛ بلکہ کَانَ کا اسم مسند الیہ اور کَانَ کی خبر مسند ہوگی۔

فائدہ (۲) اسناد: دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ مخاطب کو پوری بات سمجھ میں آئے۔

ہوگا، اور حرف نہ تو مسند ہوگا اور نہ مسند الیہ۔

مشق: (۲)

ذیل کے لکھے ہوئے جملوں میں پہچانو کہ کون مسند ہے اور کون مسند الیہ، اور یہ بھی بتاؤ کہ کون مبتدا ہے اور کون خبر، اور کون فاعل ہے اور کون فعل، اور کونسا جملہ اسمیہ ہے اور کونسا فعلیہ، نیز ہر جملہ کی ترکیب کرو! اور ہر جملہ کا اردو ترجمہ بتاؤ! ہر سوال کا جواب ایک کاغذ پر لکھ دو۔

اسْتَغْفَرَ زَيْدٌ، اِجْتَنَبَتْ هِنْدٌ، الشَّمْسُ طَالِعَةٌ، الصَّلٰوةُ حَاضِرَةٌ، الْمَاءُ بَارِدٌ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اِنْفَطَرَتِ السَّمَاءُ، اِحْمَرَّتْ هِنْدٌ، الحَجُّ فَرِيْضَةٌ، الصَّوْمُ فَرْضٌ، القِيَامَةُ اٰتِيَةٌ، الجَنَّةُ حَقٌّ، النَّارُ حَقٌّ، الصِّرَاطُ حَقٌّ، الْمِيْزَانُ حَقٌّ، القَبْرُ رَوْضَةٌ، الرَّبُّ غَفُوْرٌ، اِسْتَخْلَفَ بَكْرٌ، اِخْضَرَّتِ الأَرْضُ، أَسْلَمَ خَالِدٌ، أَذْهَبَ بَكْرٌ، صَدَّقَ عَمْرٌو، اِمْلَوْلَحَ المَاءُ، زَيْدٌ دَاعٍ، صَامَ مَحْمُوْدٌ، صَلّٰى حَامِدٌ، حَجَّ حَمِيْدٌ، بَعْثَرَ عَمْرٌو، النُّصْحُ وَاجِبٌ، سَمِعَ اللّٰهُ، اَللّٰهُ سَمِيْعٌ، مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

جملۂ انشائیہ: وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ اور جھوٹ سے متصف نہیں کر سکتے۔ جیسے: اِضْرِبْ (تو مار) لَا تَضْرِبْ (تو مت مار)

جملۂ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں۔

(۱) امر (۲) نہی (۳) استفہام (۴) تمنّی (۵) ترجّی

(۶) عقود (۷) ندا (۸) عرض (۹) قسم (۱۰) تعجب۔

(۱) امر: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی کام کا حکم دیا جائے۔ جیسے:

اِضْرِبْ (تو مار) اُكْتُبْ (تو لکھ)

(۲) نہی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی کام کے نہ کرنے کا حکم دیا جائے۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ (تو مت مار) لَاتَلْعَبْ (تو مت کھیل)

(۳) استفہام: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے۔ جیسے: هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ؟ (کیا زید نے مارا؟)

(۴) تمنّی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی محبوب چیز کی آرزو کی جائے۔ جیسے: لَيْتَ الصِّغَرَ يَعُوْدُ (کاش کہ بچپن لوٹ آئے)

(۵) ترجّی: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس سے کسی چیز کی امید معلوم ہو، خواہ وہ چیز مکروہ ہو یا محبوب۔ جیسے: لَعَلَّ زَيْدًا حَاضِرٌ (امید ہے کہ زید حاضر ہو) لَعَلَّ الْعَدُوَّ قَادِمٌ (ڈر ہے کہ دشمن آرہا ہو)

(۶) عقود: ''عقد'' کی جمع ہے بمعنی معاملہ۔ عقود وہ انشائیہ جملے ہیں جن کے ذریعہ معاملات مثلاً: خرید وفروخت اور نکاح وطلاق وغیرہ کیے جائیں۔ جیسے بیچنے والا بیچتے وقت کہے: بِعْتُ (میں نے بیچا) اور خریدنے والا خریدتے وقت کہے: اِشْتَرَيْتُ (میں نے خریدا)

(۷) ندا: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس میں حرفِ ندا کے ذریعہ کسی کو اپنی طرف متوجّہ کیا جائے۔ جیسے: يَا اللّٰهُ، يَا زَيْدُ.

(۸) عرض: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ نرمی کے ساتھ کسی کام کی رغبت دلائی جائے۔ جیسے: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے کہ آپ کوئی بھلائی پائیں) أَلَا تَجْتَهِدُ فَتَفُوْزَ (کیا تم محنت نہیں کرتے کہ کامیاب ہو)

(۹) قسم: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ کسی بات پر قسم کھائی جائے۔

جیسے: وَاللّٰهِ (اللہ کی قسم) وَالعَصْرِ (زمانہ کی قسم)

حرفِ قسم: وہ حرف ہے جس کے ذریعہ قسم کھائی جائے۔

مقسم بہ: وہ اسم ہے جس کی قسم کھائی جائے۔

مقسم علیہ: وہ بات ہے جس پر قسم کھائی جائے۔ اس کو جوابِ قسم بھی کہتے ہیں۔ جیسے: وَاللّٰهِ لَأَضْرِبَنَّ زَيْدًا. (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا) اس مثال میں "واو" حرفِ قسم، "اللّٰه" مقسم بہ، اور "لَأَضْرِبَنَّ زَيْدًا" مقسم علیہ یا جوابِ قسم ہے۔

(۱۰) تعجب: وہ جملۂ انشائیہ ہے جس میں ایسے صیغہ سے حیرت ظاہر کی جائے جو حیرت ظاہر کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ عربی میں تعجب کے دو صیغے ہیں: (۱) مَا أَفْعَلَهُ جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا (زید کتنا حسین ہے) (۲) أَفْعِلْ بِهِ جیسے: أَحْسِنْ بِزَيْدٍ (زید کس قدر حسین ہے)[1]

مشق: (۳)

ذیل کی مثالوں میں بتاؤ کہ کونسا جملہ خبریہ اور کونسا انشائیہ اور انشائیہ کی کونسی قسم ہے؟

أَسْلِمُوْا، اٰمَنُوْا، لَا تَكْفُرُوْا، بَشِّرْ، لَيْتَ زَيْدًا عَالِمٌ، حَمِدَ بَكْرٌ، أَتَقْتُلُوْنَ، اٰمَنَّا، أَبْصِرْ بِهِ، مَا أَعْجَلَ زَيْدًا، أَلَا تُكْرِمُ زَيْدًا، لَا تَقُوْلُوْا، لَعَلَّ السَّاعَةَ

---

[1] فائدہ (۱) فعل تعجب ہمیشہ ثلاثی مجرّد سے بنتا ہے، ثلاثی مجرّد وہ کلمہ ہے جس کے ماضی میں تین حرفِ اصلی ہوں اور کوئی زائد حرف نہ ہو، ثلاثی مجرّد کے چھ ابواب ہیں: (۱) نَصَرَ يَنْصُرُ (۲) ضَرَبَ يَضْرِبُ (۳) فَتَحَ يَفْتَحُ (۴) سَمِعَ يَسْمَعُ (۵) حَسِبَ يَحْسِبُ (۶) كَرُمَ يَكْرُمُ.

فائدہ (۲) انشاء کی دو قسمیں ہیں: طلبی اور غیر طلبی۔ (۱) طلبی: وہ انشاء ہے جس کے ذریعہ کسی فعل کو طلب کیا جائے۔ (۲) غیر طلبی وہ انشاء ہے جس کے ذریعہ کسی فعل کو واقع کرنا مقصود ہو، اس کو ایقاعی بھی کہتے ہیں، انشاء کی دس اقسام میں سے غیر طلبی اور ایقاعی کے تحت تین اقسام ہیں: (۱) عقود (۲) قسم (۳) تعجب۔ باقی سات اقسام طلبی ہیں۔

قَرِيْبٌ، أَزَيْدٌ قَاعِدٌ، نَكَحْتُ، لَعَلَّ بَكْرًا نَائِمٌ، مَنْ جَاءَ، مَنْ أَبُوْكَ، كَبُرَ.

فصل: مرکبِ غیر مفید کی اقسام میں

مرکبِ غیر مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ مرکبِ غیر مفید کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مرکبِ اضافی (۲) مرکبِ بِنائی (۳) مرکبِ مَنعِ صَرف۔

مرکبِ اضافی: وہ مرکبِ غیر مفید ہے جس میں ایک اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ (زید کا غلام) اس کے پہلے جز کو مضاف کہتے ہیں، اور دوسرے جز کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا۔

مضاف: وہ اسم ہے جس کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے مثالِ مذکور میں "غُلَامُ" مضاف ہے کہ اس کی اضافت "زَيْدٍ" کی طرف کی گئی۔[1]

مضاف الیہ: وہ اسم ہے جس کی طرف کسی اسم کی اضافت کی جائے۔ جیسے مثالِ مذکور میں "زَيْدٍ" کہ اس کی طرف "غُلَامُ" کی اضافت کی گئی۔

مرکبِ بِنائی: وہ مرکبِ غیر مفید ہے جس میں بلا نسبت دو اسموں کو ملا کر ایک کر لیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمّن ہو، یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے معنی اپنے اندر لیے ہوئے ہو۔ جیسے: أَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ دراصل أَحَدٌ وَعَشَرٌ اور تِسْعَةٌ وَعَشَرٌ تھا، واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر دیا اور اس کے دونوں جز فتحہ پر مبنی ہوں گے۔ سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا پہلا جز یعنی "اِثْنَا" معرب ہے،

---

[1] فائدہ: اضافت: ایک اسم کی دوسرے اسم کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ پہلا اسم دوسرے کو جر دے۔

چنانچہ کہیں گے: جَاءَ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِأَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور جَاءَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا۔[1]

مرکبِ مَنعِ صَرف: وہ مرکبِ غیر مفید ہے جس میں بلانسبت دو کلموں کو ملا کر ایک کرلیا گیا ہو اور دوسرا کلمہ کسی حرف کو شامل نہ ہو، اور اس کے دونوں جزوں میں سے کوئی جز حرف نہ ہو۔ جیسے: بَعْلَبَكُّ (ایک شہر کا نام) یہ دراصل "بَعْلٌ" (ایک بت کا نام) اور "بَكٌّ" (شہر کی بنیاد رکھنے والے بادشاہ کا نام) دو کلموں سے مل کر بنا ہے۔ اور جیسے: "حَضْرَ مَوْتُ" (ایک شہر یا قبیلہ کا نام) یہ دراصل "حَضَرَ" فعلِ ماضی اور "مَوْتُ" اسم سے مل کر بنا ہے۔

اس کا پہلا جز اکثر علماء کے مذہب پر مبنی بر فتح ہوگا، اور دوسرا جز معرب غیر منصرف ہوگا، لہٰذا اُس پر کسرہ اور تنوین نہیں آئیں گے۔ جیسے: جَآءَ بَعْلَبَكُّ، رَأَيْتُ بَعْلَبَكَّ، مَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ.

جانو تم کہ مرکبِ غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جز یعنی مسند، مسند الیہ وغیرہ ہوگا، پورا جملہ نہیں ہوگا۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ قَائِمٌ (زید کا غلام کھڑا ہے) اس مثال میں "غُلَامُ زَيْدٍ" مرکبِ غیر مفید مرکبِ اضافی مسند الیہ (مبتدا) ہے۔ اور جیسے: عِنْدِيْ أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) اس مثال میں "أَحَدَ عَشَرَ" مرکبِ غیر مفید مرکبِ بنائی مسند الیہ (مبتدا مؤخر) ہے۔ اور جیسے: جَآءَ بَعْلَبَكُّ (بَعْلَبک

---

[1] **فائدہ:** أَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) اِثْنَا عَشَرَ (بارہ) ثَلٰثَةَ عَشَرَ (تیرہ) أَرْبَعَةَ عَشَرَ (چودہ) خَمْسَةَ عَشَرَ (پندرہ) سِتَّةَ عَشَرَ (سولہ) سَبْعَةَ عَشَرَ (سترہ) ثَمَانِيَةَ عَشَرَ (اٹھارہ) تِسْعَةَ عَشَرَ (انیس)۔

آیا)اس مثال میں "بَعْلَبَكُّ"مرکب غیر مفید مرکبِ منع صرف مسند الیہ (فاعل) ہے۔

مشق: (۴)

ذیل کی مثالوں میں مرکبِ غیر مفید کی قسمیں بتاؤ اور ہر مثال کا ترجمہ کرو! اور مرکباتِ اضافیہ میں مضاف ومضاف الیہ کو پہچانو!

(ا) رَسُوْلُ اللهِ، دِيْنُ اللهِ، بَيْتُ اللهِ، صَلٰوةُ العِشَاءِ، خَمْسَةَ عَشَرَ، صَلٰوةُ اللَّيْلِ، مِلَّةُ الإِسْلَامِ، مَاءُ البِئْرِ، سَاكِنُ البَيْتِ، مَعْدِيْ كَرِبُ[1] حَضْرَمَوْتُ، أَبُوْ حَارِثٍ، أَبُوْ القَاسِمِ، دَارُ زَيْدٍ، رُوْحُ الإِنْسَانِ، وَرَقُ الشَّجَرِ، مَاءُ الوُضُوْءِ، ثَوْبُ بَكْرٍ، أَخُوْ عَمْرٍو، جَارُ اللهِ.

(ب) مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ، حَجُّ البَيْتِ فَرْضٌ، صَوْمُ رَمَضَانَ فَرْضٌ، الكَعْبَةُ بَيْتُ اللهِ، عَذَابُ القَبْرِ حَقٌّ، قَامَ عَبْدُ اللهِ، صَلّٰى غُلَامُ بَكْرٍ، جَلِيْسُ السُّوْءِ شَيْطَانٌ، جَلِيْسُ الخَيْرِ غَنِيْمَةٌ، اَدَاءُ الزَّكٰوةِ بَرَكَةُ المَالِ، عِنْدِيْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ كِتَابًا، اخْرَوْرَقَ ثَوْبُ بَكْرٍ، مَاءُ الحَوْضِ حَارٌّ، لِحْيَةُ عَمْرٍو طَوِيْلَةٌ، دَارُ زَيْدٍ وَسِيْعَةٌ، اخْضَرَّ وَرَقُ الشَّجَرَةِ، اغْبَرَّ وَجْهُ زَيْدٍ، اصْفَرَّ وَرَقُ الشَّجَرِ، احْمَرَّ وَجْهُ عَمْرٍو، صَلٰوةُ اللَّيْلِ بَهَاءُ النَّهَارِ، تَوَاضُعُ المَرْءِ كَرَامَةٌ.

فصل

جانو تم کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوگا، چاہے وہ دونوں کلمے لفظوں میں

---

[1] اگر مرکب منع صرف کا پہلا جزء معتل الآخر ہو تو پہلا جزء مبنی بر سکون ہوگا، جیسے: "مَعْدِيْ كَرِبُ، قَاضِيْ خَان، عَلِيْ كَرَا". (تہذیب النحو: ۲/۱۰۰)

موجود ہوں؛ جیسے: "ضَرَبَ زَیْدٌ" اور "زَیْدٌ قَائِمٌ" یا کوئی ایک کلمہ تقدیراً ہو، یعنی مان لیا گیا ہو۔ جیسے: "اِضْرِبْ" کہ اس میں "أَنْتَ" ضمیر پوشیدہ ہے۔ اور جملہ کے کلمات دو سے زیادہ ہو سکتے ہیں، اور زیادہ کے لیے کوئی حد نہیں۔

جانو تم کہ جب جملہ کے کلمات زیادہ ہوں تو اسم، فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے تمیز کرنا چاہیے، اور دیکھنا چاہیے کہ وہ کلمہ معرب ہے یا مبنی، اور عامل ہے یا معمول؟ اور جاننا چاہیے کہ کلمات کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ کیسا ہے؟ تا کہ مسند اور مسند الیہ واضح ہو جائیں اور جملہ کے معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہوں۔

فصل: اسم، فعل اور حرف کی علامات کے بیان میں

اسم کی گیارہ علامتیں ہیں:

(۱) شروع میں الف لام کا ہونا۔ جیسے: اَلْحَمْدُ

(۲) شروع میں حرفِ جر کا ہونا۔ جیسے: بِزَیْدٍ

(۳) آخر میں تنوین کا ہونا۔ جیسے: رَجُلٌ، زَیْدٌ

(۴) مسند الیہ ہونا۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْدٌ

(۵) مضاف ہونا۔ جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَامٌ

(۶) مصغّر ہونا[1] جیسے: قُرَیْشٌ

---

[1] فائدہ: (۱) مصغّر وہ اسم ہے جو "فُعَیْلٌ" یا "فُعَیْلِلٌ" یا "فُعَیْلِیْلٌ" کے وزن پر لایا گیا ہو، تا کہ کسی چیز کی قلّت، حقارت، قرب، چھوٹائی یا محبوبیت بتائے۔ جیسے: رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ چھوٹا مرد۔ جَعْفَرٌ سے جُعَیْفِرٌ چھوٹی نہر۔ قِرْطَاسٌ سے قُرَیْطِیْسٌ چھوٹا کاغذ۔

(۷) منسوب ہونا[1] جیسے: بَغْدَادِيٌّ

(۸) تثنیہ ہونا۔ جیسے: رَجُلَانِ

(۹) مجموع یعنی جمع ہونا[2] جیسے: رِجَالٌ

(۱۰) موصوف ہونا۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ

(۱۱) آخر میں تائے متحرک ہونا۔ جیسے: ضَارِبَةٌ

فعل کی گیارہ علامتیں ہیں:

(۱) شروع میں "قَدْ" کا ہونا۔ جیسے: قَدْ ضَرَبَ

(۲) شروع میں "س" کا ہونا۔ جیسے: سَيَضْرِبُ

(۳) شروع میں "سَوْفَ" کا ہونا۔ جیسے: سَوْفَ يَضْرِبُ

(۴) شروع میں حرفِ جزم کا ہونا۔ جیسے: لَمْ يَضْرِبْ

(۵) آخر میں ضمیر مرفوع متصل کا ملنا۔ جیسے: ضَرَبْتَ

(۶) آخر میں تائے تانیث ساکنہ کا ہونا۔ جیسے: ضَرَبَتْ

(۷) امر ہونا۔ جیسے: اِضْرِبْ

(۸) نہی ہونا۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ

(۹) ماضی مضارع کی طرف گردان ہونا۔ جیسے: كَانَ، يَكُوْنُ

(۱۰) آخر میں نونِ تاکید ثقیلہ کا ہونا۔ جیسے: لَيَضْرِبَنَّ

---

[1] فائدہ: (۲) منسوب وہ اسم ہے جس کے آخر میں یا مشدد ماقبل مکسور زیادہ کی گئی ہو تا کہ اس اسم سے نسبت اور تعلق ظاہر ہو۔ جیسے: مَكِّيٌّ، حَنَفِيٌّ.

[2] فائدہ: (۳): فعل تثنیہ یا جمع نہیں ہوتا، البتہ فعل کے جو صیغے تثنیہ و جمع کہلاتے ہیں وہ فاعل کے اعتبار سے ہیں۔ جیسے: ضَرَبَا (ان دو مردوں نے مارا) اس میں فعل ایک ہی ہے، مارنے والے دو ہیں۔

(۱۱) آخر میں نونِ تاکید خفیفہ کا ہونا۔ جیسے: لَيَضْرِبَنْ

حرف کی علامت یہ ہے کہ اسم اور فعل کی علامات میں سے کوئی علامت اس میں نہ ہو۔ جیسے: مِنْ، فِيْ.

مشق: (۵)

الفاظِ ذیل میں علامات سے پہچان کر بتاؤ کہ کون لفظ اسم ہے اور کون فعل اور کون حرف، اور اُس علامت کو بھی ظاہر کرو جس سے تم نے پہچانا ہے۔

رَسُوْلُ اللهِ، الجَنَّةُ، الصِّرَاطُ، كُوِّرَتْ، عَلٰى، سَمِعَتْ، دَخَلْتُ، سَاحِرَانِ، سَوْفَ يَكُوْنُ، سَيَكُوْنُ، لَا تَنْفَطِرْ، مَا، رُجَيْلٌ، بَلْخِيٌّ، مَسَاجِدُ، مُحَمَّدٌ، نَبِيٌّ، مَكِّيٌّ، جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ، لِلّٰهِ، رَبِّ العَالَمِيْنَ، الصِّرَاطُ المُسْتَقِيْمُ، تَوْبَةٌ، شَاهِدَةٌ، قَدْ سَمِعَ.

فصل: معرب اور مبنی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ عرب کے تمام کلمات دو قسم پر ہیں: معرب اور مبنی۔

(۱) معرب: وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے بدلتا رہے۔ جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ میں "زید"۔[1]

---

[1] **فائدہ: عامل** وہ شئ ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں جَآءَ، رَأَیٰ اور "ب" عامل ہیں، اس لیے کہ ان کی وجہ سے زَیْد کا آخر بدلا۔

اعراب: وہ حرکت یا حرفِ علت ہے جس کے ذریعہ معرب کا آخر بدلے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں ضمہ، فتحہ اور کسرہ اعراب ہیں کہ ان کے ذریعہ زَیْد کا آخر بدلا۔

محلِ اعراب: معرب کا آخری حرف ہے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "د" محلِ اعراب ہے، اس لیے کہ وہ زَیْد کا آخر ہے۔

(۲) مبنی: وہ کلمہ ہے جس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہ بدلے۔ جیسے: جَآءَ هٰؤُلَاءِ، رَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ، مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ میں "هٰؤُلَاءِ" مبنی ہے، اس لیے کہ اس کا آخر عامل کے بدلنے سے نہیں بدلا، رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں یکساں رہا۔

فصل

جاننا چاہیے کہ کلمہ کی تین اقسام اسم، فعل اور حرف میں سے تمام حروف مبنی ہیں، اور افعال میں سے فعلِ ماضی، امر حاضر معروف اور فعلِ مضارع کے دو صیغے جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر جن کے آخر میں نونِ جمع مؤنث ہوتا ہے نیز مبنی ہیں۔ اسی طرح فعلِ مضارع یعنی اُس کے پانچ صیغے خالی از ضمیر بارز مبنی ہیں جب کہ نونِ تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کے ساتھ ہوں۔ اور اسماء میں سے اسمِ غیر متمکن مبنی ہے۔

پس کلامِ عرب میں دو چیزیں معرب ہیں:

(۱) اسمِ متمکن بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو، یعنی عامل کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

(۲) فعلِ مضارع جب کہ نونِ جمع مؤنث اور نونِ تاکید سے خالی ہو۔[1] پس

---

[1] **فائدہ:** مضارع کے جن پانچ صیغوں میں نونِ اعرابی اور ضمیر بارز نہیں ہوتی اگر وہ صیغے نونِ تاکید سے خالی ہوں تو معرب ہوں گے، اور اگر نونِ تاکید کے ساتھ ہوں تو وہ مبنی بر فتح ہوں گے، لیکن نونِ اعرابی اور ضمیر بارز والے سات صیغے ہر حال میں معرب ہوں گے، چاہے وہ نونِ تاکید کے ساتھ ہوں یا نونِ تاکید کے بغیر ہوں۔ (جامع الدروس العربیہ، صفحہ: ۱۱۳/ج: ۲/الباب السادس)

کلامِ عرب میں ان دو قسموں سے زیادہ معرب نہیں ہے، باقی تمام مبنی ہیں۔[1]

اسمِ متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔ اس کو اسمِ معرب بھی کہتے ہیں۔ جیسے: زَيْدٌ، عَمْرٌو، مَسْجِدٌ، مَدْرَسَةٌ.

* * *

[1] فائدہ: فعلِ مضارع کے چودہ صیغوں میں سے جمع مؤنث غائب اور حاضر (يَفْعَلْنَ) اور (تَفْعَلْنَ) ہمیشہ مبنی بر سکون ہوں گے، اور جن سات صیغوں میں نونِ اعرابی اور ضمیر بارز ہے یعنی چار تثنیہ (يَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ، تَفْعَلَانِ) دو جمع مذکر (يَفْعَلُوْنَ) اور (تَفْعَلُوْنَ) اور ایک واحد مؤنث حاضر (تَفْعَلِيْنَ) یہ سات صیغے ہمیشہ معرب ہوں گے، خواہ نونِ تاکید کے ساتھ ہوں یا نونِ تاکید سے خالی ہوں۔ اور مضارع کے بقیہ پانچ صیغے جن کے آخر میں نہ تو نونِ جمع مؤنث ہے اور نہ نونِ اعرابی اور نہ ضمیر بارز ہے وہ کبھی معرب اور کبھی مبنی ہوں گے، اگر ان کے آخر میں نونِ تاکید ثقیلہ یا خفیفہ ہو تو وہ مبنی بر فتح ہوں گے، جیسے: (لَيَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَتَفْعَلَنَّ، لَأَفْعَلَنَّ، لَنَفْعَلَنَّ) اور اگر یہ صیغے نونِ تاکید سے خالی ہوں تو معرب ہوں گے، جیسے: (يَفْعَلُ، تَفْعَلُ، تَفْعَلُ، أَفْعَلُ، نَفْعَلُ)

مبنی الاصل تین چیزیں ہیں:

(۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر معروف (۳) تمام حروف[1]

فائدہ: مبنی الاصل وہ کلمہ ہے جو اپنی اصل کے اعتبار سے مبنی ہو، کسی دوسرے کی مشابہت کی وجہ سے مبنی نہ ہو۔

مشق: (۶)

ذیل کے الفاظ میں بتاؤ کون معرب ہے کون مبنی اور مبنی الاصل بھی بتاؤ!

اِفْتَحُوْا، لَمْ يَفْعَلْ، لَنْ يَسْمَعُوْ، اِضْرِبْنَانِّ، هٰذَا كِتَابِيْ، نَصَرَ، سَمِعَ، يَجْتَنِبْنَ.

اس عبارت میں ہر کلمہ کو معین کر کے بتاؤ کہ معرب ہے یا مبنی۔

---

[1] **فائدہ:** فعلِ ماضی کے چار صیغے مبنی بر فتح ہوتے ہیں: (۱) فَعَلَ (۲) فَعَلَا (۳) فَعَلَتْ (۴) فَعَلَتَا، کبھی فتحہ تقدیری ہوتا ہے، جیسے: دَعَا، دَعَتْ، دَعَتَا، اور ایک صیغہ مبنی بر ضم ہوتا ہے، جیسے: فَعَلُوْا، کبھی ضمہ تقدیری ہوتا ہے، جیسے: دَعَوْا، رَمَوْا کہ دراصل دَعَوُوْا اور رَمَيُوْا تھا، اور باقی نو صیغوں میں ماضی مبنی بر سکون ہوتی ہے، جیسے: فَعَلْنَ، فَعَلْتَ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُمْ، فَعَلْتِ، فَعَلْتُمَا، فَعَلْتُنَّ، فَعَلْتُ، فَعَلْنَا.

فائدہ: امر حاضر معروف دو صیغوں میں مبنی بر سکون ہوتا ہے، جیسے: اِفْعَلْ، اِفْعَلْنَ، اور تین صیغوں میں مبنی بر حذفِ نون، جیسے: اِفْعَلَا برائے تثنیہ مذکر و مؤنث، اور جیسے: اِفْعَلُوْا، اور جیسے: اِفْعَلِي. اور بعض صیغوں میں مبنی بر حذفِ آخر، جیسے: اُدْعُ، اِرْمِ، اِرْضَ، اور اگر نونِ تاکید کے ساتھ ہو تو بعض صیغوں میں مبنی بر فتح، جیسے: اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ. (جامع الدروس: ۱۱۲/۲)

فائدہ: حروف کبھی سکون پر مبنی ہوتے ہیں، کبھی ضمہ پر، کبھی فتحہ پر اور کبھی کسرہ پر مبنی ہوتے ہیں، جیسے: مِنْ، مُنْذُ، إِنَّ اور بِاللهِ میں با۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝٥﴾

اسمِ غیر متمکن: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل سے مشابہت رکھے۔ اس کو مبنی بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے: اسمِ ضمیر، اسمِ اشارہ وغیرہ۔[1]

---

[1] **فائدہ:** مشابہت کی تین صورتیں مشہور ہیں: (۱) معنی میں مشابہت۔ (۲) محتاج ہونے میں مشابہت۔ (۳) تعدادِ حروف میں مشابہت۔ اگر کسی اسم کو مبنی الاصل کے ساتھ ان تین صورتوں میں سے کسی قسم کی مشابہت ہوگی تو وہ اسم بھی مبنی ہو جائے گا۔

(۱) معنی میں مشابہت کی مثال: جیسے: "أَيْنَ" (بمعنی کہاں) یہ اسم مبنی ہے، اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل ہمزۂ استفہام سے معنی میں مشابہت ہے، جس طرح ہمزہ سوال کرنے کے لیے آتا ہے اسی طرح "أَيْنَ" بھی سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔

(۲) محتاج ہونے میں مشابہت کی مثال: جیسے: "هٰذا" (بمعنی یہ) یہ اسم مبنی ہے، اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل حرف سے محتاج ہونے میں مشابہت ہے، جس طرح حرف اپنے معنی بتانے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح "هٰذا" اسمِ اشارہ بھی اپنے معنی بتانے میں مشارالیہ کا محتاج ہوتا ہے۔

(۳) تعدادِ حروف میں مشابہت کی مثال: جیسے: "مَنْ" (کون) یہ اسم مبنی ہے، اس لیے کہ اس کو مبنی الاصل حرف "مِنْ" وغیرہ سے تعدادِ حروف میں مشابہت ہے، جس طرح "مِنْ" دو حرفی ہے "مَنْ" بھی دو حرفی ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ تعدادِ حروف میں مشابہت کا اعتبار صرف ان حروف میں ہوگا جو ایک حرفی یا دو حرفی ہیں، جیسے با، لام، مِنْ، فِي وغیرہ، لہٰذا "إِنَّ"، "كَأَنَّ" اور "لٰكِنَّ" جیسے حروف سے مشابہت کی وجہ سے کوئی اسم مبنی نہیں ہوگا۔

فصل: اسمِ غیر متمکن کی اقسام میں

اسمِ غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں:

(۱) مضمرات (۲) اسماءِ اشارات (۳) اسماءِ موصولہ (۴) اسماءِ افعال

(۵) اسماءِ اصوات (۶) اسماءِ ظروف (۷) اسماءِ کنایات (۸) مرکّبِ بنائی۔

(۱) **مضمرات:** جمع ہے، اس کا واحد مُضْمَرٌ ہے، مضمر کو ضمیر بھی کہتے ہیں۔ ضمیر وہ اسم غیر متمکن ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے مقرّر کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً، معنیً یا حکماً ہو چکا ہو۔ جیسے: أَنَا (میں مرد یا عورت) ضَرَبْتُ (میں نے مارا) إِيّايَ (خاص مجھ کو) ضَرَبَنِي (اس نے مجھ کو مارا) لِي (میرے لیے)

ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) ضمیر مرفوع متصل (۲) ضمیر مرفوع منفصل (۳) ضمیر منصوب متصل

(۴) ضمیر منصوب منفصل (۵) ضمیر مجرور متصل۔

ضمیر مرفوع متصل: وہ ضمیر ہے جو مسند الیہ (یعنی فاعل، نائب فاعل یا کَانَ وغیرہ کا اسم) واقع ہو، اور عاملِ رافع (فعل یا شبہ فعل) سے ملی ہوئی ہو۔[1]

---

[1] **فائدہ:** فعل مضارع، امر اور نہی کے پانچ صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے، يَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، أَضْرِبُ اور نَضْرِبُ میں هُوَ، هِيَ، أَنْتَ، أَنَا اور نَحْنُ اور باقی نو صیغوں میں چار ضمائرِ مرفوعہ متصلہ بارز ہوتی ہیں، الف چار تثنیہ میں، واو جمع مذکر کے دو صیغوں میں، یاء واحد مؤنث حاضر میں اور نون جمع مؤنث کے دو صیغوں میں۔

فائدہ: نونِ وِقایہ وہ نون ہے جو کسی معرب یا کلمۂ مبنی کی حرکت یا سکون کی حفاظت کے لیے اُس کے آخر میں لایا جائے۔ جیسے: ضَرَبَنِي، إِنَّنِيْ، لَا تَضْرِبْنِي.

فائدہ: شبہ فعل وہ کلمہ ہے جو فعل کا عمل کرے اور وہ فعل کی ترکیب (مادّہ) سے ہو، جیسے: اسم فاعل، اسم مفعول، مصدر، صفت مشبہہ اور اسم تفضیل چنانچہ زَيْدٌ ضَارِبٌ میں هُوَ مستتر ہے، الزَّيْدَانِ ضَارِبَانِ میں هُمَا مستتر ہے، الزَّيْدُوْنَ ضَارِبُوْنَ میں هُمْ مستتر ہے.....الخ۔

یہ چودہ ہیں: ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْ، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ.

ضمیر مرفوع منفصل: وہ ضمیر ہے جو مسند الیہ (فاعل، نائب فاعل یا مبتدا) واقع ہو اور عاملِ رافع (فعل یا ابتدا) سے ملی ہوئی نہ ہو۔

یہ چودہ ہیں: أَنَا، نَحْنُ، أَنْتَ، أَنْتُمَا، أَنْتُمْ، أَنْتِ، أَنْتُمَا، أَنْتُنَّ، هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ. جیسے: مَا ضَرَبَكَ إِلَّا أَنَا (تجھ کو نہیں مارا مگر میں نے) مَا ضُرِبَ إِلَّا أَنْتَ (نہیں مارا گیا مگر تو) اور أَنَا مُسْلِمٌ (میں مسلمان ہوں)

ضمیر منصوب متصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ ناصب (فعل یا حرفِ مشبہ بالفعل) سے ملی ہوئی ہو۔

یہ بھی چودہ ہیں، فعل کی مثال جیسے: ضَرَبَنِيْ، ضَرَبَنَا، ضَرَبَكَ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُمْ، ضَرَبَكِ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُنَّ، ضَرَبَهُ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ. اور حرفِ مشبہ بالفعل کی مثال جیسے: إِنَّنِي، إِنَّنَا، إِنَّكَ، إِنَّكُمَا، إِنَّكُمْ، إِنَّكِ، إِنَّكُمَا، إِنَّكُنَّ، إِنَّهُ، إِنَّهُمَا، إِنَّهُمْ، إِنَّهَا، إِنَّهُمَا، إِنَّهُنَّ.

ضمیر منصوب منفصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ ناصب (فعل) سے ملی ہوئی نہ ہو۔

یہ چودہ ہیں: إِيَّايَ، إِيَّانَا، إِيَّاكَ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُمْ، إِيَّاكِ، إِيَّاكُمَا، إِيَّاكُنَّ، إِيَّاهُ، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُمْ، إِيَّاهَا، إِيَّاهُمَا، إِيَّاهُنَّ. جیسے: إِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔)

ضمیر مجرور متصل: وہ ضمیر ہے جو عاملِ جار (یعنی حرفِ جر یا مضاف) سے ملی ہوئی ہو۔

یہ چودہ ہیں، حرفِ جر کی مثال: لِيْ، لَنَا، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكِ، لَكُمَا، لَكُنَّ، لَهُ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ. اور مضاف کی مثال جیسے: كِتَابِي، كِتَابُنَا، كِتَابُكَ، كِتَابُكُمَا، كِتَابُكُمْ، كِتَابُكِ، كِتَابُكُمَا، كِتَابُكُنَّ، كِتَابُهُ، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُمْ، كِتَابُهَا، كِتَابُهُمَا، كِتَابُهُنَّ.[1]

(۲) اسماءِ اشارات: اسمِ اشارہ وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو کسی محسوس چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو، یعنی مقرّر کیا گیا ہو۔[2]

اسماءِ اشارات یہ ہیں: ذَا: واحد مذکر کے لیے۔ ذَانِ: تثنیہ مذکر کے لیے حالت رفعی میں۔ ذَيْنِ: تثنیہ مذکر کے لیے حالت نصبی اور جری میں۔ تَا، تِيْ، تِهْ، ذِهْ، ذِهِيْ، تِهِيْ: واحد مؤنث کے لیے۔ تَانِ: تثنیہ مؤنث کے لیے حالت رفعی میں۔ تَيْنِ: تثنیہ مؤنث کے لیے حالت نصبی اور جری میں۔ أُولَآءِ مد کے ساتھ اور أُولیٰ بغیر مد کے جمع مذکر اور جمع مؤنث کے لیے۔

کبھی قرب بتانے کے لیے اسماءِ اشارہ پر ہائے تنبیہ بڑھاتے ہیں۔ جیسے: هٰذَا: (یہ ایک مذکر)۔ هٰذَانِ، هٰذَيْنِ: (یہ دو مذکر)۔ هٰذِهِ: (یہ ایک مؤنث)۔

---

[1] **فائدہ (۱)** ضمیر منصوب متصل اور مجرور متصل کے صیغے مشترک ہیں، یعنی ي، نا، ك، كما.....الخ، اگر یہ الفاظ فعل یا حرفِ مشبہ بالفعل کے ساتھ مل کر استعمال ہوں تو اُن کو ضمیر منصوب متصل کہیں گے، اور اگر یہ الفاظ اسمِ مضاف یا حرفِ جر کے ساتھ مل کر استعمال ہوں تو اُن کو ضمیر مجرور متصل کہیں گے۔

فائدہ (۲) ضمیر کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل حرف کے ساتھ احتیاج میں مشابہت ہے کہ جس طرح حرف اپنے معنی بتانے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح ضمیر بھی اپنے معنی کی تعیین میں مرجع یا مصداق کی محتاج ہوتی ہے، ضمیر غائب مرجع کی محتاج ہوتی ہے اور ضمیر مخاطب و متکلم مصداق کی۔

[2] **مشارالیہ:** وہ اسم ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جیسے: هٰذَا الْقَلَمُ جَمِيْلٌ (یہ قلم خوبصورت ہے) اس مثال میں "هٰذَا" اسمِ اشارہ مُبْدَلٌ منہ؛ اور "الْقَلَمُ" مشارالیہ بَدَلٌ ہے۔

مشارالیہ کبھی محذوف ہوتا ہے، جیسے: هٰذَا قَلَمٌ، أَيْ: هٰذَا الشَّيْءُ قَلَمٌ.

هَاتَانِ، هَاتَيْنِ: (یہ دو مؤنث)۔ هٰؤُلَآءِ (بالمد) هٰؤُلَا (بلامد): (یہ سب مذکر اور یہ سب مؤنث)۔

کبھی اسماءِ اشارہ کے آخر میں حروفِ خطاب بھی بڑھاتے ہیں۔ حروفِ خطاب پانچ ہیں: كَ، كُمَا، كُمْ، كِ، كُنَّ. جیسے: ذَاكَ، ذَاكُمَا، ذَاكُمْ، ذَاكِ، ذَاكُنَّ واحد مذکر کے لیے، تَاكَ، تَاكُمَا، تَاكُمْ، تَاكِ، تَاكُنَّ واحد مؤنث کے لیے.....الخ۔

کبھی اسمِ اشارہ اور حرفِ خطاب کے درمیان لامِ بُعد بھی بڑھاتے ہیں۔ جیسے: ذٰلِكَ، ذٰلِكُمَا، ذٰلِكُمْ، ذٰلِكِ، ذٰلِكُنَّ. (وہ ایک مذکر)[1]

(۳) اسمِ موصول: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو بغیر صلہ کے جملہ کا جزءِ تام نہ بن سکے۔

صلہ: وہ جملۂ خبریہ یا شبہِ جملہ ہے جو اسمِ موصول کے بعد اس کے معنی پورا کرنے کے لیے لایا جائے۔ صلہ میں اسمِ موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔

جیسے: جَآءَ الَّذِيْ أَبُوْهُ عَالِمٌ. (وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں۔) اس مثال میں "الَّذِيْ" اسمِ موصول ہے، اور "أَبُوْهُ عَالِمٌ" صلہ ہے۔ اور "أَبُوْهُ" کی ضمیر اسمِ موصول کی طرف لوٹ رہی ہے۔

اسماءِ موصولہ یہ ہیں: اَلَّذِيْ: (وہ ایک مذکر جو کہ) اَلَّذَانِ: (وہ دو مذکر جو کہ)۔ (حالتِ رفعی میں) اَلَّذَيْنِ: (وہ دو مذکر جو کہ) (حالتِ نصبی اور جری میں)۔

---

[1] فائدہ: اسماءِ اشارہ کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل حرف سے احتیاج میں مشابہت ہے، جیسے حرف بغیر کسی کلمہ کے ملائے اپنے معنی نہیں بتاتا اسی طرح اسماءِ اشارہ اشارۂ حسی یا مشارالیہ کے بغیر اپنے معنی نہیں بتاتے۔

الَّذِيْنَ: (وہ سب مذکر جو کہ)۔ الَّتِيْ: (وہ ایک مؤنث جو کہ)۔ اللَّتَانِ، اللَّتَيْنِ: (وہ دو مؤنث جو کہ)۔ اللَّاتِيْ، اللَّائِيْ، اللَّوَاتِيْ: (وہ سب مؤنث جو کہ)۔ مَا: (وہ چیز جو کہ)۔ (واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث کے لیے) مَنْ: (وہ شخص جو کہ)۔ (واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب کے لیے) أَيٌّ: (وہ جو کہ)۔ ألف لام: بمعنی (الَّذِيْ) اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کے شروع میں۔ جیسے: الضَّارِبُ بمعنی الَّذِيْ يَضْرِبُ (وہ شخص جو کہ مارتا ہے) اور اَلْمَضْرُوْبُ بمعنی اَلَّذِيْ يُضْرَبُ (وہ شخص جو مارا جاتا ہے)

قبیلۂ بنو طے کی لغت میں "ذُوْ" بمعنی (الَّذِيْ) جیسے: جَاءَنِيْ ذُوْ ضَرَبَكَ (میرے پاس وہ شخص آیا جس نے تجھے مارا۔)

فائدہ: أَيٌّ اسمِ موصول ہو تو اس کی چار حالتیں ہیں:[1]

(۱) یہ مضاف ہو اور اس کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: جَاءَنِيْ أَيُّهُمْ هُوَ عَالِمٌ (ان میں کا وہ شخص میرے پاس آیا جو عالم ہے) رَأَيْتُ أَيَّهُمْ هُوَ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيِّهِمْ هُوَ عَالِمٌ.

(۲) یہ نہ مضاف ہو اور نہ اس کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: جَاءَنِيْ أَيٌّ عَالِمٌ (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے۔) رَأَيْتُ أَيًّا عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ عَالِمٌ.

(۳) یہ مضاف نہ ہو اور اس کا صدرِ صلہ مذکور ہو۔ جیسے: جَاءَنِيْ أَيٌّ هُوَ عَالِمٌ (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے) رَأَيْتُ أَيًّا هُوَ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيٍّ هُوَ عَالِمٌ. ان تینوں حالتوں میں أَيٌّ معرب ہوگا، مبنی نہیں ہوگا۔

---

[1] صرف "أَيٌّ" اسم موصول ہے، "أَيَّةٌ" نہیں۔ دیکھیں: (تہذیب النحو: ۲/۱۱۸)

(۴) یہ مضاف ہو اس کا صلہ جملۂ اسمیہ ہو اور صدرِ صلہ (مبتدا) ضمیرِ محذوف ہو۔ جیسے: جَاءَنِيْ أَيُّهُمْ عَالِمٌ (ان میں کا وہ شخص میرے پاس آیا جو عالم ہے) رَأَيْتُ أَيُّهُمْ عَالِمٌ، مَرَرْتُ بِأَيُّهُمْ عَالِمٌ. پہلی مثال کی تقدیری عبارت: جَاءَنِيْ أَيُّهُمْ هُوَ عَالِمٌ ہے، صدرِ صلہ مبتدا (هُوَ ضمیر) کو حذف کر دیا۔ أَيٌّ صرف اِس حالت میں ضمہ پر مبنی ہوگا، اسی وجہ سے مصنّف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مبنیات میں ذکر فرمایا۔[1]

مشق: (۷)

ان مثالوں کی ترکیب کرو اور ترجمہ لکھ کر دکھاؤ اور ضمیر کی قسمیں بھی ظاہر کرو!

أَنَا قَائِمٌ، أَنْتَ غُلَامُ زَيْدٍ، أَنْتُمْ جَاهِلُوْنَ، ضَرَبَكَ زَيْدٌ، زَيْدٌ ضَرَبَكَ، أَنَا يُوْسُفُ، نَحْنُ عَالِمُوْنَ، ضَرَبُوْهُمْ، ضَرَبَهَا عَمْرٌو، ضَرَبَتَاهَا، هُنَّ جَمِيْلَاتٌ، أَنْتِ مُسِنَّةٌ، ضَرَبْنَاكَ، ضَرَبْتُكُمْ، هُمْ شَاهِدُوْنَ، هِيَ ضَارِبَةٌ، هُمَا جَاهِلَانِ، ضَرَبَهُمْ بَكْرٌ، أَنَا أَخُو عَمْرٍو، ضَرَبَتْكُنَّ هِنْدٌ، نَصَرْتَنِيْ، نَصَرُوْنِيْ، نَصَرَتْنِيْ هِنْدٌ، أَنْتَ ابْنُ زَيْدٍ، أَنْتُمْ أَبْنَاءُ بَكْرٍ، أَنْتَ عَمُّ بَكْرٍ، هُوَ خَالِقٌ، هُمْ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمٰنِ، إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، اِهْدِنَا، غُلَامُنَا قَائِمٌ، هٰذَا عَبْدِيْ، هٰؤُلَاءِ إِخْوَتِيْ، هٰذَا أَخِيْ، هٰذَا كِتَابُنَا، هٰذَانِ سَاحِرَانِ، هٰذِهِ بِنْتِيْ، هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ، تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ،

---

[1] فائدہ: اسماءِ موصولہ مبنی الاصل حرف کے ساتھ احتیاج میں مشابہت کی وجہ سے مبنی ہیں۔ جس طرح حرف اپنے معنیٰ بتانے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اسماءِ موصولہ اپنے معنیٰ بتانے میں صلہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا، جَاءَ الَّذِيْ ضَرَبَ غُلَامَكَ، إِيَّايَ ضَرَبْتَ، إِيَّاكُمْ أَدْعُوْ، لَكُمْ جَمَالٌ، لَهَا زَوْجٌ، لَهُمْ عِلْمٌ، لِيْ حُزْنٌ، أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، هٰذَا الرَّجُلُ خَالِيْ، ذَانِكَ الرَّجُلَانِ ذَهَبَا، ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا، أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ، هٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ، اُذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ أَنْعَمْتُ، لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ، إِيَّاكُمَا أَعْطَيْتُ، إِيَّاهُنَّ نَكَحْتُ، إِيَّاكَ ضَرَبْتُ، عَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا، هٰؤُلَاءِ أَصْحَابِيْ، قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ، هٰذَا دِرْهَمٌ، هٰذَا كَلْبٌ، عَلِمَتْ نَفْسٌ مَا أَحْضَرَتْ، لَهُمْ كَمَالٌ، اِضْرِبُوْهُنّ، جَاءَ الَّذِيْ أَعْطَاكَ، رَبُّنَا اللّٰهُ، رَسُوْلُنَا مُحَمَّدٌ، قِبْلَتُنَا بَيْتُ اللّٰهِ، لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، لَكُمْ دِيْنُكُمْ، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا، مَا نَدِمَ مَنْ سَكَتَ، أَيُّكُمْ ضَرَبَ زَيْدًا، أَيَّةُ امْرَأَةٍ زَوْجَتُكَ.

(۴) اسمِ فعل: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو فعل کے معنی میں ہو اور فعل کی علامتوں کو قبول نہ کرے۔ اسمِ فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) بمعنی امرِ حاضر۔ (۲) بمعنی فعلِ ماضی۔

اسمِ فعل بمعنی امرِ حاضر: وہ اسمِ فعل ہے جو امرِ حاضر کے معنی میں ہو۔ جیسے: رُوَيْدَ بمعنی مہلت دے۔ بَلْهَ بمعنی چھوڑ دے۔ حَيَّهَلَ بمعنی متوجّہ ہو۔ هَلُمَّ بمعنی لاؤ، آؤ۔

اسمِ فعل بمعنی فعلِ ماضی: وہ اسمِ فعل ہے جو فعلِ ماضی کے معنی میں ہو۔ جیسے: هَيْهَاتَ: (وہ بہت دور ہوا۔) شَتَّانَ: (وہ بہت جدا ہوا۔) سَرْعَانَ: (اس نے

بہت جلدی کی۔)[1]

(۵) اسمِ صوت: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کی آواز کی نقل اتاری جائے، یا کسی چوپائے وغیرہ کو آواز دی جائے۔ جیسے: أُحْ أُحْ: کھانسی کی آواز۔ أُفْ: درد کی آواز۔ بَخٍ: خوشی کی آواز۔ نِخْ: اونٹ بٹھانے کی آواز۔ غَاقَ: کوّے کی آواز۔[2]

(۶) اسمِ ظرف: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو کسی کام کے وقت یا جگہ کو بتائے، اور فِيْ کے معنی کو شامل ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظرفِ زمان (۲) ظرفِ مکان۔

ظرفِ زمان: وہ اسمِ ظرف ہے جو کسی کام کا وقت بتائے۔ جیسے: إِذْ، إِذَا، مَتٰى، كَيْفَ، أَيَّانَ، أَمْسِ، مُذْ، مُنْذُ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ.

إِذْ: بمعنی جب۔ یہ فعلِ ماضی کے واسطہ ظرف بنتا ہے، اس کے بعد کبھی جملۂ اسمیہ ہوتا ہے۔ جیسے: جِئْتُكَ إِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ. (میں تمہارے پاس آیا جب کہ سورج طلوع ہونے والا تھا) اور کبھی جملۂ فعلیہ ہوتا ہے۔ جیسے: جِئْتُكَ إِذْ طَلَعَتِ

---

[1] فعل اور اسمِ فعل میں فرق:

اسم فعل اداءِ معنیٰ میں اقویٰ ہے اُس فعل سے جس کے معنی میں وہ ہے، اور اس میں مبالغہ کے ساتھ فعل کو کامل ظاہر کرنے کی زیادہ قدرت ہے، مثلاً فعل "بَعُدَ" صرف بُعد کا فائدہ دیتا ہے، اور اسم فعل "هَيْهَاتَ" بُعد بعید اور بُعد شدید کا فائدہ دیتا ہے، اس لیے کہ هَيْهَاتَ کے معنیٰ دقیق "بَعُدَ جِدًّا" (وہ بہت دور ہوا) ہیں۔ (النحوالوافی: ۴/ ۱۴۲)

فائدہ (۱) اسماءِ افعال اسم کی علامت تنوین کو قبول کرتے ہیں۔ جیسے: صَهٍ (تو کسی نہ کسی وقت خاموش رہ) مَهٍ (تو کسی نہ کسی وقت رُک)

فائدہ (۲) اسماءِ افعال کے مبنی ہونے کا سبب مبنی الاصل امرِ حاضر اور فعلِ ماضی سے معنی میں مشابہت ہے۔

[2] فائدہ: اسماءِ اصوات کے مبنی ہونے کا سبب ان اسماء کے قائم مقام ہونا ہے جن میں ترکیب نہ ہو، یعنی وہ عامل سے مرکب نہ ہوں۔

الشَّمْسُ (میں تمہارے پاس آیا جب کہ سورج طلوع ہوا)

إِذَا: بمعنی جب۔ یہ فعلِ مستقبل کے واسطہ ظرف بنتا ہے، اگرچہ ماضی پر داخل ہو، اور اس میں شرط کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ جیسے: إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ (جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آجائے)

متٰی: بمعنی کب یا جب۔ یہ کبھی زمانہ کے بارے میں سوال کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَتٰی تَذْهَبُ؟ (تم کب جاؤ گے؟) اس کو مَتٰی استفہامیہ کہتے ہیں۔ اور یہ کبھی شرط کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے: مَتٰی تَذْهَبْ أَذْهَبْ. (جب تو جائے گا میں جاؤں گا) اس کو مَتٰی شرطیہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں یعنی إِذْ، إِذَا اور مَتٰی مبنی بر سکون ہیں۔

كَيْفَ: یہ مبنی بر فتح ہے اور حالت کے بارے میں سوال کے لیے آتا ہے۔ جیسے: كَيْفَ أَنْتَ؟ (تم کیسے ہو؟) كَيْفَ الكِتَابُ؟ (کتاب کیسی ہے؟)

أَيَّانَ: بمعنی کب۔ یہ بھی مبنی بر فتح ہے اور زمانہ کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ؟ (بدلے کا دن کب ہے؟) "أَيَّانَ" مستقبل کے ساتھ خاص ہے اور امورِ عظیمہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

أَمْسِ: بمعنی گذشتہ کل۔ یہ مبنی بر کسر ہے۔ جیسے: ذَهَبَ زَيْدٌ أَمْسِ. (زید گذشتہ کل گیا)

مُذْ اور مُنْذُ: (سے یا میں) یہ دونوں دو طرح مستعمل ہیں:

(۱) حرف ہو کر۔ (۲) اسمِ ظرف ہو کر۔

(۱)..... جب یہ دونوں حرف ہوں گے تو ان کا مابعد مجرور ہوگا۔ پھر جب یہ دونوں ماضی پر داخل ہوں تو "مِنْ" یعنی "سے" کے معنیٰ میں ہوں گے، جیسے: مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمَيْنِ یا مُنْذُ يَوْمَيْنِ. (میں نے زید کو دو دن سے نہیں دیکھا) اور جب یہ

دونوں حال پر داخل ہوں تو "فِيْ" یعنی ''میں'' کے معنیٰ میں ہوں گے، جیسے: مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ هٰذَا الْيَوْمِ یا مُنْذُ هٰذَا الْيَوْمِ. (میں نے زید کو آج نہیں دیکھا یعنی آج کے دن میں)

(ب)..... اور جب یہ دونوں اسمِ ظرف ہوں گے تو ان دونوں کے بعد اسم مرفوع ہوگا، اور وہ اسم فعلِ محذوف کا فاعل ہوگا۔ جیسے: مَارَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمَانِ اس کی تقدیری عبارت: "مُذْ كَانَ يَوْمَانِ" ہے۔ (میں نے زید کو نہیں دیکھا جب سے دو دن ہوئے۔)

قَطُّ: یہ مبنی بر ضم ہے، اور ماضی منفی کے زمانہ کو گھیرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَا رَأَيْتُهٗ قَطُّ. (میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔)

عَوْضُ: یہ بھی مبنی بر ضم ہے، اور مستقبلِ منفی کے زمانہ کو گھیرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: لَا أَذْهَبُ إِلَى الْبَيْتِ عَوْضُ. (میں کبھی گھر نہیں جاؤں گا۔)

قَبْلُ: بمعنی پہلے، اور **بَعْدُ:** بمعنی بعد میں۔ قَبْلُ اور بَعْدُ کی تین حالتیں ہیں، دو میں معرب اور ایک میں مبنی ہوں گے۔

(۱) جب یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو تو یہ معرب ہوں گے۔ جیسے: جَآءَ زَيْدٌ قَبْلَ عَمْرٍو. (زید عمرو سے پہلے آیا۔)

(۲) جب ان کا مضاف الیہ نسیًا منسیا ہو، یعنی نہ لفظوں میں مذکور ہو نہ نیت میں موجود ہو، تو یہ معرب ہوں گے۔ جیسے: جَآءَ زَيْدٌ قَبْلًا. (زید پہلے آیا۔)

(۳) جب یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوفِ منوی ہو، یعنی لفظوں میں مذکور نہ ہو اور نیت میں موجود ہو تو یہ مبنی بر ضم ہوں گے۔ جیسے: لِلّٰهِ الْأَمْرُ

مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اس کی تقدیری عبارت: مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ ہے۔ یعنی اللہ ہی کے لیے امر ہے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد۔

دوسری قسم ظرفِ مکان: وہ اسمِ ظرف ہے جو کسی کام کی جگہ بتائے۔ جیسے: حَيْثُ، قُدَّامُ، تَحْتُ، فَوْقُ، خَلْفُ.

حَيْثُ: بمعنی جہاں۔ یہ مبنی بر ضم ہے، اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: اِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ. (تو بیٹھ جہاں زید بیٹھا ہے)

قُدَّامُ: بمعنی آگے۔ **تَحْتُ:** بمعنی نیچے۔ **فَوْقُ:** بمعنی اوپر۔ **خَلْفُ:** بمعنی پیچھے۔ یہ چاروں مبنی بر ضم ہوں گے جب کہ ان کا مضاف الیہ محذوفِ منوی ہو، جیسے: جَلَسْتُ فَوْقُ یعنی فَوْقَ الكُرْسِيِّ. (میں اوپر بیٹھا یعنی کرسی کے اوپر) ورنہ معرب ہوں گے، جیسے: جَلَسْتُ فَوْقَ الْكُرْسِيِّ، یا جَلَسْتُ فَوْقًا.

(۷) اسمِ کنایہ: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہ چار ہیں: (۱) كَمْ، (۲) كَذَا، (۳) كَيْتَ، (۴) ذَيْتَ.

كَمْ اور كَذَا عددِ مبہم پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: كَمْ دِرْهَمٍ عِنْدِيْ (میرے پاس کتنے درہم ہیں، یعنی بہت سے درہم ہیں) عِنْدِيْ كَذَا دِرْهَمًا. (میرے پاس اتنے درہم ہیں)۔

كَيْتَ اور ذَيْتَ مبہم بات پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: قَالَ زَيْدٌ كَيْتَ وَذَيْتَ. (زید نے ایسا ویسا کہا)

(۸) مرکبِ بنائی: وہ اسمِ غیر متمکن ہے جس میں بلا نسبت دو اسموں کو ملا کر ایک کر لیا گیا ہو اور دوسرا اسم کسی حرف کو متضمّن ہو، یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے معنی اپنے

اندر لیے ہوئے ہو۔ جیسے: أَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ کہ دراصل: أَحَدٌ وَّعَشَرٌ اور تِسْعَةٌ وَّعَشَرٌ تھا، واو کو حذف کر دیا اور دونوں اسموں کو ایک کر دیا، اور اس کے دونوں جز فتح پر مبنی ہوں گے، سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا پہلا جز یعنی اِثْنَا معرب ہے۔ جیسے: جَآءَ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِأَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا. اور جیسے: جَآءَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

مشق: (۸)

ذیل کی مثالوں میں اسماءِ افعال اور ظرف کو پہچانو اور ہر ایک مثال کا ترجمہ وترکیب لکھو۔

شَتَّانَ بَيْنَ زَيْدٍ وَعَمْرٍو، هَيْهَاتَ يَوْمُ العِيْدِ، بَلْهَ زَيْدًا، حَيَّهَلَ الصَّلٰوةَ، جِئْتُكَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، أَتِيْكَ إِذَا جَاءَ زَيْدٌ، كَيْفَ حَالُكَ، أَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ، نَصَرْتُكَ أَمْسِ، مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمُ الجُمُعَةِ، مَا ضَرَبْتُهٗ قَطُّ، يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ، جَلَسْتُ فَوْقَ عَمْرٍو، اِجْلِسْ حَيْثُ جَلَسَ زَيْدٌ، اِمْشِ قُدَّامَ بَكْرٍ، ضَعْ هٰذَا فَوْقَ السَّطْحِ، رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ، كَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ، مَلَكْتُ كَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا، قُلْتُ لِزَيْدٍ كَيْتَ وَذَيْتَ، مَشَيْتُ خَلْفَكَ، قَعَدَ زَيْدٌ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، لَا أُعْطِيْهِ عَوْضُ، إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ، إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ، جَاءَ زَيْدٌ قَبْلَكَ، رَأَيْتُ زَيْدًا قَبْلَ يَوْمِ الجُمُعَةِ، عَرَفْتُ عَمْرًا قَبْلُ، مَا رَأَيْتُهٗ بَعْدُ.

فصل: معرفہ، نکرہ، مذکر، مؤنث اور واحد، تثنیہ، جمع کے بیان میں

متعین ہونے اور متعین نہ ہونے کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں:

معرفہ اور نکرہ۔

معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی معیّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: زَيْدٌ، هٰذَا.

معرفہ کی سات قسمیں ہیں: (۱) مضمرات (۲) اعلام (۳) اسماءِ اشارات (۴) اسماءِ موصولہ (۵) معرفہ بالف ولام (۶) معرفہ بہ ندا (۷) مضاف الی المعرفہ۔

(۱) ضمیر: وہ اسمِ معرفہ ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً معنیً یا حکمًا ہو چکا ہو۔ جیسے: أَنَا، ضَرَبْتُ، إِيّايَ، ضَرَبَنِيْ، لِيْ۔

(۲) عَلَم: وہ اسمِ معرفہ ہے جو کسی معیّن چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس وضع میں کسی دوسرے کو شامل نہ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ، عَمْرٌو، مَكَّةُ، زَمْزَمُ وغیرہ۔

(۳) اسمِ اشارہ: وہ اسمِ معرفہ ہے جو مشار الیہ کی تعیین کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: هٰذَا، هٰذِهٖ.

(۴) اسمِ موصول: وہ اسمِ معرفہ ہے جو بغیر صلہ کے جملہ کا جزءِ تام نہ بن سکے۔ جیسے: اَلَّذِيْ، اَلَّتِيْ وغیرہ[1]

---

[1] فائدہ: اسماءِ اشارہ اور اسماءِ موصولہ کو مبہمات کہتے ہیں، اس لیے کہ اسماءِ اشارہ اور اسماءِ موصولہ کے معنی میں اصل وضع کے اعتبار سے ابہام اور پوشیدگی ہے، چنانچہ ہر مفرد مذکر کے لیے "هٰذَا" اور "اَلَّذِي" استعمال کر سکتے ہیں، اسی طرح ہر تثنیہ مذکر کے لیے "هٰذَانِ" اور "اَلَّذَانِ" استعمال کر سکتے ہیں۔

(۵) معرفہ بالف ولام: وہ اسمِ معرفہ ہے جس کو الف لام کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو۔ جیسے: اَلرَّجُلُ (مخصوص مرد) اَلْوَلَدُ (مخصوص لڑکا) وغیرہ۔

(۶) معرفہ بہ ندا: وہ اسمِ معرفہ ہے جس کو حرفِ ندا کے ذریعہ معرفہ بنایا گیا ہو۔ جیسے: يَاوَلَدُ، يَا رَجُلُ.

(۷) مضاف الی المعرفہ: وہ اسم ہے جو پہلی پانچ قسموں میں سے کسی کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامُهٗ (اس کا غلام) غُلَامُ زَيْدٍ (زید کا غلام) غُلَامُ هٰذَا (اس کا غلام) غُلَامُ الَّذِيْ عِنْدِي (اس کا غلام جو میرے پاس ہے) غُلَامُ الرَّجُلِ (مخصوص شخص کا غلام)

نکرہ: وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: رَجُلٌ (کوئی مرد) فَرَسٌ (کوئی گھوڑا)[1]

---

[1] فائدہ (۱): موانعِ تنوین سات ہیں:

(۱) فعل ہونا۔ جیسے: يَفْعَلُ

(۲) مبنی ہونا۔ جیسے: فِي، عَلٰى وغیرہ۔

(۳) غیر منصرف ہونا۔ جیسے: أَحْمَدُ، عُمَرُ وغیرہ۔

(۴) معرفہ بالف ولام ہونا۔ جیسے: اَلرَّجُلُ، اَلْكِتَابُ.

(۵) مضاف ہونا۔ جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ.

(۶) تثنیہ ہونا۔ جیسے: رَجُلَانِ ، رَجُلَيْنِ.

(۷) جمع مذکر سالم ہونا۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ.

فائدہ (۲): تثنیہ اور جمع مذکر سالم کے آخر میں قائم مقام تنوین (یعنی نونِ تثنیہ اور نونِ جمع مذکر سالم) ہونے کے وجہ سے تنوین نہیں آتی۔

مشق:(۹)

امثلۂ ذیل میں معرفہ کی اقسام پہچانو اوران جملوں کی ترکیب وترجمہ کرو!

أَنَا يُوْسُفُ، هٰذَا أَخِيْ، هٰذَا عَبْدُكَ، حِلْمُ الرَّجُلِ عَوْنُهٗ، حِرْفَةُ الْمَرْءِ كَنْزُهٗ، كَلَامُ اللهِ دَوَاءُ الْقَلْبِ، لِيْنُ الْكَلَامِ قَيْدُ الْقُلُوْبِ، نَحْنُ مُسْتَغْفِرُوْنَ، طَابَ مَنْ وَثِقَ بِاللهِ، صَبْرُكَ يُوْرِثُ الْخَيْرَ، صَمْتُ الْجَاهِلِ سَتْرُهٗ، هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ، هٰذِهٖ أُخْتِيْ، هٰؤُلَاءِ عَبِيْدِيْ، الصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ، الزَّكٰوةُ تُزَكِّيْ الْمَالَ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ، الْحَجُّ مُطَهِّرٌ، ذِكْرُ اللهِ طُمَأْنِيْنَةُ الْقَلْبِ، وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ، اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ، ذٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهٗ.

جانوتم کہ جنس کے اعتبار سے اسم (متمکن) کی دوقسمیں ہیں:

(۱) مذکر (۲) مؤنث۔

مذکر: وہ اسم ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، وَلَدٌ.

مؤنث: وہ اسم ہے جس میں کوئی علامتِ تانیث ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ، أَرْضٌ.

علامتِ تانیث چار ہیں:

(۱) تائے مدوّرہ یعنی گول تا، چاہے حقیقۃً ہو، جیسے: طَلْحَةٌ، یا حکماً ہو، جیسے: عَقْرَبٌ (بچھو) کہ اس کا چوتھا حرف تا کے حکم میں ہے[1]

(۲) الف مقصورہ جیسے: سَلْمٰى، حُبْلٰى (حاملہ عورت)

---

[1] فائدہ: ہر وہ رباعی کلمہ جس کو عرب حضرات مؤنث استعمال کرتے ہوں اُس کا چوتھا حرف تاء کے حکم میں ہوگا۔ جیسے: زَيْنَبُ، أَرْنَبٌ اور ثَعْلَبٌ کی باء اور مَرْيَمُ کی میم۔ واللہ اعلم۔

الفِ مقصورہ وہ الف ہے جو تین حرفِ اصلی کے بعد ہو اور وہ الحاق کے لیے نہ ہو اور نہ محض زائد ہو۔ لہٰذا "هَوىً" اور "هُدىً" جیسی مثالوں سے اشتباہ نہ ہونا چاہیے۔

(۳) الف ممدودہ جیسے: حَمْرَاءُ (سرخ عورت)

الفِ ممدودہ وہ الف ہے جو الف مقصورہ کے بعد ہو اور دو الف کا تلفظ دشوار ہونے کی وجہ سے اس کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہو اور اس پر مد کیا جاتا ہو، جیسے: حَسْنَآءُ (خوبصورت) (دراصل حَسْنَاا تھا، دو الف کے ساتھ) لہٰذا "مَاءٌ" اور "هَوَاءٌ" جیسی مثالوں سے اشتباہ نہ ہونا چاہیے (کہ دراصل مَاهٌ اور هَوَايٌ تھے)۔

(۴) تائے مقدّرہ یعنی وہ تا جو لفظوں میں موجود نہ ہو، لیکن اس کو مان لیا گیا ہو، جیسے: أَرْضٌ کہ دراصل أَرْضَةٌ تھا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی تصغیر أُرَيْضَةٌ آتی ہے، اور تصغیر اسماء کو ان کی اصل کی طرف لے جاتی ہے۔[1]

اور جاننا چاہیے کہ ذات کے اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں:

مؤنثِ حقیقی۔ مؤنثِ لفظی۔

مؤنثِ حقیقی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر ہو۔ جیسے: اِمْرَأَةٌ کہ اس کے مقابلہ میں رَجُلٌ ہے، اور جیسے: نَاقَةٌ بمعنی اونٹنی کہ اس کے مقابلہ میں جَمَلٌ ہے۔

مؤنثِ لفظی: وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو۔ جیسے: ظُلْمَةٌ (بمعنی تاریکی) اور قُوَّةٌ (بمعنی طاقت)

فائدہ: علامت کے اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں: مؤنثِ قیاسی۔ مؤنثِ سماعی۔

---

[1] اگر کلمہ مؤنث معنوی (مؤنث سماعی) ہو تو تصغیر بنانے میں تاءِ مقدّرہ کا ظاہر ہونا ضروری ہے، جیسے: أَرْضٌ سے أُرَيْضَةٌ، شَمْسٌ سے شُمَيْسَةٌ۔ (مقدمہ مصباح اللغات، صفحہ: ۱۶)

مؤنثِ قیاسی: وہ مؤنث ہے جس میں علامتِ تانیث لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: ضَارِبَةٌ، حُسْنٰى، حَسْنَاءُ.

مؤنثِ سماعی: وہ مؤنث ہے جس میں علامتِ تانیث لفظوں میں نہ ہو، بلکہ تقدیراً ہو، (صرف اہل زبان سے سننے کی وجہ سے اس کو مؤنث مان لیا گیا ہو)۔ جیسے: عَيْنٌ: (آنکھ) شَمْسٌ: (سورج) بِئْرٌ: (کنواں)[1]

مشق: (۱۰)

امثلۂ ذیل میں ہر کلمہ میں مذکر و مؤنث اور مؤنث کی قسمیں نیز واحد، مثنی اور مجموع کو بتاؤ! اور ہر مثال کا ترجمہ و ترکیب بھی کرو!

سَلَامَةُ الإِنْسَانِ فِيْ حَبْسِ النَّفْسِ، سَادَةُ الأُمَّةِ الفُقَهَاءُ، الدُّنْيَا مَشْحُوْنَةٌ بِالرَّزَايَا، هِيَ بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ، السَّمَاءُ مُنْفَطِرَةٌ، الشَّمْسُ تُكَوَّرُ، القِيَامَةُ وَاقِعَةٌ، دَوْلَةُ الأَرْذَالِ آفَةُ الرِّجَالِ، دَوْلَةُ المُلُوْكِ العَدْلُ، المَلٰئِكَةُ عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ، الشَّيْخَانِ أَفْضَلُ الصَّحَابَةِ، هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ، الشَّاةُ نَظِيْفَةٌ، لَبَنُ الأَتَانِ حَرَامٌ، هٰذِهِ نَاقَةُ اللهِ، هٰذِهِ امْرَأَةُ زَيْدٍ، أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةٌ، خَلَقَ الأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ.

جاننا چاہیے کہ تعداد کے اعتبار سے اسم (متمکن) کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واحد (۲) مثنّٰی (۳) مجموع۔

واحد: وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے۔ جیسے: رَجُلٌ، قَوْمٌ.

---

[1] فائدہ: کسی اسم کی خبر یا صفت کا مؤنث آنا یا اس کے لیے ضمیر مؤنث کا آنا اُس اسم کے مؤنثِ سماعی ہونے کی علامت ہے۔ جیسے: الشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ، بِئْرٌ عَمِيْقَةٌ اور إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ.

مثنّٰی: وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے، اس سبب سے کہ اس کے واحد کے آخر میں الف اور نونِ مکسور یا یاء ماقبل مفتوح اور نونِ مکسور لگا ہوا ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ، قَوْمَانِ، قَوْمَيْنِ. مُثنّٰی کا دوسرا نام تثنیہ ہے[1]

مجموع: وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے واحد میں کوئی لفظی یا تقدیری تغیّر کیا گیا ہو۔ تغیّرِ لفظی کی مثال جیسے: رِجَالٌ رَجُلٌ کی جمع۔ اور تغیّرِ تقدیری کی مثال جیسے: فُلْكٌ: بمعنی کشتیاں، کہ اس کا واحد بھی فُلْكٌ ہے قُفْلٌ کے وزن پر، (تالا) اور اس کی جمع بھی فُلْكٌ ہے أُسْدٌ کے وزن پر۔ (أَسَدٌ کی جمع بمعنی شیر)

جاننا چاہیے کہ لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: جمع تکسیر اور جمع تصحیح۔

(۱) جمع تکسیر: وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے۔ جیسے: رِجَالٌ اور فُلْكٌ. اس کو جمع مکسّر بھی کہتے ہیں۔

ثلاثی میں جمع تکسیر کے اوزان اہلِ زبان سے سننے سے تعلق رکھتے ہیں، قیاس کو ان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ البتہ رباعی اور خماسی میں جمع تکسیر فَعَالِلُ یا فَعَالِيْلُ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے: جَعْفَرٌ سے جَعَافِرُ (بمعنی نہر) جَحْمَرِشٌ سے جَحَامِرُ پانچویں حرف کے حذف کے ساتھ (بمعنی بوڑھی عورت) عُصْفُوْرٌ سے عَصَافِيْرُ (چڑیا)۔

---

[1] **فائدہ:** كِلَا: بمعنی دو مذکر، اور كِلْتَا: بمعنیٰ دو مؤنث۔ یہ دونوں اگرچہ دو پر دلالت کرتے ہیں؛ مگر چوں کہ ان کے واحد کے آخر میں الف نون یا یاء نون نہیں ہے اس لیے ان کو مثنّٰی نہیں کہیں گے۔

اسی طرح "اِثْنَانِ" بمعنیٰ دو مذکر، اور "اِثْنَتَانِ" بمعنیٰ دو مؤنث۔ یہ دونوں بھی اگرچہ دو پر دلالت کرتے ہیں؛ مگر چوں کہ ان کا واحد نہیں ہے اس لیے ان کو مثنّٰی نہیں کہیں گے۔

(۲) **جمع تصحیح:** وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے، جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمَاتٌ. اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

جمع سالم کی دو قسمیں ہیں: جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم: وہ جمع سالم ہے جس کے واحد کے آخر میں واو ماقبل مضموم اور نونِ مفتوح یا ''یاء'' ماقبل مکسور اور نونِ مفتوح متصل ہو۔ جیسے: مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمِیْنَ.

جمع مؤنث سالم: وہ جمع سالم ہے جس کے واحد کے آخر میں الف اور تاءِ زائدہ متصل ہو۔ جیسے: مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ.

اور جاننا چاہیے کہ معنیٰ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں:

جمع قلّت اور جمع کثرت۔

جمع قلّت: وہ جمع ہے جو دس یا دس سے کم پر بولی جائے۔

جمع قلّت کے چھ اوزان ہیں:

(۱) أَفْعَالٌ جیسے: أَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جمع بمعنی بات۔

(۲) أَفْعُلٌ جیسے: أَكْلُبٌ كَلْبٌ کی جمع بمعنی کتا۔

(۳) أَفْعِلَةٌ جیسے: أَعْوِنَةٌ عَوانٌ کی جمع بمعنی ادھیڑ عمر کا؛ جو جوان اور بوڑھے کے درمیان ہو۔

(۴) فِعْلَةٌ جیسے: غِلْمَةٌ غُلَامٌ کی جمع بمعنی بچّہ۔

(۵) جمع مذکر سالم جیسے: مُسْلِمُوْنَ.

(٦) جمع مؤنث سالم جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

جب کہ یہ چھ اوزان الف لام کے بغیر ہوں۔

جمع کثرت: وہ جمع ہے جو دس سے زیادہ پر بولی جائے۔

جمع قلّت کے اوزان کے علاوہ تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں۔ جیسے:
(۱)فُعُلٌ جیسے: کُتُبٌ. (۲)فِعْلَانٌ جیسے: إِخْوَانٌ. (۳)فُعُوْلٌ جیسے: قُلُوْبٌ.
(۴)فُعَلَاءُ جیسے: عُلَمَاءُ. اور جمع قلّت کے چھ اوزان جب کہ الف لام کے ساتھ ہوں۔ جیسے: الأَقْوَال، الأَكْلُبُ وغیرہ[1]

مشق: (۱۱)

(۱)..... ذیل کی لکھی جمع کے صیغوں میں ان سوالات کا جواب دو کہ کون جمع تکسیر ہے اور کون جمع تصحیح اور جمع تصحیح کی کونسی قسم ہے، جمع مذکر ہے یا جمع مؤنث، اور کون جمع قلّت ہے اور کون جمع کثرت اور کون ثلاثی کی جمع ہے اور کون رباعی وخماسی کی، اور ان جمعوں کے واحد بھی بتاؤ!

مُصْطَفَوْنَ، أَخْيَارٌ، مُتَّقُوْنَ، قَانِتَاتٌ، مَضَاجِعُ، شُمُوْس، عَقَارِبُ، دَرَاهِمُ، بَرَاثِنُ، سَفَارِجُ، هَزَابِرُ، كُبُوْدٌ، أَبَالٌ، أَذَانٌ، قُدُوْرٌ، أَبْيَاتٌ، جَفَنَاتٌ، رُكَبٌ، رِقَابٌ، أَغْرِبَةٌ، قُفْزَانٌ، رَكُوْبَاتٌ، أَصَابِعُ، قَنَادِيْلُ، عَصَافِيْرُ، غِزْلَةٌ، جُبَنَاءُ، عُلَمَاءُ، رَقَابَاتٌ، غِزْلَانٌ، أَعْلَوْنَ، مُصْطَفَيْنَ، دُعًى، كُنُزٌ، صَيَاقِلُ، كَلَالِيْبُ، سِدْرَاتٌ، أَقْطَارٌ، قُذُلٌ، مَنَادِيْلُ، أَنْفُسٌ، أَرْجُلٌ، الصَّالِحَاتُ.

---

[1] **فائدہ:** کبھی جمع قلّت کے اوزان جمع کثرت کے لیے اور کبھی جمع کثرت کے اوزان جمع قلّت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ میں "قُرُوْءٌ" جمع کثرت کا وزن جمع قلّت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ میں "إِخْوَةٌ" جمع قلّت کا وزن جمع کثرت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

(ب).....ذیل کے واحد کے صیغوں کی جمع بناؤ۔

قَوْلٌ، فِعْلٌ، ضَارِبٌ، مَشْرِقٌ، مُسْلِمَةٌ، صَلٰوةٌ، رَأْسٌ، كَأْسٌ، مِصْبَاحٌ، مَدْخَلٌ، عَيْنٌ، ذِئْبٌ، مَغْرِبٌ، غُلَامٌ، أَبٌ، أَخٌ، اِبْنٌ، بِنْتٌ، شَفَةٌ، فَمٌ.

فصل: اسم متمکن کی اقسام کے بیان میں

اعراب: وہ حرکت یا حرفِ علت ہے جس کے ذریعہ کلمہ کا آخر بدلے۔

کیفیت کے اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اعرابِ لفظی (۲) اعرابِ تقدیری۔

اعرابِ لفظی: وہ اعراب ہے جو لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: جَآءَ مُحَمَّدٌ، رَأَيْتُ مُحَمَّدًا، مَرَرْتُ بِمُحَمَّدٍ میں "مُحَمَّد" کا اعراب لفظی ہے۔

اعرابِ تقدیری: وہ اعراب ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو، بلکہ مان لیا گیا ہو۔ جیسے: جَآءَ مُوْسٰى، رَأَيْتُ مُوْسٰى، مَرَرْتُ بِمُوْسٰى میں "مُوْسٰى" کا اعراب تقدیری ہے۔

اعرابِ لفظی اور تقدیری میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

اعراب بالحرکت اور اعراب بالحرف۔

اعراب بالحرکت تین ہیں: ضمہ، فتحہ اور کسرہ، جیسے: جَاءَ زَيْدٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ.

اعراب بالحرف بھی تین ہیں: واو، الف اور یاء، جیسے: جَاءَ أَبُوْكَ، رَأَيْتُ أَبَاكَ، مَرَرْتُ بِأَبِيْكَ. جَاءَ أَبُوْ القَاسِمِ، رَأَيْتُ أَبَا القَاسِمِ، مَرَرْتُ بِأَبِيْ

القَاسِمِ.

جاننا چاہیے کہ اسم کا اعراب تین قسم پر ہے۔ رفع، نصب اور جر۔

(۱) رفع: وہ مخصوص تغیّر ہے جس کی علامت ضمہ، الف اور واو وغیرہ ہو[۱] جیسے: جَآءَ زَيْدٌ وَامْرَأَتَانِ وَمُسْلِمُوْنَ میں "زَيْدٌ، امْرَأَتَانِ اور مُسْلِمُوْنَ" مرفوع ہیں۔

(۲) نصب: وہ مخصوص تغیّر ہے جس کی علامت فتحہ، کسرہ، الف اور یا وغیرہ ہو۔ جیسے: رَأَيْتُ مُحَمَّدًا وَمُسْلِمَاتٍ وَأَخَاكَ وَمُسْلِمَيْنِ وَعَالِمِيْنَ میں "مُحَمَّدًا، مُسْلِمَاتٍ، أَخَاكَ مُسْلِمَيْنِ اور عَالِمِيْنَ" منصوب ہیں۔

(۳) جر: وہ مخصوص تغیّر ہے جس کی علامت کسرہ، فتحہ اور یاء ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِمُحَمَّدٍ وَأَحْمَدَ وَمُسْلِمَيْنِ وَعَالِمِيْنَ میں "مُحَمَّدٍ، أَحْمَدَ، مُسْلِمَيْنِ اور عَالِمِيْنَ" مجرور ہیں[۲]

اعراب کے طریقوں کے اعتبار سے اسمِ متمکن کی سولہ قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد منصرف صحیح: یعنی وہ اسم جو مفرد ہو، تثنیہ اور جمع نہ ہو، منصرف ہو، یعنی غیر منصرف نہ ہو، صحیح ہو، یعنی اُس کے آخر میں کوئی حرفِ علت نہ ہو جیسے: زَيْدٌ، رَجُلٌ۔ حروفِ علت تین ہیں: واو، الف اور یاء۔

(۲) جاری مجرائے صحیح: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں حرفِ علت ''واؤ'' یا ''یاء''

---

[۱] فائدہ: رفع اور نصب کی تعریف میں ''وغیرہ'' کی قید فعل مضارع کے رفع اور نصب کی علامت کی طرف اشارہ ہے کہ مضارع کی علامتِ رفع بعض صیغوں میں اثباتِ نونِ اعرابی اور علامتِ نصب حذفِ نونِ اعرابی ہے، جیسے: يَفْعَلُوْنَ اور لَنْ يَفْعَلُوْا.

[۲] التحفة السنية بشرح المقدمة الأجرومية : الصفحة : ۲۳ - ۲٤.

ہواور اس کا ما قبل ساکن ہو۔جیسے: دَلْوٌ، ظَبْيٌ، بَغْدَادِيٌّ، مَدَنِيٌّ، عِصِيٌّ (عَصًا کی جمع) قِسِيٌّ (قَوْسٌ کی جمع) وغیرہ۔[۱]

(۳) جمع مکسر منصرف (صحیح): یعنی وہ جمع مکسّر ہے جو منصرف ہواور اس کے آخر میں کوئی حرفِ علت نہ ہو۔جیسے: رِجَالٌ.

ان تینوں قسموں کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، حالتِ نصبی میں فتحہ کے ساتھ اور حالتِ جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔جیسے: جآءَنِيْ زَيْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ، رَأَيْتُ زَيْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالاً، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ.

(۴) جمع مؤنث سالم: یعنی ہر وہ جمع جس کے آخر میں الفِ زائدہ اور تائے زائدہ ہو۔جیسے: مُسْلِمَاتٌ. اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، اور حالتِ نصبی وجری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔جیسے: هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ.[۲]

(۵) غیر منصرف (صحیح): یعنی وہ اسم جس میں منع صرف کے نو (۹) اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں، یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو اور اس

---

[۱] فائدہ: "جَارِيْ" اسمِ فاعل کا صیغہ ہے بمعنی دوڑنے والا۔ "مَجْرٰى" اسمِ ظرف کا صیغہ ہے بمعنی دوڑنے کی جگہ۔جاری مجرائے صحیح کے معنیٰ: صحیح کے دوڑنے کی جگہ میں دوڑنے والا، یعنی صحیح کا قائم مقام۔ جاری مجرائے صحیح کو قائم مقامِ صحیح بھی کہتے ہیں؛ اس لیے کہ یہ تعلیل کو قبول نہیں کرتا، جس طرح صحیح تعلیل کو قبول نہیں کرتا، اور جو اعراب صحیح پر آتا ہے وہ اعراب اس پر بھی آتا ہے۔

[۲] فائدہ: اگر جمع میں الف زائد نہ ہو جیسے: قُضَاةٌ اور دُعَاةٌ (قاضٍ اور داعٍ کی جمع) تو وہ جمع مؤنث سالم نہ ہوگی؛ بلکہ جمع تکسیر ہوگی، اسی طرح اگر تا زائد نہ ہو بایں طور کہ مفرد میں موجود ہو، جیسے: أَمْوَاتٌ اور أَبْيَاتٌ (مَيْتٌ اور بَيْتٌ کی جمع) تو وہ جمع تکسیر ہوگی، نہ کہ جمع مؤنث سالم۔(التحفة السنية)

کے آخر میں الفِ مقصورہ نہ ہو۔

اسبابِ منع صرف نو(۹) ہیں: (۱)عدل جیسے: عُمَرُ. (۲)وصف جیسے: أَحْمَرُ. (۳)تانیث جیسے: طَلْحَةُ. (۴)معرفہ جیسے: زَيْنَبُ. (۵)عجمہ جیسے: إِبْرَاهِيْمُ. (۶)جمع جیسے: مَسَاجِدُ. (۷)ترکیب جیسے: مَعْدِيْكَرِبُ. (۸)وزنِ فعل جیسے: أَحْمَدُ. (۹)الف نون زائدتان جیسے: عِمْرَانُ.

اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ، اور حالتِ نصبی وجری میں فتحہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ عُمَرُ، رَأَيْتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ.

غیر منصرف کا بیان[1]

فائدہ: اسبابِ منع صرف نو(۹) ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزنِ فعل اور الف نون زائدتان۔

(۱) عدل: اسم کا کسی صرفی قاعدہ کے بغیر اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے صیغہ کی طرف اس طرح نکلنا کہ مادہ کے حروف باقی رہیں۔

عدل کی دو قسمیں ہیں: عدلِ تحقیقی اور عدلِ تقدیری۔

عدلِ تحقیقی: وہ عدل ہے جس میں اسم کے معدول ہونے پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود ہو۔ جیسے: ثُلَاثُ: بمعنی تین، تین۔ مَثْلَثُ:

---

[1] فائدہ: "منع" کے معنی ہیں روکنا، اور "صرف" کے معنی منصرف ہونا، "منعِ صرف" کے معنی منصرف ہونے سے روکنا، یعنی غیر منصرف ہونا۔

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تنوین اور کسرہ نہیں آتا۔ مگر جب غیر منصرف پر الف لام داخل ہو، یا غیر منصرف مضاف ہو تو اس پر کسرہ آ سکتا ہے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْمَسَاجِدِ اور مَرَرْتُ بِمَسَاجِدِ تَرْكِيْسَرَ.

بمعنی تین، تین، ان میں عدلِ تحقیقی اس طرح ہے کہ "ثُلَاثُ" کے معنیٰ تین تین ہیں اور معنی کا تکرار لفظ کے تکرار پر دلالت کرتا ہے، معلوم ہوا کہ ثُلَاثُ دراصل ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ تھا، اس سے ثُلَاثُ بنالیا گیا۔ اسی طرح مَثْلَثُ دراصل ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ تھا، اس سے مَثْلَثُ بنالیا گیا۔ ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ میں دوسرا سبب وصف ہے۔

عدلِ تقدیری: وہ عدل ہے جس میں اسم کے معدول ہونے پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہ ہو۔ جیسے: عُمَرُ دراصل عَامِرٌ تھا اور زُفَرُ زَافِرٌ تھا، چونکہ عرب حضرات عُمَرُ اور زُفَرُ کو غیر منصرف استعمال کرتے ہیں، اور غیر منصرف کے لیے دوسبب ضروری ہیں، اور ان کلموں میں نو (۹) اسباب میں سے صرف ایک سبب معرفہ پایا جارہا ہے، اس لیے دوسرا سبب عدل مان لیا گیا کہ عُمَرُ دراصل عَامِرٌ تھا، اور زُفَرُ دراصل زَافِرٌ تھا[1]

(۲) وصف: اسم کا ایسی مبہم ذات پر دلالت کرنا جس میں کسی وصفی معنی کا لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے: أَحْمَرُ: بمعنی سرخ۔

وصف کی دو قسمیں ہیں: وصفِ اصلی اور وصفِ عارضی۔

وصفِ اصلی: وہ وصف ہے جس میں کلمہ کے وضع کیے جانے کے وقت ہی وصفی معنی موجود ہوں، بعد میں باقی رہیں یا نہ رہیں۔ جیسے: أَسْوَدُ: بمعنی سیاہ، یہ ہر سیاہ چیز

---

[1] فائدہ: حضرات نحاۃ نے وہ کلمات (علم) جو فُعَلُ کے وزن پر ہیں اور غیر منصرف سنے گئے ہیں ان کی تعداد پندرہ بتائی ہے: عُمَرُ، زُفَرُ، زُحَلُ، ثُعَلُ، جُشَمُ، جُمَحُ، قُزَحُ، دُلَفُ، عُصَمُ، جُحٰی، بُلَعُ، مُضَرُ، هُبَلُ، هُذَلُ، قُثَمُ اور ان کے ساتھ جُمَعُ، كُتَعُ، بُصَعُ، بُتَعُ کو لاحق کیا گیا ہے، اور یہ وہ اسماء ہیں جن سے جمع مؤنث کی تاکید لائی جاتی ہے، یہ معرفہ اور عدل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔ (جامع الدروس: ۱۵۳/۲)

کے لیے وضع کیا گیا تھا، بعد میں یہ سیاہ سانپ کا اسم ہو گیا۔

وصفِ عارضی: وہ وصف ہے جس میں کلمہ کے وضع کیے جانے کے وقت وصفی معنی موجود نہ ہوں، لیکن استعمال کے وقت اس میں وصفی معنی پیدا ہو جائیں۔ جیسے: مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ أَرْبَعٍ (میں چار عورتوں کے پاس سے گذرا) اس مثال میں "أَرْبَعٌ" کو تین اور پانچ کے درمیان والے عدد یعنی چار کے لیے وضع کیا گیا تھا، لیکن استعمال کے وقت اس کو "نِسْوَةٌ" کی صفت بنا لیا گیا۔

وصف کی ان دونوں قسموں میں سے وصفِ اصلی غیر منصرف کا سبب ہوتا ہے، نہ کہ وصفِ عارضی۔

(۳) تانیث: یعنی اسم کا مؤنث ہونا۔ تانیث کے غیر منصرف کا سبب بننے کی چار صورتیں ہیں:

(۱) کلمہ تائے لفظی کے ذریعہ مؤنث ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جیسے: طَلْحَةُ، عَائِشَةُ. اگر کوئی کلمہ تائے لفظی کے ذریعہ مؤنث ہو اور علم نہ ہو تو یہ تانیث غیر منصرف کا سبب نہیں ہوگی۔ جیسے: ضَارِبَةٌ، قَائِمَةٌ.

(۲) کلمہ مؤنثِ معنوی یعنی مؤنثِ سماعی ہو، اس کی شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ علم ہو اور تین حرف سے زائد ہو۔ جیسے: زَيْنَبُ، مَرْيَمُ. یا اگر کلمہ تین حرفی ہو تو اس کا درمیانی حرف متحرک ہو۔ جیسے: سَقَرُ: بمعنی جہنّم۔ یا اگر کلمہ تین حرفی ساکن الاوسط ہو تو عجمی ہو۔ جیسے: مَاهُ، جُوْرُ. (دو شہروں کے نام) مِصْرُ، حِمْصُ، بَلْخُ.

فائدہ: اگر کوئی کلمہ مؤنثِ معنوی ہو اور تین حرف سے زائد نہ ہو اور نہ اس کا درمیانی حرف متحرک ہو اور نہ وہ عجمی ہو تو اس کلمہ کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے: هِنْدُ اور هِنْدُ، دَعْدُ اور دَعْدُ.

(۳) کلمہ الف مقصورہ کے ذریعہ مؤنث ہو۔ جیسے: صُغْرٰی، کُبْرٰی، حُبْلٰی. تانیث بالفِ مقصورہ دوسبب کے قائم مقام ہے۔

الف مقصورہ: وہ الف ہے جو تین حرفِ اصلی کے بعد ہو اور وہ الحاق کے لیے نہ ہو اور نہ محض زائد ہو۔

(۴) کلمہ الفِ ممدودہ کے ذریعہ مؤنث ہو۔ جیسے: حَمْرَاءُ، بَیْضَاءُ، أَقْوِیَاءُ، تانیث بالفِ ممدودہ بھی دوسبب کے قائم مقام ہے۔

الفِ ممدودہ: وہ الف ہے جو الفِ مقصورہ کے بعد ہو اور اس کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہو دو الف کا تلفظ دشوار ہونے کی وجہ سے۔ جیسے: حَمْرَاءُ کہ اصل میں حَمْرَاا تھا (دو الف کے ساتھ)۔ (النحو الوافی: ۴/۲۰۷)

(۴) معرفہ: یعنی اسم کا معین ذات پر دلالت کرنا۔ معرفہ کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جیسے: زَیْنَبُ، مَرْیَمُ، طَلْحَةُ وغیرہ۔

(۵) عجمہ: یعنی اسم کا عربی نہ ہونا۔ عجمہ کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اسم عربی زبان میں اوّلاً علم ہو اور تین حرف سے زائد ہو۔ جیسے: إِبْرَاهِیْمُ.

اگر کوئی کلمہ عربی زبان میں اولاً علم نہ ہو تو وہ منصرف ہوگا، جیسے: لِجَامٌ (لگام) اگرچہ کسی کا علم ہو۔ اسی طرح کوئی عجمی کلمہ تین حرفی ہو تو وہ بھی منصرف ہوگا، جیسے: نُوْحٌ، لُوْطٌ، لَمَكٌ (نوح علیہ السلام کے والد کا نام)[۱]

---

[۱] فائدہ: عجمہ کی معرفت کے طریقے:

(۱) اسم کا وزن اوزانِ عربیہ سے خالی ہو، جیسے: إِبْرَاهِیْمُ، أَبْرِیْسَمُ.

(۲) اسم رُباعی یا خماسی ہو اور حروفِ مذلقہ "مُرْبنفل" سے خالی ہو۔ جیسے: "أُسْتَاذٌ، قِسْطَاسٌ، كَوْسَجٌ".

(۳) ائمۂ ثقات نے اس کے عجمی ہونے کی صراحت کی ہو۔ (النحو الوافی: ۴/۲۴۵)

(۶) جمع: یعنی اسم کا جمع ہونا، یہاں جمع سے مراد جمع مُنْتَهی الجُمُوْع ہے۔

جمع منتہی الجموع: وہ جمع تکسیر ہے جس میں الف جمع کے بعد دو حرف آئیں۔ جیسے: مَسَاجِدُ یا ایک حرف مشدد آئے۔ جیسے: دَوَابُّ دَابَّةٌ کی جمع بمعنی چوپایہ۔ یا تین حرف آئیں اور درمیانی حرف ساکن ہو۔ جیسے: مَصَابِيْحُ مِصْبَاحٌ کی جمع بمعنی چراغ۔

الفِ جمع: وہ الف ہے جس سے پہلے دو حرف متحرک مفتوح ہوں۔

جمع منتہی الجموع کی شرط یہ ہے کہ وہ تائے مدوّرہ کو قبول نہ کرے، جیسے: مَدَارِسُ.

اگر جمع منتہی الجموع کے آخر میں تا ہو تو وہ منصرف ہوگی۔ جیسے: أَسَاتِذَةٌ أُسْتَاذٌ کی جمع اور تَلَامِذَةٌ، تِلْمِيْذٌ کی جمع بمعنی شاگرد۔

جمع منتہی الجموع بھی دو سبب کے قائم مقام ہے۔

(۷) ترکیب: یعنی کسی اسم کا مرکّب ہونا، یہاں ترکیب سے مراد ترکیبِ امتزاجی ہے۔

ترکیبِ امتزاجی: وہ ترکیب ہے جس میں بلا نسبت دو کلموں کو ایک بنا لیا گیا ہو، اور کوئی کلمہ کسی حرف کو متضمّن نہ ہو، اور اس کے اجزاء میں سے کوئی جز حرف نہ ہو۔ جیسے: مَعْدِيْكَرِبُ، بَعْلَبَكُّ، حَضْرَمَوْتُ. ترکیبِ امتزاجی کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔

(۸) **وزنِ فعل:** یعنی اسم کا فعل کے وزن پر ہونا۔

اس کی شرط یہ ہے کہ وہ وزن، فعل کے ساتھ مخصوص ہو یعنی وہ وزن اسم میں فعل سے منقول ہو کر ہی استعمال ہو۔ جیسے: شَمَّرَ (حجّاج بن یوسف کے گھوڑے کا نام)

دُئِلَ (ایک قبیلہ کا نام) اور اگر وہ وزن، فعل کے ساتھ مخصوص نہ ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے شروع میں حروفِ مضارع "أَتَيْنَ" میں سے کوئی حرف آئے اور وہ تاء کو قبول نہ کرے۔ جیسے: أَحْمَدُ، تَغْلِبُ، يَشْكُرُ، نَرْجِسُ.

(۹) الف نون زائدتان: یعنی اسم کے آخر میں الف اور نون کا زائد ہونا۔ جیسے: عُثْمَانُ.[۱]

الف نون زائدتان کا استعمال دو طرح ہوتا ہے:

(۱) اسمِ ذات میں (۲) اسمِ صفت میں۔

(۱) جب الف نون زائدتان کا استعمال اسمِ ذات میں ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جیسے: عُثْمَانُ، رِضْوَانُ، عِرْفَانُ.

اسمِ ذات: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے اور اس میں اس کی کسی صفت کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: صَفْوَانُ (چکنا پتھر)۔

(۲) الف نون زائدتان کا استعمال کبھی اسمِ صفت میں ہوتا ہے، اس کی شرط یہ ہے کہ اس کا مؤنث فَعْلَانَةٌ کے وزن پر نہ آئے۔ جیسے: سَكْرَانُ (بمعنی نشہ والا) غیر منصرف ہے، اس لیے کہ اس کا مؤنث سَكْرٰى آتا ہے، سَكْرَانَةٌ نہیں۔ اور نَدْمَانُ (بمعنی ساتھی) منصرف ہے، اس لیے کہ اس کا مؤنث نَدْمَانَةٌ آتا ہے۔[۲]

---

[۱] **فائدہ:** اگر الف اور نون دونوں اصلی ہوں، جیسے: أَنٌ، شَأْنٌ، یا صرف الف زائد ہو تو وہ اسم ہمیشہ منصرف ہوگا، جیسے: أَوَانٌ، بَيَانٌ، حَسَّانٌ وغیرہ۔

[۲] **فائدہ:** عام کتبِ لغت میں ہر فَعْلَانُ کا مؤنث فَعْلَانَةٌ موجود ہے، یہ بعض بنو اسد کی لغت ہے، جمہور عرب کی لغت نہیں ہے، جمہور عرب کے یہاں کچھ ہی کلمات (چودہ کلمات) کا مؤنث فَعْلَانَةٌ کے وزن پر آتا ہے، ان کے علاوہ تمام کلمات کا مؤنث فَعْلٰى کے وزن پر آتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: حواشی ہدایۃ النحو صفحہ: ۱۷، رضی بر کافیہ: ۱/ ۶۰ اور جامع الدروس العربیۃ: الباب السابع: ۲/ ۱۵۴)

اسمِ صفت: وہ اسم ہے جو کسی ذات پر دلالت کرے اور اس میں اس کی کسی صفت کا لحاظ کیا گیا ہو۔ جیسے: کَسْلَانُ (سست)۔

فائدہ: اگر کوئی اسم غیر منصرف ہو لیکن اس پر الف لام داخل ہو یا وہ اسم مضاف ہو تو اس پر پانچویں قسم (غیر منصرف) کے بجائے پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) یا تیسری قسم (جمع مکسّر منصرف صحیح) کا اعراب آئے گا۔

فائدہ: اگر کوئی اسم الفِ مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہو جیسے: رُؤْيَا، حُبْلٰى. تو اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری میں فتحہ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَتْ حُبْلٰى، رَأَيْتُ حُبْلٰى، مَرَرْتُ بِحُبْلٰى. (النحو الوافي : ٤ / ٢٠٥، مسئلة : ١٤٥)

فائدہ: اگر کوئی غیر منصرف اسم منقوص ہو، جیسے: "مَعَانٍ، جَوَارٍ، غَوَاشٍ" تو اس کا رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ لفظی اور جر فتحہ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: "جَاءَتْ جَوَارٍ، رَأَيْتُ جَوَارِيَ، مَرَرْتُ بِجَوَارٍ".

مشق: (۱۲)

ذیل کی مثالوں میں ہر اسم کو اسمِ معرب کی سولہ قسموں میں سے بتاؤ کونسی قسم ہے، اور اگر غیر منصرف ہے تو نو اسباب میں سے کون سے دو سبب اس میں ہیں اور رفع نصب وجر میں کونسی حالت میں ہے اور ترکیب وترجمہ بھی کرو!

نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ، مَكَّةُ بَلْدَةٌ مُبَارَكَةٌ، عُثْمَانُ (رضي الله عنه) ثَالِثُ الخُلَفَاءِ، قُبُوْرُ الصُّلَحَاءِ رِيَاضٌ، الصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ، اِنْكِحُوْا مُسْلِمَاتٍ، يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ، إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللهِ، إِسْمَاعِيْلُ ذَبِيْحُ اللهِ، لَأَجِدُ

رِيْحَ يُوْسُفَ، بَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ، اِسْمُهٗ أَحْمَدُ، عَائِشَةُ (رضي الله عنها) زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَيِّدَةُ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ، سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ، أَحْسَنُ القَصَصِ هٰذَا القُرْآنُ، خَيْرُ البِقَاعِ مَسَاجِدُ، الأَهِلَّةُ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ، هٰذَا جِرْوُ ذِئْبٍ، مَصَّ الوَلَدُ ثَدْيَ أُمِّه، اِتَّبِعُوْا مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ، إِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ القَوَاعِدَ، حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ، أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ، حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ، أَحْسَنُ الهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۶) اسماءِ ستہ مکبَّرہ موحّدہ: جب کہ یائے متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں۔ اسماءِ ستہ یہ ہیں: (۱)أَبٌ: باپ (۲)أَخٌ: بھائی (۳)حَمٌ: دیور (۴)هَنٌ: شرمگاہ[1] (۵)فَمٌ: منہ (۶)ذُوْمَالٍ: مال والا[2]

جب یہ اسم مکبَّر ہوں یعنی ان کی تصغیر نہ لائی گئی ہو، مُوَحّد یعنی واحد ہوں، تثنیہ اور جمع نہ ہوں اور وہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب حالتِ رفعی میں واو کے ساتھ، حالتِ نصبی میں الف کے ساتھ اور حالتِ جری میں یا کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ أَبُوْكَ، رَأَيْتُ أَبَاكَ، مَرَرْتُ بِأَبِيْكَ.

---

[1] **فائدہ:** "هَنٌ" کو اسماءِ ستہ میں شمار کرنا غیر معروف اور شاذ لغت ہے۔ معروف لغت یہ ہے کہ "هَنٌ" کا اعراب اِفراد و اِضافت دونوں صورتوں میں "يَدٌ" کی طرح اعراب بالحرکت ہوگا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: تبیان النحو صفحہ: ۶۳)

[2] **فائدہ:** ذو ہمیشہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔

اسم جنس: وہ اسم ہے جو ایسے کثیر اَفراد پر بولا جائے جو نوع میں مختلف ہوں، جیسے: مال، عقل، فضل وغیرہ۔ (التعريفات للجرجاني : ۷۸)

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مصغّر ہوں تو ان کا اعراب دوسری قسم (جاری مجرائے صحیح) یا پہلی قسم (مفرد منصرف صحیح) کی طرح ہوگا۔ یعنی رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ۔ جیسے: جَآءَ أُبَيٌّ، رَأَيْتُ أُبَيًّا، مَرَرْتُ بِأُبَيٍّ. اور جیسے: هٰذَا فُوَيْهٌ، رَأَيْتُ فُوَيْهًا، أَكَلَ الطِّفْلُ بِالْفُوَيْهِ.

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مکبّرہ کسی اسم کی طرف مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح کی طرح ہوگا۔ جیسے: جَآءَ أَبٌ، رَأَيْتُ أَبًا، مَرَرْتُ بِأَبٍ.

فائدہ: جب اسماءِ ستہ مکبّرہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ رفع ضمۂ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحۂ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا، جیسا کہ چودھویں قسم میں آ رہا ہے۔ جیسے: جَآءَ أَبِيْ، رَأَيْتُ أَبِيْ، مَرَرْتُ بِأَبِيْ.[1]

(۷) مثنّٰی: یعنی وہ اسم جو دو پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے مفرد کے آخر میں الف یا یا ماقبل مفتوح اور نونِ مکسور بڑھایا گیا ہو۔ جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ.

(۸) كِلَا وكِلْتَا: جب کہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے: كِلَاهُمَا: (وہ دونوں مذکر) كِلَاكُمَا: (تم دونوں مذکر) كِلْتَاهُمَا: (وہ دونوں

---

[1] فائدہ: أَبٌ دراصل أَبَوٌ، أَخٌ دراصل أَخَوٌ، حَمٌ دراصل حَمَوٌ اور هَنٌ دراصل هَنَوٌ تھا۔ چاروں کے اخیر سے خلافِ قیاس واو حذف کر دیا، أَبٌ، أَخٌ، حَمٌ اور هَنٌ ہو گیا۔ فَمٌ دراصل فَوْهٌ تھا، ہا کو خلافِ قیاس حذف کر دیا، اور واو کو قربِ مخرج کی وجہ سے میم سے بدل دیا، فَمٌ ہو گیا۔ اور ذُوْ دراصل ذُوْوٌ تھا، آخری واو کو خلافِ قیاس حذف کر دیا اور پہلے واو کو اعراب کا واو قرار دیا۔

مؤنث) كِلْتَا كُمَا: (تم دونوں مؤنث)[1]

(۹) اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ: بمعنی دو، پہلا مذکر کے لیے اور دوسرا مؤنث کے لیے۔

ان تینوں قسموں کا رفع الف کے ساتھ اور نصب وجر یا ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ رَجُلَانِ وَكِلَا هُمَا وَاثْنَانِ، رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ، مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ.

فائدہ: (۱) جب كِلَا اور كِلْتَا اسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ حالتِ رفعی میں ضمہ تقدیری، حالتِ نصبی میں فتحہ تقدیری اور حالتِ جری میں کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ كِلَا الرَّجُلَيْنِ، رَأَيْتُ كِلَا الرَّجُلَيْنِ، مَرَرْتُ بِكِلَا الرَّجُلَيْنِ.

مشق: (۱۳)

امثلۂ مذکورہ میں ہر اسم کو سولہ قسموں سے بتاؤ کونسی قسم ہے، اور تینوں حالتوں میں سے کس حالت میں ہے، اور ترکیب وترجمہ بھی کرو!

أَبُوْنَا اٰدَمُ، أَبُوْكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، قَالَ أَبُوْهُمْ، أَخُوْنَا عُمَرُ، اِجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ، ضَرَبْتُ أَخَاكَ، اِضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَيْنِ، جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ، أَنَا أَخُوْكَ، جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ أَخِيْهِ، دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ

---

[1] **فائدہ:** كِلَا اور كِلْتَا کے لیے دو جہتیں ہیں: (۱) صورت کے اعتبار سے مفرد (۲) معنیٰ کے اعتبار سے تثنیہ۔ جب وہ دونوں ضمیر کی جانب مضاف ہوں گے تو جانبِ معنی کی رعایت کرتے ہوئے ان کا اعراب تثنیہ کی طرح اعراب بالحرف لفظی ہوگا، اور جب وہ دونوں اسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہوں گے تو جانبِ صورت کی رعایت کرتے ہوئے اُن کا اعراب مفرد کی طرح اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا۔
(ہدایۃ النحو ص: ۱۱ر حاشیہ: ۵)

فَتَيَانِ، اَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ، أَخُوْكَ مَنْ وَاسَاكَ، هٰذَانِ سَاحِرَانِ، اُطْرُدْ هَاتَيْنِ الكَلْبَتَيْنِ، فِيْهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ، هُمَا مُدْهَامَّتَانِ، هُوَ ذُوْ عِلْمٍ، زَيْدٌ ذُوْ عَقْلٍ، رَأَيْتُ رَجُلًا ذَا فَهْمٍ، مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ذِيْ لُبٍّ، هٰذَا طَعَامٌ ذُوْ مِلْحٍ، فُوْهُ أَجْمَلُ مِنْ فِيْ زَيْدٍ، حَمُوكِ عَالِمٌ، رَأَيْتُ حَمَاهَا فِي الدَّارِ، اُسْتُرْ هَنَاكَ، حَضَرَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا، اِشْتَرَيْتُ اللَّحْمَ بِدِرْهَمَيْنِ، بِعْتُ ثَوْبِيْ بِدِيْنَارَيْنِ، لَيُوْسُفُ وَأَخُوْهُ أَحَبُّ إِلٰى أَبِيْنَا، طَعَامُ الوَاحِدِ يَكْفِيْ اثْنَيْنِ.

(۱۰) جمع مذکر سالم: یعنی وہ اسم جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے، اور اس کے واحد کے آخر میں واو ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نونِ مفتوح ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ.

(۱۱) أُولُوْ: بمعنی والے۔ یہ "ذُوْ" کی جمع ذَوُوْ کے معنیٰ میں ہے، اس کا نہ مفرد ہے اور نہ تثنیہ، یہ ہمیشہ ذو کی طرح اسمِ جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے: أُولُوْ مَالٍ: مال والے، أُولُوْ فَضْلٍ: فضل والے۔

(۱۲) عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک کی دہائیاں۔[1]

ان تینوں قسموں کا رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ اور نصب وجر یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ مُسْلِمُوْنَ وَأُولُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَأُولِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَأُولِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا.

(۱۳) اسمِ مقصور: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں الفِ مقصورہ ہو۔ جیسے: عَصًا

---

[1] **فائدہ:** دہائیاں یہ ہیں: عِشْرُوْنَ: (بیس) ثَلَاثُوْنَ: (تیس) أَرْبَعُوْنَ: (چالیس) خَمْسُوْنَ: (پچاس) سِتُّوْنَ: (ساٹھ) سَبْعُوْنَ: (ستّر) ثَمَانُوْنَ: (اسّی) تِسْعُوْنَ: (نوّے)۔

(لاٹھی)، فَتیً (نوجوان) بُشْرٰی، أَرْطیٰ، قَبَعْثَرٰی.

فائدہ: یہاں الفِ مقصورہ سے مراد ہر وہ الف ہے جو کھینچ کر نہ پڑھا جائے، چاہے وہ زائد ہو، جیسے: بُشْرٰی، أَرْطیٰ، قَبَعْثَرٰی. یا حرفِ اصلی سے بدل کر آیا ہو۔ جیسے: عَصًا، فَتیً.

(۱۴) غیر جمع مذکر سالم وتثنیہ مضاف بیاءِ متکلم: یعنی جمع مذکر سالم اور تثنیہ کے علاوہ ہر وہ اسم جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: غُلَامِيْ، دَلْوِيْ، آبَائِيْ، مُسْلِمَاتِيْ، تَلَامِيْذِيْ، أَبِيْ.

ان دو قسموں کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ ان کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ ان دو قسموں میں تلفظ تینوں حالتوں میں یکساں رہے گا۔ جیسے: جَآءَ فَتَی وَغُلَامِيْ، رَأَيْتُ فَتیً وَغُلَامِيْ، مَرَرْتُ بِفَتَی وَغُلَامِيْ.

مشق: (۱۴)

ذیل کے جملوں میں ہر اسم کو معرب کی سولہ قسموں سے بتاؤ کونسی قسم ہے اور کس حالت میں ہے، اور ترکیب وترجمہ بھی کرو!

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوْ الأَلْبَابِ، اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، هٰذَا أَخِيْ، قَالَ مُوْسٰی لِأَخِيْهِ، اِسْمُهٗ يَحْيٰ، هٰذَا كِتَابِيْ، هُوَ عَبْدِيْ، هٰؤُلَاءِ إِخْوَتِيْ، أُذْكُرُوْا نِعْمَتِيْ، رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ، أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ، نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ، لَا تُطِعِ الكَافِرِيْنَ، هُوَخَيْرُ الحَاكِمِيْنَ، هُمْ أُولُو عَقْلٍ، مَرَرْتُ بِسَبْعِيْنَ رَجُلًا، اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ، بَلَغَ العُلٰی

بِكَمَالِهٖ، كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ، لَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ، مَالَ قَلْبِيْ، رَبِّيَ اللّٰهُ، نَجْزِيْ الْمُحْسِنِيْنَ، هٰذَا صِرَاطِيْ، وَاعَدْنَا مُوْسٰى ثَلَاثِيْنَ لَيْلَةً، اُدْخُلِيْ فِيْ جَنَّتِيْ، لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰى إِخْوَتِكَ۔

(۱۵) اسمِ منقوص: یعنی وہ اسم جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو۔ جیسے: الْقَاضِيْ، قَاضٍ، اللَّيَالِيْ، لَيَالٍ. اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر کسرۂ تقدیری کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: جَآءَ الْقَاضِيْ، رَأَيْتُ الْقَاضِيَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ. اور جیسے: جَآءَ قَاضٍ، رَأَيْتُ قَاضِيًا، مَرَرْتُ بِقَاضٍ.

فائدہ: جب اسمِ منقوص معرّف باللام یا مضاف ہو تو اس کی یاء تینوں حالتوں میں باقی رہے گی۔ جیسے: جَآءَ الْقَاضِيْ، رَأَيْتُ الْقَاضِيَ، مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ. اور جیسے: جَآءَ قَاضِيْكُمْ، رَأَيْتُ قَاضِيَكُمْ، مَرَرْتُ بِقَاضِيْكُمْ. اور جب اسم منقوص معرّف باللام یا مضاف نہ ہو تو حالتِ رفعی اور جری میں اس کی یاء حذف ہو جائے گی، اور حالتِ نصبی میں یاء باقی رہے گی۔ جیسے: جَآءَ قَاضٍ، رَأَيْتُ قَاضِيًا، مَرَرْتُ بِقَاضٍ.

(۱۶) جمع مذکر سالم جب کہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہو: جیسے: مُسْلِمِيَّ (میرے مسلمان) طَالِبِيَّ (میرے طالب) اس کی حالتِ رفعی واو تقدیری کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری یا ماقبل مکسور لفظی کے ساتھ ہوگی۔ جیسے: هٰؤُلَآءِ مُسْلِمِيَّ. یہ مُسْلِمِيَّ دراصل مُسْلِمُوْنَ يْ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، مُسْلِمُوْيْ ہوا، پھر واو اور یاء جمع ہوئے اور ان میں پہلا ساکن تھا، اس لیے واو کو یاء سے بدل دیا، اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا، مُسْلِمُيَّ ہوا، پھر یاء کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا، مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔ اور جیسے: رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ. یہ مُسْلِمِيَّ

دراصل مُسْلِمِيْنَ يَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، مُسْلِمِيْيَ ہوا، اب دو یاء جمع ہوئیں جن میں سے پہلی یاء ساکن ہے اور دوسری متحرک ہے، اس لیے پہلی یاء کا دوسری میں ادغام کر دیا تو مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔

مشق: (۱۵)

ذیل کی مثالوں میں ہر اسم کو بتاؤ کہ سولہ اقسام میں سے کونسی قسم ہے اور حالتِ رفعی، نصبی و جرّی میں سے کس حالت میں ہے۔

اِقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ، الدَّاعِيْ اللّٰهُ، لَقِيْتُ مُكْرِمِيَّ، أَرَيْنَاهُ اٰيٰتِنَا، تَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ، أَرَاهُ الاٰيَةَ الكُبْرٰى، بِعِ الدُّنْيَا بِالاٰخِرَةِ، هُوَ رَاضٍ عَنْكَ، جَاءَهُ الأَعْمٰى، قَالَ المَسِيْحُ : اُعْبُدُوْا اللّٰهَ، اَلمَعَاصِيْ مُهْلِكَةٌ، مَأْوَى الكَافِرِيْنَ جَهَنَّمُ، عُقْبَى الكَافِرِيْنَ النَّارُ، قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ، يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِيْ القَرْنَيْنِ، اُذْكُرْ فِيْ الكِتَابِ إِبْرَاهِيْمَ، ضَاقَ صَدْرِيْ، الْمَجَالِسُ بِالأَمَانَةِ، المَالُ وَالبَنُوْنَ زِيْنَةُ الحَيَاةِ الدُّنْيَا، يَجْعَلُوْنَ أَصَابِعَهُمْ فِيْ اٰذَانِهِمْ، عَلَّمَ اٰدَمَ الأَسْمَآءَ، لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ، بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ، عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ، اللّٰهُ لَا يَهْدِيْ الظَّالِمِيْنَ، عِنْدِيْ سِتُّوْنَ رَجُلًا، قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ.

فصل: فعلِ مضارع کی اقسام کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مضارع کے اعراب تین ہیں: رفع، نصب اور جزم[1]

---

[1] فائدہ: جزم وہ تغیّر ہے جس کی علامت سکون، حرفِ علت کا حذف اور نونِ اعرابی کا حذف ہو، جیسے: لَمْ يَضْرِبْ، لَمْ يَدْعُ، لَمْ يَضْرِبَا.

اعراب کے طریقوں کے اعتبار سے فعلِ مضارع کی چار قسمیں ہیں:

(۱) فعلِ مضارع صحیح مجرّد از ضمائرِ بارزہ مرفوعہ: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں کوئی حرفِ علّت نہ ہو اور تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمیرِ بارز مرفوع (الف، واو اور یاء) سے خالی ہو۔ جیسے: یَضْرِبُ، یَعِدُ، یَخَافُ. وغیرہ۔

اس کا رفع ضمّہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُوَ یَضْرِبُ: (وہ مارتا ہے) لَنْ یَضْرِبَ: (وہ ہرگز نہیں مارے گا) لَمْ یَضْرِبْ (اس نے نہیں مارا)

(۲) فعلِ مضارع مفرد معتلّ واوی و یائی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں حرفِ علّت واو یا یاء ہو اور ضمیرِ بارز مرفوع (الف، واو اور یاء) سے خالی ہو۔ جیسے: یَغْزُوْ: (وہ حملہ کرتا ہے) اور یَرْمِيْ: (وہ پھینکتا ہے)

اس کا رفع ضمّہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ (حرفِ علت واو یا یاء) کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِيْ، لَنْ یَغْزُوَ وَلَنْ یَرْمِيَ، لَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ.

(۳) فعلِ مضارع مفرد معتلّ الفی: یعنی وہ فعلِ مضارع جس کے آخر میں حرفِ علّت الف ہو اور ضمیرِ بارز مرفوع الف، واو اور یاء سے خالی ہو۔ جیسے: یَرْضٰی، یَخْشٰی.

اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزم لام کلمہ (حرفِ علت الف) کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسے: هُوَ یَرْضٰی، وَلَنْ یَرْضٰی، وَلَمْ یَرْضَ.

(۴) فعلِ مضارع صحیح یا معتل با ضمائرِ بارزہ مرفوعہ و نونِ اعرابی: یعنی وہ فعلِ

مضارع جس کے آخر میں تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کی ضمائرِ بارزہ اور نونِ اعرابی ہو، چاہے وہ صحیح ہو یا معتلّ۔

ان کا رفع نونِ اعرابی کے اثبات کے ساتھ ہوگا۔ جیسے تم تثنیہ میں کہو گے: هُمَا يَضْرِبَانِ وَيَغْزُوَانِ وَيَرْمِيَانِ وَيَرْضَيَانِ، اور جمع مذکر میں کہو گے: هُمْ يَضْرِبُوْنَ وَيَغْزُوْنَ وَيَرْمُوْنَ وَيَرْضَوْنَ، اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے: أَنْتِ تَضْرِبِيْنَ وَتَغْزِيْنَ وَتَرْمِيْنَ وَتَرْضَيْنَ.

اور ان کا نصب و جزم نونِ اعرابی کے حذف کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ تم تثنیہ میں کہو گے: لَنْ يَضْرِبَا، لَنْ يَغْزُوَا، لَنْ يَرْمِيَا، لَنْ يَرْضَيَا. اور لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَغْزُوَا، لَمْ يَرْمِيَا، لَمْ يَرْضَيَا. اور جمع مذکر میں کہو گے: لَنْ يَضْرِبُوْا، لَنْ يَغْزُوْا، لَنْ يَرْمُوْا، لَنْ يَرْضَوْا، اور لَمْ يَضْرِبُوْا، لَمْ يَغْزُوْا، لَمْ يَرْمُوْا، لَمْ يَرْضَوْا. اور واحد مؤنث حاضر میں کہو گے: لَنْ تَضْرِبِيْ، لَنْ تَغْزِيْ، لَنْ تَرْمِيْ، لَنْ تَرْضَيْ، اور لَمْ تَضْرِبِيْ، لَمْ تَغْزِيْ، لَمْ تَرْمِيْ، لَمْ تَرْضَيْ.

مشق: (۱۶)

ذیل کی مثالوں میں مضارع کی قسمیں مع اعراب بیان کرو اور ترجمہ و ترکیب بھی کرو!

لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى، يُرِيْدَانِ أَنْ يُخْرِجَاكُمْ، أُولٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِيْ الخَيْرَاتِ، هُمْ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ، لَنْ أُكَلِّمَ اليَوْمَ، أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ، هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ، لَا تَحْزَنِيْ، لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا، لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ اليَهُوْدُ، يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ، أُولٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا، لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا، لَا

تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ، يَسْتَبْشِرُوْنَ، نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالخَيْرِ.

فصل: عوامل کے بیان میں

عامل: وہ چیز ہے جس کی وجہ سے معرب کا آخر بدلے، اس کی جمع عوامل آتی ہے، اعراب کے عوامل دو قسم پر ہیں: لفظی اور معنوی۔

عاملِ لفظی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے: جَاءَ زَيْدٌ میں "جَاءَ" عاملِ لفظی ہے۔

عاملِ معنوی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو۔ (اس کا بیان آئندہ آرہا ہے)۔

عاملِ لفظی کی تین قسمیں ہیں: حروف، افعال اور اسماء۔ ہم ان تین قسموں کو تین ابواب میں ان شاء اللہ یاد کریں گے۔

پہلا باب

حروفِ عاملہ کے بیان میں، اور اس میں دو فصلیں ہیں۔

حروفِ عاملہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عاملہ در اسم (۲) عاملہ در فعلِ مضارع۔

پہلی فصل: حروفِ عاملہ در اسم کے بیان میں

اور ان کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) حروفِ جر (۲) حروفِ مشبہہ بالفعل (۳) مَا وَلَا مشابہ بلیس (۴) لائے نفی جنس (۵) حروفِ ندا۔

(۱) حروفِ جر: وہ حروف ہیں جو فعل یا شبہِ فعل یا معنیٰ فعل کا اپنے مابعد اسم کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔

فعل کی مثال جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ.

شبہِ فعل کی مثال جیسے: أَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ (میں زید کے پاس سے گزرنے والا ہوں۔)

معنیٰ فعل کی مثال جیسے: هٰذَا فِي الدَّارِ أَبُوْكَ (یہ گھر میں تمہارے والد ہیں۔) (هٰذَا بمعنی أُشِيْرُ معنیٰ فعل ہے، میں اشارہ کرتا ہوں تمہارے والد کی طرف اس حال میں کہ وہ گھر میں ہیں)۔[1]

حروفِ جر سترہ/۱۷ ہیں: باء، تاء، كاف، لام، واو، مُنْذُ، مُذْ، خَلَا، رُبَّ، حَاشَا، مِنْ، عَدَا، فِيْ، عَنْ، عَلٰى، حَتّٰى، إِلٰى.

یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے آخر کو جر دیتے ہیں۔ جیسے: اَلْمَالُ لِزَيْدٍ: مال زید کا ہے۔

مشق: (۱۷)

امثلۂ مذکورہ میں حروفِ جر اور ان کے عمل و تعلق میں غور کرو اور ترجمہ و ترکیب کرو!

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللهِ، أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ، يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللهِ، أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، تَاللهِ لَأَكِيْدَنَّ أَصْنَامَكُمْ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ، وَجْهُ زَيْدٍ كَالقَمَرِ، الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ، عَلَيْكُمْ وَقَارٌ،

---

[1] فائدہ: معنیٰ فعل وہ کلمہ ہے جس سے فعل کے معنیٰ مستنبط ہوں اور وہ فعل کی ترکیب (مادّہ) سے نہ ہو، جیسے: ظرف، جار و مجرور، حروفِ ندا، حروفِ تنبیہ، اسماءِ اشارات، اسماءِ افعال وغیرہ۔ (ہدایۃ النحو: ۱۰۱/حاشیہ: ۳)

لَهُمْ حُكُوْمَةٌ، أَدَبُ المَرْءِ خَيْرٌ مِنْ ذَهَبِهٖ، اِسْتِرَاحَةُ النَّفْسِ فِيْ اليَأْسِ، إِخْفَاءُ الشَّدَائِدِ مِنَ المُرُوْءَةِ، الإِنْسَانُ مِنَ اللِّسَانِ، تَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ، دَوَاءُ القَلْبِ الرِّضَا بِالقَضَاءِ، لَكُمْ دِيْنُكُمْ، خَيْرُ المَالِ مَا أُنْفِقَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ القَدْرِ، سُرُوْرُكَ بِالدُّنْيَا غُرُوْرٌ، زِيَارَةُ الضُّعَفَاءِ مِنَ التَّوَاضُعِ، رَأَيْتُ طَلَبَةَ العِلْمِ خَلَا زَيْدٍ، مَا رَأَيْتُهٗ مُذْ يَوْمِ الجُمُعَةِ، عَلَيْكُمْ هَيْبَةٌ، فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، لَهٗ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ، هَلَاكُ المَرْءِ فِيْ العُجْبِ، نُوْرُ المُؤْمِنِ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ، لَهُمْ فِيْهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ، يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ، إِلَى اللهِ تُرْجَعُ الأُمُوْرُ، لَا تَدْخُلْ بَيْتًا حَتّٰى تَسْتَأْذِنَ، لَا تُصَلِّ حَتّٰى تَتَوَضَّأَ، رُبَّ عَالِمٍ لَقِيْتُ، العَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ.

(۲) حروفِ مشبہہ بالفعل: وہ حروف ہیں جو فعلِ متعدی سے لفظاً، معنیً اور عملاً مشابہت رکھتے ہیں۔ اور وہ چھ ہیں۔ إِنَّ: بمعنی بے شک۔ أَنَّ: بمعنی بے شک کہ۔ كَأَنَّ: بمعنی گویا کہ۔ لٰكِنَّ: بمعنی لیکن۔ لَيْتَ: بمعنی کاش کہ۔ لَعَلَّ: بمعنی شاید کہ۔

یہ حروف جملہ اسمیہ یعنی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ ان کے داخل ہونے کے بعد مبتدا کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہتے ہیں۔ یہ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے: إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ. (بے شک زید کھڑا ہے)

معلوم ہونا چاہیے کہ إِنَّ اور أَنَّ حروفِ تحقیق ہیں۔ تحقیق کے معنی ہیں ثابت کرنا۔ یہ حروف جملہ کے مضمون کو ثابت کرتے ہیں۔ اور كَأَنَّ حرفِ تشبیہ ہے، یہ اپنے اسم کو خبر سے تشبیہ دینے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: كَأَنَّ زَيْدًا أَسَدٌ (گویا کہ زید شیر ہے۔) لٰكِنَّ حرفِ استدراک ہے، یہ اگلے کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: زَيْدٌ حَاضِرٌ لٰكِنَّ عَمْرًا غَائِبٌ. اور لَيْتَ حرفِ تمنّی ہے،

کسی کام کی آرزو کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: لَيْتَ الصِّغَرَ يَعُوْدُ (کاش بچپن لوٹ آئے) اور لَعَلَّ حرفِ ترجّی ہے، کسی کام کی امید ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: لَعَلِّيْ فَائِزٌ (امید ہے کہ میں کامیاب ہوجاؤں)[1]

مشق: (۱۸)

ذیل کی مثالوں میں حروفِ مشبّہ بالفعل کے عمل کو دیکھو اور ہر مثال کی ترکیب وترجمہ کرو!

إِنَّ اللهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ، إِنَّهٗ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ، إِنَّكَ حَلِيْمٌ، إِنِّيْ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ، إِنَّهَا صَالِحَةٌ، إِنَّهُمْ قَاعِدُوْنَ، إِنَّهُنَّ قَانِتَاتٌ، إِنَّا قَاعِدُوْنَ، عَلِمْتُ أَنَّ زَيْدًا ذَاهِبٌ، أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ، اِعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ شَدِيْدُ العِقَابِ وَأَنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ، كَأَنَّ زَيْدًا قَمَرٌ، كَأَنَّهٗ أَسَدٌ، كَأَنَّهُمْ شُمُوْسٌ، لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ، لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ، لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِيْ صَلَاحًا، لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ، لَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا، لَيْتَ أَخَا عَمْرٍو حَاضِرٌ، لَعَلَّهَا أُخْتُ بَكْرٍ، إِنِّيْ عَبْدُ اللهِ، لَعَلَّ أَبَاهَا جَاهِلٌ، عَلِمْتُ أَنَّ أَخَا زَيْدٍ جَاهِلٌ، إِنَّهٗ ذُوْ عِلْمٍ، إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الأَلْبَابِ، اِعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ يُحْيِ الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الفَحْشَاءِ وَالمُنْكَرِ، يَا لَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ، إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ، إِنَّ أَبَانَا لَفِيْ ضَلَالٍ مُبِيْنٍ، لَعَلَّ السَّاعَةَ

---

[1] **لَيْتَ اور لَعَلَّ کے درمیان فرق:** لَيْتَ ممکن الحصول اور غیر ممکن الحصول دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، بخلافِ لَعَلَّ کہ وہ صرف ممکن الحصول کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ لَيْتَ محبوب چیز کی آرزو کے لیے آتا ہے، اور لَعَلَّ محبوب ومکروہ دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

قَرِيْبٌ، إِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَائِزُوْنَ، إِنَّ أَخَوَيْ زَيْدٍ حَاضِرَانِ، إِنَّ زَيْنَبَ قَائِمَةٌ، لَيْتَ بَنِيْ زَيْدٍ يَنْصُرُوْنَ، إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنَّاتٍ وَعُيُوْنٍ.

(۳) مَا ولَا الْمُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ: یعنی وہ مَا اور لَا جو لَیْسَ کے مشابہ قرار دیے گئے ہیں اور وہ لَیْسَ کا عمل کرتے ہیں، یعنی لَیْسَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور اپنی خبر کو نصب دیتے ہیں، چنانچہ تم کہو گے: مَا زَيْدٌ قَائِمًا (زید کھڑا نہیں ہے۔) زَيْدٌ ما کا اسم ہے اور مرفوع ہے، اور قَائِمًا ما کی خبر ہے اور منصوب ہے۔ اور جیسے: لَا رَجُلٌ حَاضِرًا (ایک مرد حاضر نہیں ہے۔) رَجُلٌ لا کا اسم ہے اور مرفوع ہے، اور حَاضِرًا لا کی خبر ہے اور منصوب ہے۔[۱]

فائدہ: مَا اور لَا مشابہ بَلَيْسَ کا اسم معرفہ اور نکرہ دونوں ہوتا ہے، البتہ راجح قول کے مطابق لَا مشابہ بَلَيْسَ کا استعمال شعر کے ساتھ خاص ہے اور نثر میں غلط ہے۔[۲] اور مَا کی خبر پر کبھی باء زائدہ داخل کرتے ہیں۔ جیسے: مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ. (زید ہرگز کھڑا نہیں ہے۔) لا کی خبر پر نہیں۔

(۴) لائے نفی جنس: وہ لا ہے جو جنس سے صفت کی نفی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

(۱) اِس ''لا'' کا اسم اکثر نکرہ مضاف منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع۔ جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِي الدَّارِ (مرد کا کوئی خوش مزاج لڑکا گھر میں موجود

---

[۱] اس ''لا'' سے ایک فرد کی نفی بھی صحیح ہے اور پوری جنس کی نفی بھی صحیح ہے لیکن احتمال کے ساتھ، برخلاف لائے نفی جنس کے، کہ اس سے ایک فرد کی نفی صحیح نہیں، وہ جنس کی نفی میں نص ہے۔ (جامع الدروس: ۲/۲۳۸)

[۲] تبیان النحو صفحہ: ۱۱۹۔

نہیں ہے)[1]

(۲) اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفردہ ہو، یعنی مضاف یا مشابہِ مضاف نہ ہو، اگرچہ تثنیہ اور جمع ہو، تو وہ مبنی بر علامت نصب ہوگا۔ جیسے: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ (کوئی مرد گھر میں نہیں ہے) لَا مُسْلِمَاتِ فِيْ الدَّارِ، لَا رَجُلَيْنِ فِيْ الدَّارِ، لَا مُسْلِمِيْنَ فِيْ الدَّارِ.

فائدہ: مشابہِ مضاف وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو؛ لیکن مضاف کی طرح دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنیٰ مکمل نہ ہوں۔ جیسے: طَالِعٌ جَبَلًا (کسی پہاڑ پر چڑھنے والا) حَسَنٌ وَجْهُهٗ (کوئی خوبصورت چہرہ والا) عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (بیس درہم)

(۳) اگر لا کے بعد معرفہ ہو تو دوسرے معرفہ کے ساتھ ''لا'' کا تکرار ضروری ہوگا، اور ''لا'' مُلْغیٰ ہوگا، یعنی عمل نہیں کرے گا، اور وہ معرفہ ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ جیسے: لَا زَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَا عَمْرٌو. (نہ زید میرے پاس ہے اور نہ عمرو)

(۴) اگر اس ''لا'' کے بعد نکرہ مفردہ ہو اور دوسرے نکرہ کے ساتھ ''لا'' مکرّر ہو تو اس میں پانچ وجہیں جائز ہیں۔ جیسے:

(۱) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. دونوں جز مبنی بر فتح، دونوں جگہ لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے۔

(۲) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللهِ. دونوں جز رفع کے ساتھ، دونوں جگہ ''لا'' کو مُلْغیٰ مانتے ہوئے۔ اِس صورت میں دونوں اسم عاملِ معنوی ابتداء کی وجہ سے

---

[1] "ظَرِيْفٌ" غُلَامَ رَجُلٍ کی صفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

وكذا يمتنع البناء، ويجوز الأمران الأخران، إذا كان المنعوت غير مفرد، نحو: "لا غلامَ سَفَرٍ مَاهِرًا ـ أو مَاهِرٌ ـ فيها". (شرح الأشموني على ألفية ابن مالك:١ / ٣٤٠، شعر:٢٠٢)

مرفوع ہوں گے۔

(۳) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز رفع کے ساتھ، ''لا'' اور اس کے اسم (لَا حَوْلَ) کے محل پر عطف کرتے ہوئے۔

(۴) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا جز رفع کے ساتھ، لا مشابہ بلَیْسَ کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے۔

(۵) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. پہلا جز مبنی بر فتح لائے نفی جنس کا اسم مانتے ہوئے، اور دوسرا جز نصب کے ساتھ، ''لا'' کے اسم (حَوْلَ) کے محل پر عطف کرتے ہوئے۔

مشق: (۱۹)

امثلۂ ذیل میں ما و لا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس کے عمل میں غور کر کے بتاؤ کہ کس مثال میں کونسی قسم ہے اور ترجمہ و ترکیب بھی کرو!

مَا هٰذَا بَشَرًا، لَا عَقْلَ لَهٗ، لَا دِيْنَارَ وَلَا دِرْهَمَ لِزَيْدٍ، لَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ، مَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ، مَا لَكُمْ عِنْدِيْ زَادٌ وَلَا رَاحِلَةٌ، لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا مُرُوْءَةَ لَهٗ، لَا فَقْرَ لِلْعَاقِلِ، لَا حُرْمَةَ لِلْفَاسِقِ، لَا رَاحَةَ لِلْحَسُوْدِ، لَا غَمَّ لِلْقَانِعِ، لَا كَرَامَةَ لِلْكَاذِبِ، مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ، يَوْمُ القِيَامَةِ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ، لَا مُرُوْءَةَ لِلْمَرْأَةِ الفَاسِقَةِ، لَا عَقْلَ لِلْكَافِرِ، لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهٗ، مَا هٰذَا قَوْلُ البَشَرِ، مَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ، لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ.

(۵) حروفِ ندا: وہ حروف ہیں جو کسی کو متوجّہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ یہ حروف "أَدْعُوْ" (بمعنی میں پکارتا ہوں) فعل کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اور وہ پانچ ہیں: يَا، أَيَا، هَيَا، أَيْ اور ہمزۂ مفتوحہ یعنی "أَ".

یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے: يَا عَبْدَ اللهِ. اور اسی طرح منادیٰ مشابہِ مضاف کو بھی نصب دیتے ہیں۔ جیسے: يَا طَالِعًا جَبَلًا: (اے کسی پہاڑ پر چڑھنے والے۔) اور اسی طرح نکرۂ غیر معینہ کو نصب دیتے ہیں، جیسے کوئی نابینا کہے: يَا رَجُلًا خُذْ بِيَدِيْ: (اے کوئی شخص! میرا ہاتھ پکڑ لے۔)

فائدہ: منادیٰ وہ اسم ہے جس پر حرفِ ندا داخل ہو۔

فائدہ: مشابہِ مضاف: وہ اسم ہے جو مضاف نہ ہو؛ لیکن مضاف کی طرح دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنیٰ مکمّل نہ ہوں۔

فائدہ: نکرۂ غیر معینہ وہ نکرہ ہے جو حرفِ ندا داخل ہونے کے باوجود معرفہ نہ بن سکے۔ جیسے ڈوبنے والا یا نابینا یا اندھیرے میں کوئی شخص کہے: يَا رَجُلًا.

یہ حروف منادیٰ مفرد معرفہ کو علامتِ رفع پر مبنی کرتے ہیں۔ علامتِ رفع تین ہیں: (۱) ضمہ، خواہ لفظی ہو، جیسے: يَا زَيْدُ، یا تقدیری، جیسے: يَا مُوْسٰى. (۲) الف، جیسے: يَازَيْدَانِ. (۳) واو، جیسے: يَا زَيْدُوْنَ.

جاننا چاہیے کہ أَيْ اور ہمزۂ مفتوحہ قریب کے لیے ہیں، اور أَيَا اور هَيَا دور کے لیے ہیں، اور يَا عام ہے، قریب اور بعید دونوں کے لیے آتی ہے۔

مشق: (۲۰)

ذیل کی مثالوں میں منادیٰ کی قسمیں بتاؤ اور ہر مثال کا ترجمہ وترکیب کرو!

يَا يَحْيٰ خُذِ الكِتَابَ بِقُوَّةٍ، يُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا، يَأَيُّهَا

الإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الكَرِيْمِ، يَا عَبْدَ اللهِ أَقِمِ الصَّلٰوةَ، يَا ذَا المَالِ! أَنْفِقْ مِنْ مَالِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، يَا أَيُّهَا الشَّابُّ اِغْتَنِمْ شَبَابَكَ، يَا ذَا الشَّيْبَةِ لَا تَذْهَلْ عَنِ المَوْتِ، أَيُّهَا الحَرِيْصُ اقْنَعْ؛ فَإِنَّ القَنَاعَةَ كَنْزٌ لَا يَفْنٰى، يَا هٰذَا لَا تَغْفُلْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ، يَا رَحْمٰنُ اِرْحَمْنَا، يَا ذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، يٰأَيُّهَا الكَافِرُوْنَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ، يٰآدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الجَنَّةَ، يَا جَاهِلًا اِجْهَدْ فِيْ طَلَبِ العِلْمِ، يَا مُتَعَلِّمًا رَاعِ أَدَبَ أُسْتَاذِكَ، تُوْبُوْا إِلَى اللهِ أَيُّهَا المُؤْمِنُوْنَ، أَيُّهَا العُلَمَاءُ أَخْلِصُوْا نِيَّاتِكُمْ فِيْ التَّعْلِيْمِ، يٰأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ، يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا، يَا أَيُّهَا الدَّاعِيْ لَا تَتَجَاوَزْ عَنِ الأَدَبِ فِيْ دُعَاءِكَ.

دوسری فصل: حروفِ عاملہ در فعلِ مضارع کے بیان میں

اور وہ دو قسم پر ہیں: (۱) حروفِ ناصبہ (۲) حروفِ جازمہ۔

(۱) حروفِ ناصبہ: وہ حروف ہیں جو فعلِ مضارع پر داخل ہو کر اس کو نصب دیتے ہیں۔ اور وہ چار ہیں: أَنْ، لَنْ، كَيْ، إِذَنْ۔[1]

(۱) أَنْ: یہ فعلِ مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے، اسی وجہ سے اس کو أَنْ مصدریہ کہتے ہیں۔ جیسے: أُرِيْدُ أَنْ تَقُوْمَ یعنی أُرِيْدُ قِيَامَكَ: (میں چاہتا ہوں کہ تم کھڑے ہو، یعنی میں تمہارا کھڑا ہونا چاہتا ہوں)

(۲) لَنْ: یہ فعلِ مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اور نفی کی تاکید

---

[1] فعل مضارع کا نصب کبھی فتحۂ لفظی کے ذریعے، کبھی فتحۂ تقدیری کے ذریعے اور کبھی نونِ اعرابی کے حذف کے ذریعے ہوگا، جیسے: "لَنْ يَضْرِبَ، لَنْ يَرْضٰى، لَنْ يَضْرِبَا، لَنْ يَضْرِبُوْا، لَنْ تَضْرِبِيْ"

کے لیے آتا ہے۔ جیسے: لَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ: (زید ہرگز نہیں نکلے گا)

(۳) كَيْ: بمعنی تاکہ۔ اس کا مابعد ماقبل کے لیے علت ہوتا ہے۔ جیسے: أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ: (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوجاؤں) اس مثال میں اسلام کے لیے جنت میں داخل ہونے کا قصد علت ہے۔ اس کو كَيْ تعلیلیہ کہتے ہیں[1]

(۴) إِذَنْ: بمعنی تب تو۔ یہ کسی شخص کے جواب میں بولا جاتا ہے۔ جیسے کوئی آپ سے کہے کہ: أَنَا آتِيكَ غَدًا: (میں کل تمہارے پاس آؤں گا) تو آپ اُس سے کہیں گے: إِذَنْ أُكْرِمَكَ: (تب تو میں آپ کا اکرام کروں گا) اس کو حرفِ جواب اور حرفِ جزاء کہتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ أَنْ چھ حروف کے بعد مقدّر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔

(۱) **حتّٰی حرفِ جر کے بعد، جیسے:** سِرْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ الْبَلَدَ: (میں چلا تاکہ شہر میں داخل ہوجاؤں) اور جیسے: لَأَسِيرَنَّ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ: (میں ضرور بالضرور چلوں گا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو)

(۲) **لامِ جحد کے بعد:** لامِ جحد وہ لام ہے جو كَانَ ناقصہ منفی کی تاکید کے لیے اس کی خبر پر آتا ہے۔ جیسے: مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ: (اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے)

(۳) **لامِ کَیْ کے بعد:** لامِ کَیْ وہ لام ہے جس کا مابعد ماقبل کے لیے علت ہو۔ جیسے: أَسْلَمْتُ لِأَدْخُلَ الْجَنَّةَ: (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوجاؤں)

---

[1] اس کے مابعد کے حصول کے لیے اس کا ماقبل مقصود ہوتا ہے، جیسا کہ مثالِ مذکور میں دخولِ جنّت کے لیے اسلام مقصود ہے۔ (جامع الدروس: ۲/۱۱۸)

فائدہ: لامِ جحد اور لامِ کَیْ میں فرق یہ ہے کہ لامِ جحد ہمیشہ کَانَ منفی کے بعد آتا ہے، بخلاف لامِ کَیْ کے۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ لامِ کَیْ معنیٰ تعلیل کے لیے آتا ہے، اگر لفظ سے ساقط ہوجائے تو معنی میں خلل واقع ہو۔ برخلاف لامِ جحد کے کہ وہ صرف نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے، اور اگر لفظ سے ساقط ہوجائے تو معنی میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔

(۴) اس "أَوْ" کے بعد جو "إِلیٰ أَنْ" یا "إِلَّا أَنْ" کے معنی میں ہو: جیسے: لَأَلْزَمَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ: (میں ضرور بالضرور تجھے لازم پکڑوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے دے) اس مثال میں "أَوْ" إِلٰی أَنْ کے معنی میں ہے۔ اور جیسے: لَأَصِيْدَنَّ الطَّائِرَ أَوْ يَطِيْرَ: (میں ضرور بالضرور پرندے کا شکار کروں گا؛ مگر یہ کہ وہ اُڑ جائے) اس مثال میں "أَوْ" إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہے۔

فائدہ: جب أَوْ کے بعد والا فعل آہستہ آہستہ حاصل ہو تو "أَوْ" إِلٰی أَنْ کے معنی میں ہوگا، جیسے پہلی مثال میں حق دینا۔ اور جب "أَوْ" کے بعد والا فعل ایک دم سے حاصل ہوجائے تو "أَوْ" إِلَّا أَنْ کے معنی میں ہوگا، جیسے دوسری مثال میں اُڑ جانا۔

(۵) واوِ صرف کے بعد: واوِ صرف وہ واو ہے جس کا مدخول اس چیز کے لوٹانے کی صلاحیت نہ رکھے جو معطوف علیہ پر داخل ہو۔ اس کو واوِ معیت بھی کہتے ہیں۔ جیسے:

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهٗ ☆ عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيْمٌ

ترجمہ: تو مت روک بُرے اخلاق سے ساتھ اس کے کہ تو ان کو کر رہا ہے، تیرے لیے بڑی شرم کی بات ہے جب تو ایسا کرے۔

اس شعر میں "وَتَأْتِيَ" کا واو واوِ صرف ہے، جو اپنے مدخول "تَأْتِيَ" پر لَا کے

داخل ہونے کو روکتا ہے۔

(۶) اس ''ف'' کے بعد جو چھ چیزوں کے جواب میں ہو:

(۱) امر جیسے: زُرْنِيْ فَأُكْرِمَكَ: تم میری ملاقات کرو کہ میں تمہارا اکرام کروں۔

(۲) نہی جیسے: لَا تَشْتِمْنِيْ فَأُهِيْنَكَ: تو مجھے گالی مت دے، کہ میں تجھے ذلیل کروں۔

(۳) نفی جیسے: مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا: آپ ہمارے پاس نہیں آتے، کہ آپ ہم سے بات کریں۔

(۴) استفہام جیسے: أَيْنَ بَيْتُكَ فَأَزُوْرَكَ: آپ کا گھر کہاں ہے؟ کہ میں آپ کی زیارت کروں۔

(۵) تمنّی جیسے: لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَ مِنْهُ: کاش کہ میرے لیے کچھ مال ہو، کہ میں اس میں سے خرچ کروں۔

(۶) عرض جیسے: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا: آپ ہمارے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے کہ آپ کوئی بھلائی پائیں۔

مشق: (۲۱)

امثلۂ ذیل میں ہر مضارع کا ناصب بتاؤ اور ہر مثال کا ترجمہ و ترکیب کرو!

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ، يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ، زُرْنِيْ فَأُكْرِمَكَ، مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ، أَقِمِ الصَّلٰوةَ فَتَدْخُلَ الجَنَّةَ، لَا تَعْصِ اللّٰهَ فَتُعَذَّبَ، لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَ مِنْهُ، أَيْنَ المَاءُ فَأَشْرَبَهُ، لَنْ يَدْخُلَ الجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ كِبْرٌ، أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا، يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ

اللهِ، لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهُ، يُرِيْدُ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا، لَأَجْتَهِدَنَّ فِيْ طَلَبِ العِلْمِ أَوْ أَفُوْزَ، أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَكُمْ، مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا، لَأَلْزَمَنَّكَ أَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ.

(۲) دوسری قسم حروفِ جازمہ: وہ حروف ہیں جو فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں[1] اور وہ پانچ ہیں: (۱) لَمْ (۲) لَمَّا (۳) لامِ امر (۴) لائے نہی (۵) إِنْ شرطیہ۔

(۱/۲) لَمْ اور لَمَّا: یہ دونوں فعلِ مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے: لَمْ يَنْصُرْ: (اس نے مدد نہیں کی) لَمَّا يَنْصُرْ: (اس نے اب تک مدد نہیں کی)

(۳) لامِ امر: وہ لام مکسور ہے جو فعل میں طلب کے معنی پیدا کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: لِيَنْصُرْ: (چاہیے کہ وہ مدد کرے)

(۴) لائے نہی: وہ لا ہے جو کسی فعل سے روکنے کو طلب کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: لَا تَنْصُرْ: (تو مدد مت کر)

(۵) إِنْ شرطیہ: یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

إِنْ مستقبل کے لیے آتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے: إِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) اور اس جگہ جزم تقدیری یعنی محلاً ہوگا، اس لیے کہ ماضی مبنی ہے، معرب نہیں ہے۔

اور جاننا چاہیے کہ جب شرط کی جزا جملۂ اسمیہ، امر، نہی یا دعاء ہو تو جزا پر ''فا''

---

[1] فعل مضارع کا جزم کبھی سکونِ لفظی کے ذریعے، کبھی حرفِ علت کے حذف کے ذریعے اور کبھی نونِ اعرابی کے حذف کے ذریعے ہوگا۔ جیسے: "لَمْ يَضْرِبْ، لَمْ يَغْزُ، لَمْ يَرْمِ، لَمْ يَخْشَ، لَمْ يَضْرِبَا، لَمْ يَضْرِبُوْا، لَمْ تَضْرِبِيْ".

داخل کرنا ضروری ہوگا۔ جیسے تم کہو گے: إِنْ تَأْتِنِيْ فَأَنْتَ مُكْرَمٌ: (اگر تم میرے پاس آؤ گے تو تمہارا اکرام کیا جائے گا۔) اور إِنْ رَأَيْتَ زَيْدًا فَأَكْرِمْهُ: (اگر تم زید کو دیکھو تو اس کا اکرام کرو۔) اور إِنْ أَتَاكَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ: (اگر عمرو تمہارے پاس آئے تو تم اس کی بے عزّتی مت کرو۔) اور إِنْ أَكْرَمْتَنِيْ فَجَزَاكَ اللهُ خَيْرًا: (اگر تم میرا اکرام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اچھّا بدلہ دے۔) ان تمام مثالوں میں جزا پر ''ف'' داخل ہے۔

مشق: (۲۲)

امثلۂ ذیل میں مضارع کے جازم بتاؤ! اور جزا پر جہاں فا داخل ہوئی ہے اس کی وجہ بھی بیان کرو!

إِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيْمٌ، إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ العَزِيْزُ الحَكِيْمُ، لَمَّا يَدْخُلِ الإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ، أُولٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا، إِنْ تَنْصُرُوْا اللهَ يَنْصُرْكُمْ، لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ الجَنَّةَ، أَصْلِحْ عَمَلَكَ تَدْخُلِ الجَنَّةَ، إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الأُمُوْرِ، إِنْ جَاءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، إِنْ تَكْفُرُوْا فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَإِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ، خَالِفْ نَفْسَكَ تَسْتَرِحْ.

* * *

دوسرا باب

افعال کے عمل کے بیان میں۔

جاننا چاہیے کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں ہے، فعل چاہے متصرف ہو یا غیر متصرف، تام ہو یا ناقص، بہر حال عمل کرتا ہے۔[1]

عمل کے اعتبار سے افعال دو قسم پر ہیں: (۱) فعلِ معروف۔ (۲) فعلِ مجہول۔

(۱) فعلِ معروف: وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف ہو، یعنی اس کا فاعل مذکور ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ.

(۲) فعلِ مجہول: وہ فعل ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو، یعنی اس کا فاعل مذکور نہ ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ.

فعلِ لازم: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے، اپنے وجود میں مفعولِ بہٖ کا محتاج نہ ہو۔ جیسے: ذَهَبَ زَیْدٌ، مَرِضَ زَیْدٌ (زید بیمار ہوا۔)

فعلِ متعدی: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو، بلکہ وہ اپنے وجود میں

---

[1] **فائدہ:** فعلِ متصرف وہ فعل ہے جس کے ماضی، مضارع اور امر کی تمام گردانیں آتی ہوں۔ جیسے: ضَرَبَ، نَصَرَ وغیرہ۔

فعلِ غیر متصرف: وہ فعل ہے جس کے ماضی، مضارع اور امر کی تمام گردانیں نہ آتی ہوں۔ جیسے: عَسٰی، سَاءَ، بِئْسَ، نِعْمَ، لَیْسَ، کَادَ وغیرہ۔ اس کو فعلِ جامد بھی کہتے ہیں۔

فعلِ تام: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا ہو جائے، فاعل کی خبر یعنی صفت بیان کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: خَرَجَ زَیْدٌ، نَصَرَ زَیْدٌ.

فعلِ ناقص: وہ فعل ہے جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو، بلکہ فاعل کی خبر یعنی صفت بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ جیسے: کَانَ زَیْدٌ غَنِیًّا، صَارَ زَیْدٌ فَقِیْرًا.

مفعولِ بہ کا بھی محتاج ہو۔ جیسے: لَقِيَ إِبْرَاهِيْمُ إِسْمَاعِيْلَ. (حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ سے ملے۔)

جاننا چاہیے کہ فعلِ معروف خواہ لازم ہو یا متعدی؛ فاعل کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: قَامَ زَيْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو. اور چھ اسم یعنی مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ معہ، مفعولِ لہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے۔

(۱) مفعولِ مطلق کو جیسے: قَامَ زَيْدٌ قِيَامًا: (زید واقعۃً کھڑا ہوا۔) اور ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرْبًا: (زید نے واقعۃً مارا۔)

(۲) مفعولِ فیہ کو جیسے: صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا۔) اور جَلَسْتُ فَوْقَكَ: (میں تمہارے اوپر بیٹھا۔)

(۳) مفعولِ معہٗ کو جیسے: جَآءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ أَيْ مَعَ الْجُبَّاتِ: (ٹھنڈی جبوں کے ساتھ آئی)

(۴) مفعولِ لہٗ کو جیسے: قُمْتُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ: (میں زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوا) اور ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا: (میں نے اس کو ادب سکھانے کے لیے مارا)

(۵) حال کو جیسے: جَآءَ زَيْدٌ رَاكِبًا: (زید سوار ہو کر آیا۔)

(۶) تمیز کو جب کہ فاعل کی طرف فعل کی نسبت میں کوئی پوشیدگی ہو۔ جیسے: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا: (زید نفس کے اعتبار سے پاکیزہ ہوا۔) زَادَكَ اللّٰهُ عِلْمًا (اللہ تعالیٰ تمہیں علم کے اعتبار سے بڑھائے۔)

رہا فعلِ متعدی تو وہ مفعولِ بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا. (زید نے عمرو کو مارا) اور یہ عمل فعلِ لازم کے لیے نہ ہوگا، اس لیے کہ فعلِ لازم کا مفعولِ بہ نہیں ہوتا۔

فصل: فاعل، مفاعیلِ خمسہ، حال اور تمیز کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی ایسا فعل (یا شبہِ فعل) ہو کہ اس فعل (یا شبہِ فعل) کی اسناد اس اسم کی طرف کی گئی ہو اور فعل (یا شبہِ فعل) اس اسم کے سہارے قائم بھی ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ میں "زَيْدٌ" فاعل ہے، اس لیے کہ "زَيْدٌ" سے پہلے "ضَرَبَ" فعل موجود ہے، اور ضَرَبَ فعل کی اسناد زَيْدٌ کی طرف کی گئی ہے، اور ضَرَبَ فعل زَيْدٌ کے سہارے قائم بھی ہے۔ (شبہِ فعل کی مثال: زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ (زید کہ اس کے والد مارنے والے ہیں)[1]

مفعولِ مطلق: وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کے معنی میں ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں "ضَرْبًا"۔ اور قُمْتُ قِيَامًا میں "قِيَامًا"۔[2]

مفعولِ فیہ: وہ اسم ہے جس میں فعلِ مذکور واقع ہو۔ مفعولِ فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں۔

ظرف دو قسم پر ہے: ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان۔

---

[1] کسی اسم کے فاعل بننے کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں: (۱) اس اسم سے پہلے فعل (یا شبہِ فعل) موجود ہو۔ (۲) اس اسم کی طرف فعل (یا شبہِ فعل) کی اسناد کی گئی ہو۔ (۳) فعل (یا شبہِ فعل) اس اسم کے سہارے قائم ہو۔ جب کسی اسم میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں گی تو وہ فاعل کہلائے گا۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ میں "زَيْدٌ" کہ اس میں تینوں باتیں پائی جا رہی ہیں اس لیے وہ فاعل کہلائے گا۔

اس کے برخلاف زَيْدٌ ضَرَبَ میں "زَيْدٌ" فاعل نہیں، اس لیے کہ پہلی شرط نہیں پائی گئی۔ اور ضَرَبْتُ زَيْدًا میں "زَيْدًا" فاعل نہیں، اس لیے کہ دوسری شرط نہیں پائی گئی۔ اور ضُرِبَ زَيْدٌ میں "زَيْدٌ" فاعل نہیں، اس لیے کہ تیسری شرط نہیں پائی گئی۔

[2] **فائدہ:** مفعولِ مطلق کی تین اغراض ہیں: (۱) تاکید پیدا کرنا۔ جیسے: ضَرَبْتُ زَيْدًا ضَرْبًا: (میں نے واقعی زید کو مارا) (۲) فعل کی نوعیت بیان کرنا۔ جیسے: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِي: (میں پڑھنے والے کی طرح بیٹھا) (۳) فعل کا عدد بیان کرنا۔ جیسے: جَلَسْتُ جَلْسَةً: (میں ایک مرتبہ بیٹھا۔)

ظرفِ زمان: وہ ظرف ہے جو فعل کے واقع ہونے کا زمانہ بتائے۔ جیسے: صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ میں "يَوْمَ الْجُمُعَةِ".

ظرفِ مکان: وہ ظرف ہے جو فعل کے واقع ہونے کی جگہ بتائے۔ جیسے: جَلَسْتُ عِنْدَكَ میں "عِنْدَكَ".

مفعولِ معہٗ: وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد واقع ہو۔ جیسے: جَآءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ، سِرْتُ وَالنِّيْلَ: (میں دریائے نیل کے ساتھ چلا)

مفعولِ لہٗ: وہ مصدر ہے جو دلالت کرے اس چیز پر جو فعلِ مذکور کا سبب ہو۔ جیسے: قُمْتُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ: (میں زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوا)

حال: وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعولِ بہ یا دونوں کی حالت بیان کرے۔ جیسے: جَآءَ زَيْدٌ رَاكِبًا میں "رَاكِبًا". اور ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا میں "مَشْدُوْدًا". (میں نے زید کو باندھ کر مارا۔) لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبَيْنِ میں "رَاكِبَيْنِ" (میں زید سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے۔)

ذوالحال: وہ اسم ہے جس کی حالت بیان کی جائے۔ جیسے مذکورہ مثالوں میں "زَيْدٌ" ذوالحال ہے، اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے، جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں "زَيْدٌ" معرفہ ہے۔ اور اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدّم کرنا واجب ہے۔ جیسے: جَآءَنِيْ رَاكِبًا رَجُلٌ: (میرے پاس ایک شخص سوار ہو کر آیا۔) اور کبھی حال جملہ بھی ہوتا ہے۔ جیسے: رَأَيْتُ الأَمِيْرَ وَهُوَ يَرْكَبُ: (میں نے امیر کو دیکھا اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔) اور رَأَيْتُ الأَمِيْرَ يَرْكَبُ: (میں نے امیر کو سوار ہوتے ہوئے

دیکھا۔)

تمیز: وہ اسم ہے جو عدد یا وزن یا پیمانہ یا پیمائش یا جملہ کی نسبت سے ابہام یعنی پوشیدگی دور کرے۔

عدد کی مثال، جیسے: عِنْدِيْ أَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا. (میرے پاس گیارہ درہم ہیں۔)

وزن کی مثال جیسے: عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا. (میرے پاس ایک رطل تیل ہے۔)

پیمانہ کی مثال جیسے: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز گیہوں ہیں۔)

پیمائش کی مثال جیسے: مَافِيْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا. (آسمان میں ہتھیلی کی مقدار بادل نہیں ہے۔)

نسبتِ جملہ کی مثال جیسے: طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اور زَادَكَ اللهُ عِلْمًا. (اللہ تمہیں علم کے اعتبار سے بڑھائے۔)

مفعولِ بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا میں "عَمْرًا".

جاننا چاہیے کہ یہ تمام منصوبات یعنی مفاعیلِ خمسہ، حال اور تمیز جملہ کے تمام ہونے کے بعد ہوتے ہیں، اور جملہ فعل اور فاعل سے پورا ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے کہتے ہیں: "اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَةٌ" منصوب زائد چیز ہے نہ مسند بنتا ہے نہ مسند الیہ۔

* * *

مشق:(۲۳)

(ا).....امثلۂ ذیل میں فاعل، تمام مفاعیل کی قسمیں، حال اور تمیز کو بتاؤ! نیز ہر مثال کی ترکیب وترجمہ کرو!

اُذْكُرُوْا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا، اِتَّقُوْا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ، لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الجَاهِلِيَّةِ الأُوْلٰى، بَشِّرْ نَفْسَكَ بِالظَّفَرِ بَعْدَ الصَّبْرِ، أُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ، سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ أَصِيْلاً، صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، يَنْصُرُكَ اللهُ نَصْرًا عَزِيْزًا، جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا، اِعْلَمُوْا أَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللهِ، طَلِّقْ دُنْيَاكَ فَإِنَّهَا زَانِيَةٌ، فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا، سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الجَنَّةِ زُمَرًا، صُمْتُ يَوْمَ الخَمِيْسِ طَلَبًا لِلثَّوَابِ، مِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ، لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ، أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً، هُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ، إِنِّيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا، لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ، أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا، جَاءُوْا أَبَاهُمْ عِشَآءً يَبْكُوْنَ، يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللهِ أَفْوَاجًا، جِئْتُهٗ يَوْمًا لِزِيَارَتِهٖ، إِنَّ اللهَ يُحِبُّ المُحْسِنِيْنَ، سَارَ بَكْرٌ سَيْرَ البَرِيْدِ، أَتَىٰ أَخُوْهُ بَاكِيًا، تَجَنَّبَ زَيْدٌ عَنْ عَمْرٍو مُعْرِضًا عَنْهُ، جَالَ الوَلِيْدُ جَوَلَانَ البَهَائِمِ، جَلَسَ السَّعِيْدُ جِلْسَةَ المُؤَدَّبِ، جَلَسَ خَالِدٌ مُتَّكِأً، جَلَسَ الرَّشِيْدُ أَمَامَ المَامُوْنِ، وَصَلَ زَيْدٌ مَدِيْنَةَ السَّلَامِ يَوْمَ السَّبْتِ.

(ب).....حکایاتِ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کرو اور ہر کلمہ کو سولہ اقسام میں سے بتاؤ کہ کونسی قسم ہے۔

حکایۃ: قِيْلَ لِمَعْرُوْفٍ فِيْ مَرَضِ مَوْتِهٖ: "أَوْصِ"، فَقَالَ: "إِذَا مِتُّ فَتَصَدَّقُوْا بِقَمِيْصِيْ، فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا عُرْيَانَ كَمَا دَخَلْتُهَا عُرْيَانَ."

حکایۃ: حُكِيَ عَنِ السَّرِيِّ أَنَّهٗ قَالَ: "مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً أَنَا فِيْ الِاسْتِغْفَارِ مِنْ قَوْلِيْ: "الحَمْدُ لِلّٰهِ" مَرَّةً، قِيْلَ: "وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟" فَقَالَ: "وَقَعَ بِبَغْدَادَ حَرِيْقٌ، فَلَقِيَنِيْ رَجُلٌ، فَقَالَ لِيْ: "نَجَا حَانُوْتُكَ،" فَقُلْتُ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ"، فَمُنْذُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً أَنَا نَادِمٌ عَلٰى مَا قُلْتُ، لِأَنِّيْ أَرَدْتُ لِنَفْسِيْ خَيْرًا مِمَّا حَصَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمُصِيْبَةِ."

حکایۃ: خَرَجَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَدْهَمَ يَوْمًا مُتَصَيِّدًا، فَأَثَارَ ثَعْلَبًا وَأَرْنَبًا وَهُوَ فِيْ طَلَبِهٖ، فَهَتَفَ بِهٖ هَاتِفٌ: "يَا إِبْرَاهِيْمُ ! أَ لِهٰذَا خُلِقْتَ؟"

فصل: فعل کو مذکر و مؤنث لانے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ فاعل دو قسم پر ہے: (۱) مظہر (۲) مضمر۔

(۱) مظہر: یعنی اسمِ ظاہر۔ اسمِ ظاہر سے مراد اسمِ ضمیر کے علاوہ تمام اسماء ہیں۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ، ضَرَبَ هٰذَا وغیرہ۔

(۲) مضمر: یعنی اسمِ ضمیر۔ ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم، مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر لفظاً، معنیً یا حکماً ہو چکا ہو۔

اسمِ ضمیر کی دو قسمیں ہیں: ضمیرِ بارز اور ضمیرِ مستتر۔

ضمیرِ بارز: وہ ضمیرِ مرفوع متصل ہے جو لفظوں میں ظاہر ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ

میں "تُ".

ضمیرِ مستتر: وہ ضمیرِ مرفوع متصل ہے جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو، جیسے: زَیْدٌ ضَرَبَ میں ضَرَبَ کا فاعل هُوَ کی ضمیر ہے جو ضَرَبَ میں مستتر ہے۔[1]

جاننا چاہیے کہ جب فاعل اسم ظاہر مؤنثِ حقیقی ہو یا مؤنث کی ضمیر ہو تو فعل میں علامتِ تانیث لازم ہوگی۔ جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ اور هِنْدٌ قَامَتْ. اور جیسے: تَقُوْمُ هِنْدٌ اور هِنْدٌ تَقُوْمُ.

اور جب فاعل اسمِ ظاہر مؤنثِ غیر حقیقی ہو یا اسمِ ظاہر جمع تکسیر ہو تو فعل کو مذکر ومؤنث دونوں طرح لانا جائز ہوگا۔ جیسے: طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ، یَطْلُعُ الشَّمْسُ اور تَطْلُعُ الشَّمْسُ. اور جیسے: قَالَ الرِّجَالُ اور قَالَتِ الرِّجَالُ. اور جیسے: یَقُوْلُ الرِّجَالُ اور تَقُوْلُ الرِّجَالُ.

دوسری قسم فعلِ مجہول: فعلِ مجہول وہ فعل ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف ہو اور اس کا فاعل مذکور نہ ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ. (زید مارا گیا) جُلِسَ أَمَامُكَ

---

[1] فائدہ: بارز اور مستتر کی تقسیم صرف ضمیر مرفوع متصل میں جاری ہوگی، نہ کہ ضمیر کی دیگر اقسام میں، چنانچہ ضمیر مرفوع منفصل، ضمیر منصوب اور ضمیر مجرور میں یہ تقسیم جاری نہ ہوگی۔

فائدہ: فعلِ ماضی کے واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب کے دو صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جب کہ ان کے بعد کوئی اسمِ ظاہر مسند الیہ نہ ہو۔ چنانچہ زَیْدٌ ضَرَبَ اور هِنْدٌ ضَرَبَتْ میں هُوَ اور هِيَ مستتر ہیں، اور ضَرَبَ زَیْدٌ اور ضَرَبَتْ هِنْدٌ میں کوئی ضمیر مستتر نہیں۔

اور فعلِ مضارع، امر اور نہی کے واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم ان پانچ صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ پہلے میں هُوَ، دوسرے میں هِيَ، تیسرے میں أَنْتَ، چوتھے میں أَنَا اور پانچویں میں نَحْنُ.

اور ماضی، مضارع، امر اور نہی کے مذکورہ صیغوں کے علاوہ ہر صیغہ میں کوئی نہ کوئی ضمیر بارز ہوگی۔ چنانچہ ماضی کے بارہ صیغوں میں اور مضارع وغیرہ کے نو۔نو صیغوں میں ضمیر بارز ہوگی۔

(تیرے سامنے بیٹھا گیا)

جاننا چاہیے کہ فعلِ مجہول فاعل کی جگہ مفعولِ بہ کو رفع دیتا ہے، اور بقیہ چھ اسم یعنی مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ معہٗ، مفعولِ لہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے۔ جیسے:

ضُرِبَ زَيْدٌ مَشْدُوْدًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيْرِ ضَرْبًا شَدِيْدًا فِيْ دَارِهٖ تَادِيْبًا وَالْخَشَبَةَ. (زید جمعہ کے دن امیر کے سامنے بندھا ہوا اس کے گھر میں ادب سکھانے کے لیے لکڑی کے ساتھ بہت مارا گیا)

فعلِ مجہول کو فعلِ مالم یُسَمَّ فاعلہٗ کہتے ہیں، یعنی ایسے مفعول کا فعل جس کا فاعل ذکر نہیں کیا گیا اور فعلِ مجہول کے مرفوع کو مفعولِ مالم یُسم فاعلہٗ کہتے ہیں، یعنی اس فعل کا مفعول جس کا فاعل ذکر نہیں کیا گیا اور اس کو نائبِ فاعل بھی کہتے ہیں۔

مشق: (۲۴)

ذیل کے جملوں میں فاعل کی قسمیں اور مفعولِ مالم یُسم فاعلہٗ کو بتاؤ! اور ہر جملہ کی ترکیب و ترجمہ کرو!

قَالَ نِسْوَةٌ، ضَمِنَ اللّٰهُ رِزْقَ كُلِّ أَحَدٍ، ضَاقَتِ الْأَرْضُ، كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ، يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ، أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ، اِقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ، خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا، ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا، يُرَدُّوْنَ إِلٰى أَشَدِّ الْعَذَابِ، يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ.

فصل: فعلِ متعدی کی اقسام میں

جاننا چاہیے کہ فعلِ متعدی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) **فعلِ متعدی بیک مفعول:** یعنی وہ فعل جس کو ایک مفعولِ بہ کی ضرورت

ہو۔ جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا.

(۲) فعلِ متعدی بدو مفعول ایک پر اکتفاء جائز: یعنی وہ فعل جس کو دو مفعولِ بہ کی ضرورت ہو اور ان میں سے ایک مفعولِ بہ پر اکتفاء جائز ہو۔ جیسے: أَعْطٰی اور وہ افعال جو اس کے معنی میں ہوں۔ جیسے: مَنَحَ: (اس نے دیا) كَسَا: (اس نے پہنایا) سَقٰی: (اس نے پلایا) وغیرہ۔ جیسے: أَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا: (میں نے زید کو درہم دیا) اور یہاں أَعْطَيْتُ زَيْدًا اور أَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بھی جائز ہے۔

(۳) متعدی بدو مفعول ایک مفعول پر اکتفاء ناجائز: یعنی وہ فعل جسے دو مفعولِ بہ کی ضرورت ہو اور ان میں سے ایک پر اکتفاء جائز نہ ہو۔ اور یہ افعالِ قلوب میں ہوگا۔

افعالِ قلوب وہ افعال ہیں جن کا تعلق دل سے ہو۔ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو مفعولِ بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔

یہ سات ہیں: (۱) عَلِمْتُ (۲) رَأَيْتُ (۳) وَجَدْتُ برائے یقین۔ (۴) خِلْتُ (۵) حَسِبْتُ (۶) ظَنَنْتُ برائے ظن۔ (۷) زَعَمْتُ برائے ظن ویقین۔ جیسے: عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلاً: (میں نے زید کو فاضل یقین کیا) اور ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا: (میں نے زید کو عالم گمان کیا)

(۴) متعدی بسہ مفعول: یعنی وہ فعل جس کو تین مفعولِ بہ کی ضرورت ہو۔ اور وہ سات ہیں: أَعْلَمَ، أَرٰى، أَنْبَأَ، أَخْبَرَ، خَبَّرَ، نَبَّأَ، حَدَّثَ. جیسے: أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلاً: (اللہ نے زید کو عمرو کا فاضل ہونا بتایا)

جاننا چاہیے کہ یہ تمام مفعولات مفعولِ بہ ہیں، لیکن بابِ علمتُ کے دوسرے مفعول کو، بابِ اعلمتُ کے تیسرے مفعول کو، مفعولِ لہٗ اور مفعولِ معہٗ کو فاعل کی جگہ نہیں رکھ سکتے، یعنی نائب فاعل نہیں بنا سکتے۔ اور ان چار کے علاوہ دوسرے مفاعیل کو فاعل

کی جگہ رکھ سکتے ہیں۔ جیسے: عُلِمَ زَيْدٌ فَاضِلًا: (زید فاضل یقین کیا گیا) اور أُعْلِمَ زَيْدٌ عَمْرًا فَاضِلًا: (زید کو عمرو کا فاضل ہونا بتایا گیا) اور أُعْلِمَ عَمْرٌو فَاضِلًا: (عمرو کا فاضل ہونا بتایا گیا) اسی طرح مفعولِ مطلق اور مفعولِ فیہ کو بھی نائب فاعل بنا سکتے ہیں۔ جیسے: فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ: (جب صور میں ایک مرتبہ پھونکا جائے گا) اور جیسے: صِيْمَ رَمَضَانُ: (رمضان کا روزہ رکھا گیا) اور بابِ أَعْطَيْتُ میں دوسرے مفعول کے مقابلہ میں پہلا مفعول نائب فاعل بنانے کے زیادہ لائق ہے۔ چنانچہ أُعْطِيَ زَيْدٌ دِرْهَمًا بہتر ہے أُعْطِيَ دِرْهَمٌ زَيْدًا سے۔

مشق: (۲۵)

امثلۂ ذیل میں فعلِ متعدی کی قسمیں اور اس کے مفعول بتاؤ!

لَا تَحْسَبَنَّ اللهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ، وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَى الكِتَابَ، وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا، رَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللهِ أَفْوَاجًا، اللهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهُ، ظَنَّ زَيْدٌ بَكْرًا عَالِمًا، اِتَّخَذَ اللهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا، كَذَّبَتْ عَادُ المُرْسَلِيْنَ، رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ، لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتًا، يَحْسَبُوْنَ الأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا، يُرِيْهِمُ اللهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ، رَأَيْتُ بَكْرًا فَاضِلًا، زَعَمْتُهُ جَاهِلًا، أَرَاكَ صَائِمًا، أَخَالُ أَنَّكَ مَرِيْضٌ، لَا تَحْسِبُوْنِيْ كَاذِبًا، أُوْتِيَ مُوْسَى الكِتَابَ، أُعْطِيَ زَيْدٌ ثَوْبًا، وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا.

* * *

فصل: افعالِ ناقصہ کے بیان میں

افعالِ ناقصہ: وہ افعال ہیں جو اپنی صفت کے علاوہ فاعل کو ایک مخصوص صفت کے ساتھ ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ افعالِ ناقصہ سترہ ہیں: كَانَ، صَارَ، ظَلَّ، بَاتَ، أَصْبَحَ، أَضْحٰى، أَمْسٰى، عَادَ، اٰضَ، غَدَا، رَاحَ، مَازَالَ، مَا انْفَكَّ، مَا بَرِحَ، مَا فَتِيَ، مَادَامَ، لَيْسَ.

یہ افعال صرف فاعل سے تمام نہیں ہوتے؛ بلکہ ایک خبر کے بھی محتاج ہوتے ہیں، اسی سبب سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں، اور مسند یعنی خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا: (زید کھڑا تھا) مرفوع یعنی "زَيْدٌ" کو كَانَ کا اسم کہیں گے، اور منصوب یعنی "قَائِمًا" کو كَانَ کی خبر کہیں گے۔ اور باقی افعال کو اس پر قیاس کریں۔

جاننا چاہیے کہ ان میں سے بعض افعال بعض احوال میں صرف فاعل سے تمام ہوجاتے ہیں۔ جیسے: كَانَ مَطَرٌ: (بارش ہوئی) یہاں "كَانَ" حَصَلَ کے معنی میں ہے، اور اس کو كَانَ تامہ کہیں گے۔

اور کبھی كَانَ زائدہ بھی ہوتا ہے۔ كَانَ زائدہ وہ كَانَ ہے کہ اگر اس کو لفظ سے حذف کردیں تو معنی میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ جیسے: مَا كَانَ أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ: (اگلے لوگوں کا علم کس قدر صحیح تھا) یہاں "مَا" تعجبیہ اور فعل کے درمیان كَانَ زائد ہے۔ بمعنی: مَا أَصَحَّ عِلْمَ مَنْ تَقَدَّمَ.

فصل: افعالِ مقاربہ کے بیان میں

افعالِ مقاربہ: وہ افعال ہیں جو خبر کو فاعل سے قریب کرنے کے لیے وضع کیے

گئے ہوں۔افعالِ مقاربہ چار ہیں: عَسٰی، کَادَ، کَرَبَ، أَوْشَكَ.

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور کَانَ کی طرح اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔مگر یہ کہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوگی کبھی أَنْ مصدریہ کے ساتھ، جیسے: عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَخْرُجَ: (امید ہے کہ زید نکلے) اور کبھی بغیر أَنْ کے، جیسے: عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ.[1]

اور مناسب ہے کہ فعلِ مضارع أَنْ کے ساتھ عَسٰی کا فاعل ہو اور خبر کی ضرورت پیش نہ آئے۔جیسے: عَسٰی أَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ، اس کو عَسٰی تامّہ کہیں گے۔ اس مثال میں أَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ مصدر کے معنی میں ہے اور عَسٰی کا فاعل ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

مشق: (۲۶)

ذیل کے جملوں میں افعال کے اسم وخبر بتاؤ! اور افعالِ مقاربہ کے اسم وخبر کو بھی بیان کرو! اور ہر جملہ کی ترکیب وترجمہ کرو!

کَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا، أَصْبَحَ زَیْدٌ ذَاکِرًا، مَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ،

---

[1] فائدہ: افعالِ مقاربہ تین معنی کے لیے استعمال ہوتے ہیں: (۱) امید کے لیے۔یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فاعل کے لیے خبر ثابت ہونے کی امید ہے۔اس معنی کے لیے عَسٰی، حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ ہیں، اِن کو افعالِ رجاء بھی کہتے ہیں۔جیسے: عَسٰی زَیْدٌ أَنْ یَخْرُجَ: (امید ہے کہ زید نکلے) (۲) قرب بتانے کے لیے، یعنی یہ بتانے کے لیے کہ خبر کا ثبوت اسم کے لیے قریب ہے۔اس معنی کے لیے کَادَ، کَرَبَ اور أَوْشَكَ ہیں۔کَادَ القِطَارُ یَتَأَخَّرُ: (قریب ہے کہ گاڑی مؤخر ہو جائے) (۳) شروع فی الفعل کے لیے، یعنی یہ بتانے کے لیے کہ فاعل نے فعل شروع کر دیا۔اس معنی کے لیے جَعَلَ، بَدَأَ اور أَخَذَ وغیرہ ہیں، ان کو افعالِ شروع بھی کہتے ہیں۔جیسے: جَعَلَ زَیْدٌ یَخْرُجُ، (زید نکلنے لگا) أَخَذَ زَیْدٌ یَخْرُجُ: (زید نے نکلنا شروع کر دیا۔)

وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الخَاسِرِيْنَ، كُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، لَا تَكُنْ مِّنَ القَانِطِيْنَ، عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا، إِنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا، كُوْنُوْا أَنْصَارَ اللهِ، أَصْبَحُوْا نَادِمِيْنَ، أَمْسٰى زَيْدٌ قَارِئًا، لَيْسَ عَلَى الأَعْمٰى حَرَجٌ، لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ، لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ، أَصْبَحْتُمْ مِّنَ الخَاسِرِيْنَ، عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِنْهُمْ، عَسٰى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ، لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا، وَمَا كَانُوْا أَوْلِيَاءَهٗ، أَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْوَانًا، لَنْ أَبْرَحَ الأَرْضَ، ظَلَّ زَيْدٌ مُصَلِّيًا، يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا، ظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ، لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا أَحَدٌ، يَكَادُ زَيْدٌ أَنْ يَجِيْئَ، طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الجَنَّةِ، يُوْشِكُ زَيْدٌ أَنْ يَدْخُلَ المَسْجِدَ، عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ، مَا زَالَ عَمْرٌو فَاضِلًا، اِجْلِسْ مَا دَامَ زَيْدٌ قَائِمًا، مَا زِلْتُ قَاعِدًا، مَا انفَكَّ غُلَامُ بَكْرٍ مُطِيْعًا، لَا تَفْتَؤُ ذَاكِرًا.

فصل: افعالِ مدح وذم کے بیان میں

افعالِ مدح وذم: وہ افعال ہیں جو تعریف یا بُرائی ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ یہ چار ہیں: (۱)نِعْمَ (۲)حَبَّذَا یہ دونوں تعریف کے لیے۔ (۳)بِئْسَ (۴)سَاءَ یہ دونوں بُرائی کے لیے۔

ان افعال کے فاعل کے بعد جو اسم آتا ہے اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (زید اچھّا آدمی ہے۔) اس مثال میں "الرَّجُلُ" فاعل، اور "زَيْدٌ" مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر ہے۔

نِعْمَ، بِئْسَ اور سَاءَ کے فاعل کے لیے تین شرطوں میں سے ایک شرط

ضروری ہے:

(۱) یا تو فاعل معرف باللام ہو۔ جیسے: نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ: (زید اچھّا آدمی ہے) بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ اور سَاءَ الرَّجُلُ زَیْدٌ: (زید بُرا آدمی ہے۔)

(۲) یا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ: (زید قوم کا اچھّا ساتھی ہے) بِئْسَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ، سَاءَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ: (زید قوم کا بُرا ساتھی ہے۔)

(۳) یا فاعل ایسی ضمیرِ مستتر ہو جس کی تمیز نکرۂ منصوبہ لائی گئی ہو۔ جیسے: نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ: (زید مرد ہونے کے اعتبار سے اچھّا ہے) اس مثال میں نِعْمَ کا فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے جو نِعْمَ میں مستتر ہے اور رَجُلًا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اس لیے کہ ھُوَ مبہم ہے یعنی اس میں پوشیدگی ہے۔ اور بِئْسَ رَجُلًا زَیْدٌ اور سَاءَ رَجُلًا زَیْدٌ: (زید مرد ہونے کے اعتبار سے بُرا ہے)

اور رہا حَبَّذَا تو اس میں حَبَّ فعلِ مدح ہے اور اس کا فاعل ہمیشہ "ذَا" ہوگا۔ جیسے: حَبَّذَا زَیْدٌ: (زید اچھّا مرد ہے) اس میں حَبَّ فعلِ مدح، ذَا اس کا فاعل اور زَیْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔[۱]

---

[۱] فائدہ: جاننا چاہیے کہ حَبَّذَا کے مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد ایسی تمیز یا حال واقع ہوتے ہیں جو واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں مخصوص بالمدح کے مطابق ہوتے ہیں۔ جیسے: (۱) حَبَّذَا رَجُلًا زَیْدٌ (زید مرد ہونے کے اعتبار سے کتنا اچھّا ہے) (۲) حَبَّذَا رَاکِبًا زَیْدٌ. (زید سوار ہونے کی حالت میں کتنا اچھّا ہے) (۳) حَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلًا. (۴) حَبَّذَا زَیْدٌ رَاکِبًا. (۵) حَبَّذَا رَجُلَیْنِ الزَّیْدَان. (۶) حَبَّذَا رَاکِبَیْنِ الزَّیْدَانِ. (۷) حَبَّذَا الزَّیْدَانِ رَجُلَیْنِ. (۸) حَبَّذَا الزَّیْدَانِ رَاکِبَیْنِ. (۹) حَبَّذَا رِجَالَانِ الزَّیْدُوْنَ. (۱۰) حَبَّذَا رَاکِبِیْنَ الزَّیْدُوْنَ. (۱۱) حَبَّذَا الزَّیْدُوْنَ رِجَالًا. (۱۲) حَبَّذَا الزَّیْدُوْنَ رَاکِبِیْنَ. اور اسی طرح مؤنث کی بارہ مثالیں۔

فصل: افعالِ تعجب کے بیان میں

افعالِ تعجب: وہ افعال ہیں جو تعجب ثابت کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں، ہر مصدرِ ثلاثی مجرّد سے (جو کہ رنگ اور عیبِ ظاہری کے معنیٰ میں نہ ہو اُس سے) افعالِ تعجب کے دو صیغے آتے ہیں۔

(۱) مَا أَفْعَلَهُ: جیسے: مَا أَحْسَنَ زَيْدًا: (زید کس قدر حسین ہے) اس کی تقدیر: أَيُّ شَيْءٍ أَحْسَنَ زَيْدًا ہے۔ (کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا۔)

اس میں "مَا" بمعنی أَيُّ شَيْءٍ مبتدا ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے، اور "أَحْسَنَ زَيْدًا" پورا جملہ مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے، اور أَحْسَنَ کا فاعل هُوَ کی ضمیر ہے جو أَحْسَنَ میں مستتر ہے اور مَا کی طرف لوٹ رہی ہے، اور "زَيْدًا" مفعولِ بہ ہے۔

(۲) أَفْعِل به: جیسے: أَحْسِنْ بِزَيْدٍ: (زید کس قدر حسین ہے) اس کی تقدیر: أَحْسَنَ زَيْدٌ یعنی صَارَ زَيْدٌ ذَا حُسْنٍ ہے، (زید حسن والا ہوا۔)

اس میں "أَحْسِنْ" صیغۂ امر بمعنی خبر فعل ماضی ہے، اور "ب" زائدہ ہے، "زَيْدٌ" أَحْسِنْ بمعنی أَحْسَنَ کا فاعل ہے جو لفظاً مجرور معنیً مرفوع ہے۔

مشق: (۲۷)

امثلۂ ذیل میں افعالِ مدح وذم اور افعالِ تعجب کو بتاؤ اور ترکیب وترجمہ کرو!

نِعْمَ العَبْدُ أَيُّوْبُ، نِعْمَتِ الصَّلٰوةُ هٰذِهٖ، بِئْسَ المِهَادُ جَهَنَّمُ، أَبْصِرْ بِهٖ وَأَسْمِعْ، مَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، مَا أَحْسَنَ الدِّيْنَ وَالدُّنْيَا إِذَا اجْتَمَعَا، سَاءَ الرَّجُلُ تَارِكُ الصَّلٰوةِ، بِئْسَ العَبْدُ عَبْدٌ طَغَا، بِئْسَتِ المَرْأَةُ نَاشِزَةً

الزَّوْجِ، حَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا، مَا أَحْلَمَ زَيْدًا، مَا أَقْنَعَ عَمْرًا، نِعْمَ العَابِدُ زَيْدٌ، نِعْمَتِ الشَّابَّةُ هِنْدٌ، بِئْسَ العَالِمُ غَيْرُ عَامِلٍ بِعِلْمِهٖ، بِئْسَ مَثْوَى المُتَكَبِّرِيْنَ، نِعْمَ المَاهِدُوْنَ، سَاءَتِ المَرْأَةُ حَرِيْصَةُ المَالِ.

تیسرا باب

اسماءِ عاملہ کے عمل کے بیان میں۔

اسماءِ عاملہ کی گیارہ قسمیں ہیں۔

(۱) **اسماءِ شرطیہ بمعنی إِنْ:** اور وہ نو ہیں: (۱) مَنْ (۲) مَا (۳) أَيْنَ (۴) مَتٰى (۵) أَيٌّ (۶) أَنّٰى (۷) إِذْمَا (۸) حَيْثُمَا (۹) مَهْمَا.

یہ اسماء دو فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ جیسے: مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ. (جسے تو مارے گا اُسے میں ماروں گا)

(۱) مَنْ: یہ اکثر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ: (جسے تو مارے گا اُسے میں ماروں گا)

(۲) مَا: یہ اکثر غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ. (جو کچھ تو کرے گا وہ میں کروں گا)

(۳) أَيْنَ: یہ مکان پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ: (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا)

(۴) مَتٰى: یہ زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: مَتٰى تَقُمْ أَقُمْ: (جب تو کھڑا ہوگا تب میں کھڑا ہوں گا)

(۵) أَيٌّ: یہ اپنے مضاف الیہ کے اعتبار سے ذوی العقول، غیر ذوی

العقول، مکان اور زمان پر دلالت کرتا ہے، جیسے: أَيَّ رَجُلٍ تَضْرِبْ أَضْرِبْ، أَيَّ شَيْءٍ تَاكُلْ اٰكُلْ، أَيَّ مَكَانٍ تَجْلِسْ أَجْلِسْ، أَيَّ وَقْتٍ تَقُمْ أَقُمْ.

(۶) أَنّٰى: یہ مکان پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: أَنّٰى تَكْتُبْ أَكْتُبْ: (جہاں تو لکھے گا وہاں میں لکھوں گا)

(۷) إِذْمَا: یہ وقت پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: إِذْ مَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ: (جب تو سفر کرے گا تب میں سفر کروں گا)[1]

(۸) حَيْثُمَا: یہ جگہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: حَيْثُمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ: (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا)

(۹) مَهْمَا: یہ غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جیسے: مَهْمَا تَفْعَلْ أَفْعَلْ: (تو جو کچھ کرے گا وہ میں کروں گا) اور کبھی زمانہ پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے: مَهْمَا تَقْعُدْ أَقْعُدْ (جب تو بیٹھے گا تب میں بیٹھوں گا)[2]

(۲) اسماءِ افعال بمعنی ماضی: وہ اسماء ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں ہوں۔ جیسے: هَيْهَاتَ: (وہ بہت دور ہوا) شَتَّانَ: (وہ بہت جدا ہوا) سَرْعَانَ: (اس نے

---

[1] فائدہ: "إِذْمَا" راجح قول پر حرف ہے، بمعنی (إِنْ) جیسے: إِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ: (اگر تو سفر کرے گا تو میں کروں گا) اور "إِذْمَا" مرجوح قول کے مطابق ظرف ہے، بمعنی (مَتٰى) جیسے: إِذْمَا تُسَافِرْ أُسَافِرْ: (جب تو سفر کرے گا تو میں کروں گا) اس قول کے مطابق ہمارے مصنّف رحمۃ اللہ علیہ نے "إِذْمَا" کو اسماءِ شرطیہ میں ذکر فرمایا ہے۔

[2] فائدہ: ان میں سے مَنْ، مَا، مَتٰى، أَيْنَ، أَيٌّ، أَنّٰى، اور مَهْمَا استفہام کے لیے بھی آتے ہیں، اس وقت یہ صرف ایک جملہ پر داخل ہوں گے اور عمل نہیں کریں گے۔ جیسے: مَنْ يَقْرَأُ؟ کون پڑھتا ہے؟ مَا تَأْكُلُ؟ تو کیا کھاتا ہے؟ أَيْنَ تَمْشِيْ؟ تو کہاں چلتا ہے؟ مَتٰى تُسَافِرُ؟ تو کب سفر کرے گا؟ أَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ؟ تو کیا چیز چاہتا ہے؟ أَنّٰى لَكَ هٰذَا؟ یہ تیرے لیے کہاں سے ہے؟ مَهْمَا لِيْ؟ مجھے کیا ہو گیا؟

بہت جلدی کی) یہ اسماء اسم کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں۔ جیسے: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ، أَيْ: بَعُدَ: (عید کا دن بہت دور ہوا)

(۳) اسماءِ افعال بمعنی امر حاضر: وہ اسماء ہیں جو امر حاضر کے معنی میں ہوں۔ جیسے: رُوَيْدَ: (تو مہلت دے) بَلْهَ: (تو چھوڑ دے) حَيَّهَلَ: (تو آ، متوجّہ ہو) عَلَيْكَ: (تو لازم پکڑ) دُوْنَكَ: (پکڑ) هَا: (پکڑ) یہ اسماء اسم کو مفعولِ بہ ہونے کی بنا پر نصب دیتے ہیں۔ جیسے: رُوَيْدَ زَيْدًا أَيْ أَمْهِلْهُ: (تو زید کو مہلت دے)

مشق: (۲۸)

امثلۂ ذیل کی ترکیب وترجمہ کرو، شرط وجزا بتاؤ! اسماءِ شرطیہ کا عمل بتاؤ اور اسماءِ افعال کی اقسام بتاؤ!

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، مَنْ يُّؤْتَ الحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا، مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ، مَنْ كَثُرَ كَلَامُهٗ كَثُرَ خَطَأُهٗ، مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيْهَا، مَنْ أَبْصَرَ عَيْبَ نَفْسِهٖ شُغِلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهٖ، مَنْ قَنِعَ شَبِعَ، مَنْ سَكَتَ سَلِمَ، مَتٰى تَعْصِ اللهَ يَسْوَدَّ قَلْبُكَ، أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ، أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ المَوْتُ، حَيْثُمَا تَذْهَبُوْا يَعْلَمْكُمُ اللهُ، مَهْمَا تَخْفَوْا يُحْضِرْكُمُ اللهُ، حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ، أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ، أَنّٰى لَكِ هٰذَا، أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ، أَيَّ شَيْءٍ تَشْتَهِيْ، عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ، شَتَّانَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو، حَيَّهَلَ الصَّلٰوةَ.

(۴) اسمِ فاعل: اسمِ فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلا ہو اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنیٔ مصدری بطورِ حدوث (یعنی تینوں زمانوں میں سے

ایک زمانہ میں) قائم ہوں۔ جیسے: ضَارِبٌ. مارنے والا۔

اسمِ فاعل دو شرطوں کے ساتھ فعلِ معروف کا عمل کرتا ہے۔ یعنی لازم ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع اور چھ اسم مفعولِ مطلق، مفعولِ فیہ، مفعولِ لہٗ، مفعولِ معہٗ، حال اور تمیز کو نصب دیتا ہے، اور متعدی ہونے کی صورت میں فاعل کو رفع اور سات اسموں کو نصب دیتا ہے۔

شرط (۱): اسمِ فاعل حال یا استقبال کے معنی میں ہو، ماضی کے معنیٰ میں نہ ہو۔

شرط (۲): اسمِ فاعل نے چھ لفظوں میں سے کسی ایک لفظ پر اعتماد کیا ہو، یعنی اسمِ فاعل کا اس سے تعلق ہو۔

یا تو وہ لفظ مبتدا ہو۔ جیسے لازم میں اس کی مثال: زَيْدٌ قَائِمٌ أَبُوْهُ: (زید کہ اس کے والد کھڑے ہیں) اور متعدی میں اس کی مثال: زَيْدٌ ضَارِبٌ أَبُوْهُ عَمْرًا: (زید کہ اس کے والد عمرو کو مار رہے ہیں)

یا وہ لفظ موصوف ہو، جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ أَبُوْهُ بَكْرًا: (میں اس شخص کے پاس سے گذرا جس کے والد بکر کو مار رہے ہیں۔)

یا وہ لفظ اسمِ موصول ہو۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَائِمُ أَبُوْهُ: (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد کھڑے ہیں۔)

یا وہ لفظ ذوالحال ہو، جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهُ فَرَسًا: (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہو رہا ہے۔)

یا وہ لفظ حرفِ استفہام ہو۔ جیسے: أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا؟ (کیا زید عمرو کو مار رہا ہے؟)

یا وہ لفظ حرفِ نفی ہو۔ جیسے: مَا ضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا: (زید عمرو کو مارنے والا نہیں ہے۔)

جو عمل کہ قَامَ اور ضَرَبَ کرتے تھے وہی عمل قَائِمٌ اور ضَارِبٌ کرتے ہیں۔
جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ أَخُوْهُ غَدًا قِيَامَ الْجُنْدِيِّ نَشِيْطًا وَصَدِيْقَهُ إِكْرَامًا لِزَيْدٍ: (زید کہ اس کا بھائی آئندہ کل سپاہی کی طرح چست ہونے کی حالت میں اپنے دوست کے ساتھ زید کے اکرام کے لیے کھڑا ہوگا) اور جیسے: زَيْدٌ ضَارِبٌ أَخُوْهُ عَمْرًا غَدًا ضَرْبًا شَدِيْدًا مَشْدُوْدًا تَأْدِيْبًا وَالْخَشَبَةَ: (زید کہ اس کا بھائی عمرو کو آئندہ کل باندھ کر ادب سکھانے کے لیے لکڑی سے بہت مارے گا)[1]

(۵) اسمِ مفعول: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلا ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو۔ جیسے: مَضْرُوْبٌ: (مارا ہوا) مُعْطًى: (دیا ہوا) مَعْلُوْمٌ: (جانا ہوا) مُخْبَرٌ: (خبر دیا ہوا)

اسمِ مفعول فعلِ مجہول کا عمل کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع اور بقیہ چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔

اسمِ مفعول کے عمل کے لیے بھی دو شرطیں ہیں:

شرط (۱): اسمِ مفعول حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

شرط (۲): اس نے مذکورہ چھ لفظوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہو، یعنی اسمِ مفعول کا اس لفظ سے تعلق ہو۔ مبتدا کی چار مثالیں جیسے: زَيْدٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ: (زید کہ اس کے والد مارے جائیں گے) اور جیسے: عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهُ دِرْهَمًا: (عمرو کہ اس کے غلام کو ایک درہم دیا جائے گا) اور جیسے: بَكْرٌ مَعْلُوْمٌ ابْنُهُ فَاضِلًا: (بکر کہ اس کے بیٹے کو فاضل یقین کیا جائے گا) اور جیسے: خَالِدٌ مُخْبَرٌ ابْنُهُ

---

[1] فائدہ: یہ دونوں شرطیں فاعلِ ظاہر اور مفعولِ بہ منصوب میں اسمِ فاعل کے عمل کے لیے ہیں؛ ورنہ فاعلِ مضمر خواہ بارز ہو یا مستتر اور دیگر معمولات میں عمل کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔
(النحو الوافي: ۳ / ۲٤۷، المسألة : ۱۰۲)

عَمْرًا فَاضِلاً: (خالد کہ اس کے بیٹے کو عمرو کے فاضل ہونے کی خبر دی جائے گی)[1]

جو عمل کہ ضُرِبَ، أُعْطِيَ، عُلِمَ اور أُخْبِرَ کرتے تھے وہی عمل مَضْرُوْبٌ، مُعْطًى، مَعْلُوْمٌ اور مُخْبَرٌ کرتے ہیں۔

(۶) صفت مشبہہ: وہ اسم ہے جو فعلِ لازم سے مشتق ہو اور ایسی ذات کے لیے موضوع ہو جس کے ساتھ معنیٰ مصدری بطورِ ثبوت (تینوں زمانوں سے قطع نظر کرتے ہوئے) قائم ہوں۔ جیسے: حَسَنٌ: (اچھا، خوبصورت۔)

صفت مشبہہ اپنے فعل کا عمل کرتی ہے بشرطیکہ مذکورہ چھ الفاظ میں سے پانچ پر اعتماد کرے۔

اعتماد بر مبتدا کی مثال، جیسے: زَيْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ: (زید کہ اس کا غلام حسین ہے)

اعتماد بر موصوف کی مثال: جَآءَنِيْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ.

اعتماد بر ذوالحال کی مثال: جَآءَنِيْ زَيْدٌ حَسَنًا غُلَامُهُ.

اعتماد بر ہمزۂ استفہام کی مثال: أَحَسَنٌ زَيْدٌ؟ (کیا زید حسین ہے؟)

اعتماد بر حرفِ نفی کی مثال: مَا حَسَنٌ زَيْدٌ: (زید حسین نہیں ہے)

جو عمل کہ حَسُنَ فعلِ لازم کرتا تھا یعنی ایک اسم کو رفع اور چھ اسماء کو نصب، وہی عمل حَسَنٌ کرتا ہے۔[2]

---

[1] اِسی قیاس پر موصوف، اسمِ موصول، ذوالحال، حرفِ استفہام اور حرفِ نفی پر اعتماد کی مثالیں بنائی جاسکتی ہیں۔

[2] فائدہ: صفتِ مشبہہ اپنے فعل کی بہ نسبت ایک عمل زائد کرتی ہے اور وہ ہے مشابہ بالمفعول بہ کو نصب دینا۔ جیسے: زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهُ.

صفتِ مشبہہ چونکہ دوام پر دلالت کرتی ہے اِس لیے اُس کے عمل کے لیے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا شرط نہیں ہے۔ نیز چونکہ صفتِ مشبہہ کے شروع میں الف لام بمعنی اَلَّذِيْ نہیں ہوتا اس لیے اس میں اعتماد بر موصول کی مثال بھی نہیں بن سکتی۔

(۷) اسمِ تفضیل: وہ اسم ہے جو مصدر سے نکلے اور ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں معنیٔ مصدری دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی کے ساتھ پائے جائیں۔ جیسے: أَضْرَبُ: (زیادہ مارنے والا دوسرے کے مقابلہ میں) أَكْبَرُ: (زیادہ بڑا دوسرے کے مقابلہ میں)

اسمِ تفضیل کا استعمال تین طرح ہوتا ہے:

(۱) مِنْ کے ساتھ۔ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو: (زید عمرو سے بہتر ہے)

(۲) الف لام کے ساتھ۔ جیسے: جآءَنِيْ زَيْدُنِ الأَفْضَلُ. (میرے پاس بہتر زید آیا۔)

(۳) اضافت کے ساتھ۔ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ: (زید قوم میں سب سے بہتر ہے۔)

اسمِ تفضیل اپنے فاعل میں عمل کرتا ہے اور وہ اکثر هُوَ کی ضمیر ہوتی ہے جو اسمِ تفضیل میں مستتر ہوتی ہے۔ اسی طرح اسمِ تفضیل مفعولِ فیہ، مفعولِ لہٗ، حال، تمیز اور جار مجرور میں بھی عمل کرتا ہے۔ جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ الْقَوْمِ الْيَوْمَ: (زید آج قوم میں سب سے بہتر ہے۔) اور جیسے: زَيْدٌ أَسْعىٰ مِنْكَ طَلَبًا لِلْعِلْمِ: (زید علم طلب کرنے کے لیے تجھ سے زیادہ کوشش کرنے والا ہے) اور جیسے: زَيْدٌ أَحْسَنُ رَاكِبًا مِنْ عَمْرٍو: (زید سوار ہونے کی حالت میں عمرو سے زیادہ حسین ہے۔) اور جیسے: زَيْدٌ أَطْيَبُ نَفْسًا مِنْ عَمْرٍو: (زید نفس کے اعتبار سے عمرو سے زیادہ پاک ہے۔) اور جیسے: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو: (زید عمرو سے بہتر ہے۔)[1]

اسمِ تفضیل مفعولِ مطلق، مفعولِ بہ، اور مفعولِ معہٗ میں عمل نہیں کرتا۔

---

[1] تہذیب النحو: ۳۲۸/۲۔

(۸) مصدر: وہ اسم ہے جو معنیٰ مصدری (معنیٰ قائم بالغیر) پر دلالت کرے اور اس سے افعال وغیرہ نکلیں۔ جیسے: ضَرْبٌ: (مارنا) نَصْرٌ: (مدد کرنا)۔

مصدر اپنے فعل کا عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ مفعولِ مطلق نہ ہو۔ جیسے: أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ[1] زَيْدٌ عَمْرًا: (زید کے عمرو کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا۔)

فائدہ: مصدر اکثر اپنے فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں: أَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًا بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور جیسے: إِقَامَةُ الصَّلٰوةِ فَرْضٌ: (نماز قائم کرنا فرض ہے)

(۹) اسمِ مضاف: وہ اسم ہے جس کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کی گئی ہو۔ جیسے: جَآءَ غُلَامُ زَيْدٍ میں "غُلَامُ".

اسمِ مضاف اپنے مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔ جیسے: جآءَنِيْ غُلَامُ زَيْدٍ.

جاننا چاہیے کہ یہاں درحقیقت لام مقدّر ہے، اس لیے کہ غُلَامُ زَيْدٍ کی تقدیر: غُلَامٌ لِزَيْدٍ ہے۔ اس کو اضافتِ لامیہ کہتے ہیں۔ کبھی حرفِ جر "مِن" مقدّر ہوتا ہے، جب کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے جنس ہو۔ جیسے: خَاتَمُ فِضَّةٍ اس کی تقدیر: خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ ہے۔ اس کو اضافتِ بیانیہ کہتے ہیں۔ اور کبھی حرفِ جر فِيْ مقدّر ہوتا ہے۔ جب کہ مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہو۔ جیسے: صَوْمُ النَّهَارِ اس کی تقدیر صَوْمٌ فِيْ النَّهَارِ ہے۔ اس کو اضافتِ ظرفیہ کہتے ہیں۔

---

[1] مصدر کو اِس طرح منوّن بلا اِضافت استعمال کرنا صرف شعر میں جائز ہے، نثر میں جائز نہیں۔ (تہذیب النحو صفحہ: ۳۰۶)

مشق:(۲۹)

امثلۂ ذیل میں اسماءِ عاملہ کے عمل میں غور کرواوران کے معمول بتاؤ! ترجمہ وترکیب کرو! نیز بتاؤ کہ اسمِ تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کس طریقہ سے ہوا ہے۔

كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ، إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيْفَةً، إِنَّ هٰؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيْهِ وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ، أَشْرَفُ الحَدِيْثِ ذِكْرُ اللهِ، أَشْرَفُ المَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ، خَيْرُ العِلْمِ مَا نَفَعَ، خَيْرُ الأَغْنِيَاءِ مُنْفِقٌ مَالَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، جَاءَنِيْ بَكْرٌ مُعْطِيًا غُلَامُهٗ دِرْهَمًا، إِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاءِ، إِنَّ اللهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ، إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ، زَيْدٌ حَسَنٌ أَخُوْهُ، بَكْرٌ عَالِمَةٌ ابْنَتُهٗ، زَيْدٌ أَحْسَنُ مِنْ عَمْرٍو، نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ القَصَصِ، أَحْسَنُ الهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هٰذَا المَسْجِدُ أَرْفَعُ وَأَطْوَلُ مِنْ ذٰلِكَ، أَكْثَرُهُمْ كَافِرُوْنَ، هٰذَا الطَّعَامُ أَقَلُّ، لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ والأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ، أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا، هُوَ أَهْدٰى مِنْهُ، مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيْثًا، هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ، ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ، تَطْهِيْرُكَ بَدَنَكَ خَيْرٌ، إِيْذَاؤُكَ أُمَّكَ مَعْصِيَةٌ كَبِيْرَةٌ، زَيْدٌ جَائِعٌ بَطْنُهٗ وَبَكْرٌ عَارٍ بَدَنُهٗ مِنَ الثَّوْبِ، أَبُوْكَ مُغَطًّى رَأْسُهٗ، بَكْرٌ مُطَهَّرٌ ثَوْبُهٗ.

(۱۰) اسمِ تام: وہ اسم ہے جو ایسی حالت میں ہو کہ اس حالت میں باقی رکھتے ہوئے دوسرے اسم کی طرف اس کی اضافت جائز نہ ہو۔ یہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

اسم کی تمامی چھ چیزوں سے ہوتی ہے:

(۱) تنوینِ لفظی سے، جیسے: عِنْدِيْ رِطْلٌ زَيْتًا: (میرے پاس ایک رطل تیل ہے۔)

(۲) تنوینِ مقدّر سے، جیسے: عِنْدِيْ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا: (میرے پاس گیارہ مرد ہیں) اور جیسے: زَيْدٌ أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا: (زید تجھ سے مال کے اعتبار سے زیادہ ہے۔)

(۳) نونِ تثنیہ سے، جیسے: عِنْدِيْ قَفِيْزَانِ بُرًّا: (میرے پاس دو قفیز گیہوں ہیں۔)

(۴) نونِ جمع سے، جیسے: هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا: (کیا ہم تم کو بتائیں وہ لوگ جو اعمال کے اعتبار سے زیادہ نقصان والے ہیں۔)[۱]

(۵) مشابہِ نونِ جمع سے، جیسے: عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا: (میرے پاس بیس درہم ہیں۔)[۲]

(۶) اضافت سے، جیسے: عِنْدِيْ مِلْؤُهُ عَسَلًا: (میرے پاس وہ بھر کر شہد ہے) اور جیسے: مَا فِيْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا: (آسمان میں ہتھیلی کے

---

[۱] "أَكْثَرُ" اور "الْأَخْسَرِيْنَ" اگرچہ تنوین مقدّر اور نونِ جمع کے ذریعہ تام ہوئے ہیں، لیکن ان کا "مَالًا" اور "أَعْمَالًا" تمیز کو نصب دینا شبہ فعل (اسم تفضیل) ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ اسم تام ہونے کی وجہ سے، لہٰذا مصنّف رحمۃ اللہ علیہ کا اِن دو مثالوں کو یہاں ذکر کرنا تسامح سے خالی نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: ''نحو میر مع تمرین'' از: مولانا محمد علی بجنوری صفحہ: ۱۷)

[۲] فائدہ: تنوین مبنی اور غیر منصرف پر مقدّر ہوتی ہے، اور مشابہ نونِ جمع دہائیوں کے آخر میں ہوتا ہے۔

بقدر بادل نہیں ہے۔)[1]

(۱۱) اسمِ کنایہ: وہ اسم ہے جو مبہم عدد پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اسماءِ کنایہ دو ہیں: کَمْ اور کَذَا. جیسے: کَمْ دِرْهمٍ عِنْدِيْ (میرے پاس کتنے درہم ہیں، یعنی بہت ہیں) کَذَا دِرْهَمًا عِنْدِيْ: (میرے پاس اتنے درہم ہیں۔)

کَمْ کی دو قسمیں ہیں: کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ۔

کَمْ استفہامیہ: وہ کَمْ ہے جو عدد کے بارے میں سوال کے لیے آئے۔

کَمْ استفہامیہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے، اور وہ ہمیشہ مفرد ہوتی ہے۔ جیسے: کَمْ دِرْهَمًا عِنْدَكَ؟ (تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟) اور اسی طرح کَذَا بھی۔ جیسے: عِنْدِيْ كَذَا دِرْهَمًا. (میرے پاس اتنے درہم ہیں۔)

کَمْ خبریہ: وہ کَمْ ہے جو کثرت بتانے کے لیے آتا ہے۔

کَمْ خبریہ اپنی تمیز کو جر دیتا ہے، اور وہ کبھی مفرد اور کبھی جمع ہوتی ہے۔ جیسے: كَمْ مَالٍ أَنْفَقْتُ: (میں نے کتنا مال خرچ کیا) یعنی (بہت کیا)۔ كَمْ دُوْرٍ بَنَيْتُ: (میں نے کتنے گھر تعمیر کیے، یعنی بہت۔) کبھی کبھی کَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ جارّہ داخل ہوتا ہے۔ جیسے: كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِيْ السَّمٰوَاتِ: (آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں)

کَمْ خبریہ ہمیشہ کثرت بتانے کے لیے آتا ہے۔ جب کہ کَذَا قلّت اور کثرت دونوں بتاتا ہے۔

الحمد للہ، یہاں عواملِ لفظیہ سے کے بیان سے فراغت ہوئی، اب ہم عواملِ

---

[1] صاحب نحو میر رحمۃ اللہ علیہ نے آخری مثال کو اس اسم کی مثال میں ذکر کیا ہے جس کی تمامی تنوین لفظی سے ہو، یہ بات محل نظر ہے، اس لیے کہ اس مثال میں "قَدْرُ" اسم تام ہے اور اس کی تمامی "رَاحَةٍ" کی طرف اضافت سے ہوئی ہے، نہ کہ تنوین لفظی سے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

معنویہ شروع کریں گے۔

دوسری قسم

عواملِ معنویہ کے بیان میں۔

عاملِ معنوی: وہ عامل ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو۔

عاملِ معنوی کی دو قسمیں ہیں: (۱) ابتدا (۲) خلوِّ فعلِ مضارع از ناصب وجازم۔

(۱) ابتداء: یعنی اسم کا عواملِ لفظیہ سے خالی ہونا، یہ مبتدا اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ: (زید کھڑا ہے) یہاں کہیں گے کہ "زَيْدٌ" مبتدا ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور "قَائِمٌ" مبتدا کی خبر ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ یہ بصریین کا مذہب ہے۔[1]

مبتدا: وہ اسم ہے جو عاملِ لفظی سے خالی ہو اور مرفوع ہو، خواہ مسند الیہ واقع ہو، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں "زَيْدٌ"، خواہ مسند الیہ واقع نہ ہو، جیسے: أَقَائِمُ الزَّيْدَانِ میں "قَائِمٌ".

خبر: وہ لفظ ہے جو عاملِ لفظی سے خالی ہو اور مسند واقع ہو اور مبتدا کے ساتھ ہو۔ جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ میں "قَائِمٌ".

(۲) عاملِ معنوی کی دوسری قسم: فعلِ مضارع کا ناصب وجازم سے خالی ہونا۔ یہ فعلِ مضارع کو رفع دیتا ہے۔ جیسے: يَضْرِبُ زَيْدٌ. یہاں "يَضْرِبُ" مرفوع

---

[1] یہاں اس کے علاوہ دو مذہب اور بھی ہیں: پہلا مذہب یہ ہے کہ ابتدا مبتدا میں عامل ہے، اور مبتدا خبر میں عامل ہے۔ اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ مبتدا اور خبر میں سے ہر ایک دوسرے میں عامل ہے، یعنی مبتدا خبر میں اور خبر مبتدا میں عامل ہے۔

ہے اس لیے کہ ناصب وجازم سے خالی ہے۔
اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے نحو کے عوامل تمام ہوئے۔

مشق:(۳۰)

ان مثالوں میں چند امور بتاؤ! تمامی ہر اسم کی کس شئ سے ہوئی؟ کم استفہامیہ وخبریہ کو متعین کرو! مضارع کے عوامل کو بیان کرو! ہر مثال کی ترکیب وترجمہ کرو!

مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللهِ، إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَهُمْ، نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا، اللهُ أَسْرَعُ مَكْرًا، لَيْسَ عِنْدِيْ قَدْرُ حُفْنَةٍ حِنْطَةً، عِنْدَكَ مِلْؤُهُ عَسَلًا، كَمْ مُصَلٍّ عَنْ صَلٰوتِهٖ غَافِلٌ، كَمْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهٖ نَصِيْبٌ، كَمْ مِنْ مَلَكٍ فِيْ السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ، كَمْ رَكْعَةً صَلَّيْتَ، كَمْ يَوْمًا غِبْتَ عَنِّيْ، هُمْ أَكْثَرُ مِنْكُمْ مَالًا، عِنْدِيْ كَذَا وَكَذَا، هٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ، لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ، اللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ، يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ، كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا، كَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا، كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِيْ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ.

خاتمہ

ان مختلف فائدوں کے بیان میں جن کا جاننا ضروری ہے۔ اور اس میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل توابع کے بیان میں، دوسری فصل منصرف اور غیر منصرف کے

بیان میں، اور تیسری فصل حروفِ غیر عاملہ کے بیان میں۔

پہلی فصل: توابع کے بیان میں

" تَوَابع" تَابعٌ کی جمع ہے۔

تابع: ہر وہ دوسرا لفظ ہے جو اعراب میں اپنے سے پہلے لفظ کے موافق ہو اور دونوں کا اعراب ایک وجہ سے ہو۔

متبوع: وہ پہلا لفظ ہے جس کے اعراب میں تابع اس کے موافق ہو۔

تابع کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہوتا ہے۔

تابع کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بحرف (۵) عطفِ بیان۔

(۱) صفت: وہ تابع ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع (موصوف) میں ہو، اس کو صفت بحالِ متبوع کہتے ہیں، یا دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع (موصوف) کے متعلّق میں ہو، اس کو صفت بحالِ متعلقِ متبوع کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی مثال جیسے: جآءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ: (میرے پاس وہ شخص آیا جو عالم ہے) اور دوسری قسم کی مثال جیسے: جآءَنِيْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ یاحَسَنٌ أَبُوْهُ: (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا غلام حسین ہے، یا جس کا باپ حسین ہے)

صفت کی پہلی قسم دس چیزوں میں متبوع (موصوف) کے موافق ہوگی: تعریف و تنکیر میں، تذکیر و تانیث میں، اِفراد، تثنیہ اور جمع میں، رفع، نصب اور جر میں۔ جیسے: عِنْدِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ.

صفت کی دوسری قسم پانچ چیزوں میں متبوع (موصوف) کے موافق ہوگی، تعریف وتنکیر میں اور رفع، نصب اور جر میں، جیسے: جَآءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ أَبُوْهُ: (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں)[1]

جاننا چاہیے کہ جملہ خبریہ سے نکرہ کی صفت لا سکتے ہیں؛ لیکن جملہ میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو نکرہ کی طرف لوٹے، خواہ لفظاً۔ جیسے: جَآءَنِيْ رَجُلٌ أَبُوْهُ عَالِمٌ: (میرے پاس وہ شخص آیا جس کے والد عالم ہیں۔) اس مثال میں "رَجُلٌ" نکرہ موصوف ہے اور "أَبُوْهُ عَالِمٌ" جملۂ خبریہ صفت ہے، جس میں "ہ" ضمیرِ مجرور متصل نکرہ موصوفہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور جیسے: جَآءَنِيْ رَجُلٌ يَرْكَبُ، جَآءَنِيْ رَجُلَانِ يَرْكَبَانِ، جَآءَنِيْ رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ. خواہ تقدیراً، جیسے: جَاءَنِيْ رَجُلٌ ضَرَبْتُ، أَيْ: ضَرَبْتُهُ.

(۲) تاکید: تاکید کے لغوی معنی ثابت کرنا، مقرّر کرنا۔ تاکید وہ تابع ہے جو نسبت یا شمول میں متبوع (مؤکد) کی حالت کو ثابت اور مقرّر کرے تاکہ سننے والے کو کوئی شک نہ رہے۔

نسبت کی مثال جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ زَيْدٌ: (میرے پاس زید آیا زید) اس میں دوسرا "زَيْدٌ" تاکید ہے، اور پہلا "زَيْدٌ" متبوع ہے اس کو مؤکد بھی کہتے ہیں۔ دوسرے "زَيْدٌ" نے نسبت کے بارے میں پہلے "زَيْدٌ" کی حالت کو ثابت کیا۔ مطلب یہ ہے کہ زید کی طرف جو آنے کی نسبت ہو رہی ہے وہ بالکل درست ہے۔ زید یقیناً آیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔

---

[1] اور جیسے: جَآءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمَةٌ أُمُّهُ. اور جیسے: جَآءَنِيْ الرِّجَالُ الْعَالِمُ أَبُوْهُمْ، جَآءَتْنِيْ النِّسْوَةُ الْعَالِمُ أَبُوْهُنَّ.

شمول کی مثال جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ: (میرے پاس پوری قوم آئی) اس میں "كُلُّهُمْ" تاکید اور "الْقَوْمُ" مؤکّد ہے۔ لفظِ "كُلُّهُمْ" نے شمول کے بارے میں قوم کی حالت کو ثابت کیا، یعنی یہ بتایا کہ آنے کا حکم قوم کے تمام افراد کو شامل ہے۔

تاکید کی دو قسمیں ہیں: تاکیدِ لفظی اور تاکیدِ معنوی۔

(۱) تاکیدِ لفظی: تاکیدِ لفظی لفظ کے تکرار سے ہوتی ہے۔ جیسے: زَيْدٌ زَيْدٌ قَائِمٌ: (زید کھڑا ہے زید) ضَرَبَ ضَرَبَ زَيْدٌ: (زید نے مارا مارا) إِنَّ إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ: (بیشک بیشک زید کھڑا ہے) ان مثالوں میں پہلا لفظ مؤکّد ہے اور دوسرا لفظ تاکید ہے۔

(۲) تاکیدِ معنوی: تاکیدِ معنوی وہ تاکید ہے جو آٹھ الفاظ میں سے کسی کے ذریعہ حاصل ہو۔ وہ آٹھ الفاظ یہ ہیں: (۱)نَفْسٌ (۲)عَيْنٌ (۳)كِلَا وكِلْتَا (۴)كُلٌّ (۵)أَجْمَعُ (۶)أَكْتَعُ (۷)أَبْتَعُ (۸)أَبْصَعُ.

ان میں سے نَفْسٌ اور عَيْنٌ واحد تثنیہ اور جمع تینوں کی تاکید کے لیے مستعمل ہوتے ہیں، اور تینوں صورتوں میں مؤکّد کی ضمیر سے مطابقت شرط ہے، اور صیغہ کی مطابقت صرف واحد اور جمع میں شرط ہے، اور تثنیہ میں صیغہ جمع، واحد اور تثنیہ تینوں طرح لا سکتے ہیں۔ جیسے: جَآءَ زَيْدٌ نَفْسُهُ وَعَيْنُهُ، جَآءَ الزَّيْدُوْنَ أَنْفُسُهُمْ وَأَعْيُنُهُمْ، جَآءَ الزَّيْدَانِ أَنْفُسُهُمَا وَأَعْيُنُهُمَا، جَآءَ الزَّيْدَانِ نَفْسُهُمَا وَعَيْنُهُمَا، جَآءَ الزَّيْدَانِ نَفْسَاهُمَا وَعَيْنَاهُمَا.

كِلَا تثنیہ مذکر اور كِلْتَا تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: جَآءَنِيْ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا: (میرے پاس دونوں مرد آئے) جَآءَتْنِيْ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا: (میرے پاس دونوں عورتیں آئیں)

کلٌّ اور أَجْمَعُ واحد اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں۔ کُلٌّ صرف ضمیر کی مطابقت کے ساتھ تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهُ: (میں نے پورا غلام خریدا) اِشْتَرَیْتُ الْعَبِیْدَ کُلَّهُمْ: (میں نے سب غلام خریدے) اِشْتَرَیْتُ الأَمَةَ کُلَّهَا: (میں نے پوری باندی خریدی) اِشْتَرَیْتُ الإِمَاءَ کُلَّهُنَّ: (میں نے سب باندیاں خریدیں) اور أَجْمَعُ صرف صیغہ کی مطابقت کے ساتھ تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے: اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ أَجْمَعَ: (میں نے پورا غلام خریدا) اِشْتَرَیْتُ الْعَبِیْدَ أَجْمَعِیْنَ: (میں نے سب غلام خریدے) اِشْتَرَیْتُ الأَمَةَ جَمْعَاءَ: (میں نے پوری باندی خریدی) اِشْتَرَیْتُ الإِمَاءَ جُمَعَ: (میں نے سب باندیاں خریدیں)

أَکْتَعُ، أَبْتَعُ اور أَبْصَعُ بھی تاکید کے لیے آتے ہیں اور کُلٌّ کے معنی دیتے ہیں۔ مگر یہ تینوں أَجْمَعُ کے تابع ہیں، پس یہ أَجْمَعُ کے بغیر نہیں آئیں گے اور نہ أَجْمَعُ پر مقدم ہوں گے۔ چنانچہ آپ کہیں گے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ أَکْتَعُوْنَ أَبْتَعُوْنَ أَبْصَعُوْنَ۔[1]

(۳) بدل: وہ تابع ہے جو نسبت سے مقصود ہو اور متبوع صرف تمہید کے لیے آئے۔ جیسے: جَآءَ زَیْدٌ أَخُوْكَ: (زید تمہارا بھائی آیا) اس میں "زَیْدٌ" مبدل منہ ہے اور "أَخُوْكَ" اس سے بدل ہے اور "أَخُوْكَ" ہی مقصود بالنسبۃ ہے، زید کا ذکر تمہید کے طور پر ہے۔

بدل کی چار قسمیں ہیں:

(۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغلط۔

---

[1] نحو میر فارسی میں یہ مثال واوِ عاطفہ کے ساتھ (جَآءَنِيْ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ وَأَکْتَعُوْنَ وَأَبْتَعُوْنَ وَأَبْصَعُوْنَ) اس طرح مذکور ہے، جو درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

(۱) بدل الکل: وہ بدل ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو، یعنی بدل جس چیز پر دلالت کرے مبدل منہ بھی اسی چیز پر دلالت کرے۔ جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ أَخُوْكَ. (میرے پاس زید تمہارا بھائی آیا) اس مثال میں "أَخُوْكَ" زَيْدٌ سے بدل الکل ہے، اس لیے کہ أَخُوْكَ جس ذات پر دلالت کرتا ہے زَيْدٌ بھی بعینہٖ اسی ذات پر دلالت کرتا ہے۔

(۲) بدل البعض: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جز ہو۔ جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ رَأْسُهٗ: (زید کہ اس کا سر مارا گیا۔) اس مثال میں "رَأْسُهٗ" زَيْدٌ سے بدل البعض ہے، اس لیے کہ رَأْسُهٗ کا مدلول زَيْدٌ کے مدلول کا جز ہے۔

(۳) بدل الاشتمال: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلّق ہو۔ جیسے: سُرِقَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ: (زید کہ اس کا کپڑا چرایا گیا) اس مثال میں "ثَوْبُهٗ" زَيْدٌ سے بدل الاشتمال ہے، اس لیے کہ ثَوْبُهٗ زَيْدٌ مبدل منہ کا متعلّق ہے۔[1]

(۴) بدل الغلط: وہ لفظ ہے جس کو غلطی کے بعد ذکر کیا گیا ہو۔ جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ: (میں مرد کے پاس سے گذرا، نہیں؛ گدھے کے پاس سے) اس مثال میں "حِمَارٍ" بدلِ غلط ہے۔ متکلم "مَرَرْتُ بِحِمَارٍ" کہنا چاہتا تھا مگر غلطی سے

---

[1] "نحو میر" اور "ہدایۃ النحو" کے موجودہ نسخوں میں بدل الاشتمال کی مثال "سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ" مذکور ہے، جو درست معلوم نہیں ہوتی (واللہ اعلم) اس لیے کہ "سَلَبَ" فعل متعدی بدو مفعول ہے، جب اس کو مجہول استعمال کریں گے تو پہلا مفعول نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور دوسرا مفعول اپنے حال پر منصوب ہوگا، اور عبارت یوں ہوگی: "سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبَهٗ" ("ثَوْبَهٗ" کے نصب کے ساتھ) اور "ثَوْبَهٗ" نصب کے ساتھ "زَيْدٌ" مرفوع سے بدل نہیں ہوسکتا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: نیل الامانی شرح مختصر المعانی: ۱/ ۲۴۲، از مولانا محمد حنیف صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

"بِرَجُلٍ" نکل گیا، جب وہ اس پر آگاہ ہوا تو "حِمَارٍ" لاکر اس غلطی کو دور کیا۔

(۴) عطف بحرف: وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ نسبت سے مقصود ہو اور حرفِ عطف کے بعد ہو۔ جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ وَعَمْرٌو: (میرے پاس زید اور عمرو آئے) اس میں "زَيْدٌ" معطوف علیہ اور عَمْرٌو عطف بحرف (معطوف) ہے۔

حروفِ عطف دس ہیں، جن کو ہم (ان شاء اللہ) تیسری فصل میں یاد کریں گے۔

عطف بحرف کو عطفِ نسق بھی کہتے ہیں۔[۱]

(۵) عطفِ بیان: وہ تابع ہے جو صفت نہیں ہوتا اور اپنے متبوع کو واضح کرتا ہے۔ جیسے: أَقْسَمَ بِاللهِ أَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ: (ابوحفص یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھائی) جس وقت کہ علم سے زیادہ مشہور ہو۔ اور جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ أَبُوْ عَمْرٍو: (میرے پاس زید یعنی ابوعمرو آیا) جس وقت کہ کنیت سے زیادہ مشہور ہو۔ اور جیسے: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ.[۲]

مشق: (۳۱)

ذیل کی مثالوں میں تابع کی قسمیں بتاؤ، صفت کی دونوں قسمیں نیز تاکید وبدل کی دونوں قسموں کو بیان کرو! اور بتاؤ کہ صفت وموصوف کے درمیان کن چیزوں

---

[۱] فائدہ: "نَسْقٌ" کے معنیٰ ہیں ترتیب دینا، چونکہ عطف بحرف کے چند مواقع میں معطوف علیہ کے بعد معطوف ترتیب کے ساتھ آتا ہے، اس لیے اس کو عطفِ نسق کہتے ہیں۔ جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ فَعَمْرٌو، ثُمَّ بَكْرٌ: (میرے پاس زید آیا پھر عمرو اور اس کے کچھ دیر بعد بکر)

[۲] فائدہ: بدل اور عطفِ بیان میں عموماً صرف نیت اور اِرادہ کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے، اگر متکلم کا اِرادہ یہ ہو کہ پہلا لفظ مقصود نہیں ہے اور دوسرا مقصود ہے؛ تو دوسرا لفظ بدل ہوگا، اور اگر متکلم کا اِرادہ یہ ہو کہ پہلا لفظ مقصود ہے اور دوسرا لفظ وضاحت کے لیے ہے؛ تو دوسرا لفظ عطفِ بیان ہوگا۔

میں موافقت پائی جارہی ہے، ہر مثال کا ترجمہ وترکیب بھی کرو!

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ، الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، لَنْ نَصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَاحِدٍ، المَلٰئِكَةُ عِبَادٌ مُكْرَمُوْنَ، رَأَيْتُ رَجُلاً مُصَلِّيًا، تُوْبُوْا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا، هٰذَانِ رَجُلَانِ عَاقِلَانِ، هٰذِهِ امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ، هٰذَا الرَّجُلُ عَالِمٌ أَبُوْهُ، سَجَدَ المَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ، قَالَ مُوْسٰى لِأَخِيْهِ هَارُوْنَ، الصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أُخِذَ زَيْدٌ مَالُهٗ، يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ، لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيْمٌ، عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الأَيْدِ، سَيِّدَةُ النِّسَاءِ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ عَمُّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَالِدُ بْنُ الوَلِيْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَيْفُ اللهِ، كَانَ عُثْمَانُ ذُوْ النُّوْرَيْنِ خَتَنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ أُولِي الأَيْدِيْ وَالأَبْصَارِ، فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيْمَ، أَمِيْرُ المُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَانِيْ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ.

دوسری فصل: منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں۔

منصرف: وہ اسم ہے جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دوسبب نہ پائے جائیں، یا ایک ایسا سبب نہ پایا جائے جو دوسبب کے قائم مقام ہو۔ جیسے: زَيْدٌ، رَجُلٌ.

غیر منصرف: وہ اسم ہے جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دوسبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ جیسے: طَلْحَةُ، مَسَاجِدُ.

اسبابِ منع صرف نو ہیں: (۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزنِ فعل (۹) الف نون زائدتان۔

چنانچہ عُمَرُ میں عدل اور علم ہے۔ اور ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ میں صفت اور عدل ہے۔ اور طَلْحَةُ میں تانیثِ لفظی اور علم ہے۔ اور زَیْنَبُ میں تانیثِ معنوی اور علم ہے۔ اور حُبْلیٰ میں تانیث بالفِ مقصورہ ہے۔ اور حَمْرَاءُ میں تانیث بالفِ ممدودہ ہے، اور یہ دونوں دو سبب کے قائم مقام ہیں۔ اور إِبْرَاهِيْمُ میں عجمہ اور علم ہے۔ اور مَسَاجِدُ اور مَصَابِيْحُ میں جمع منتہی الجموع ہے جو دو سبب کے قائم مقام ہے۔ اور بَعْلَبَكُّ میں ترکیب اور علم ہے۔ اور أَحْمَدُ میں وزنِ فعل اور علم ہے۔ اور سَكْرَانُ میں الف ونون زائدتان اور وصف ہے۔ اور عُثْمَانُ میں الف ونون زائدتان اور علم ہے۔

غیر منصرف کے متعلّق مزید تحقیق دوسری کتابوں سے معلوم ہوگی۔

مشق: (۳۲)

ذیل کی مثالوں میں غیر منصرف اور اس کے اسباب بیان کرو! نیز ترجمہ وترکیب بھی کرو!

إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ أُمَّةً، وَاذْكُرْ فِيْ الكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ، جَاءَ سُلَيْمَانُ، اسْمُهُ أَحْمَدُ، هٰذِهِ بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ، فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ، يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ، جَاءَنِيْ زَيْدٌ عَطْشَانَ، لَبِسَ زَيْدٌ سَرَاوِيْلَ، جَاءَ إِخْوَةُ يُوْسُفَ، أَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ، إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا، تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلقِتَالِ، يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ

لَكُمْ، يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا.

تیسری فصل: حروفِ غیر عاملہ کے بیان میں

اوران کی سولہ قسمیں ہیں۔

(۱) حروفِ تنبیہ: اوروہ تین ہیں:(۱)أَلَا (۲)أَمَا (۳)هَا.

تنبیہ کے لغوی معنی ہیں بیدار کرنا اور کسی چیز پر واقف کرنا۔ یہ حروف مخاطب سے غفلت دور کرنے کے لیے مفرد یا جملہ پر داخل ہوتے ہیں۔جیسے:أَلَا زَيْدٌ قَائِمٌ: (سنو! زید کھڑا ہے۔)أَمَا زَيْدٌ قَائِمٌ: (خبردار! زید کھڑا ہے۔) اور جیسے: هٰؤُلَاءِ، هٰذَا وغیرہ۔

فائدہ: "ألا" اور "أَمَا" جملہ پر داخل ہوتے ہیں اور "ها" صرف اسمِ اشارہ پر اَصالۃً داخل ہوتی ہے[1]

(۲) حروفِ ایجاب: "إِيْجَاب" کے لغوی معنی ہیں ثابت کرنا۔ چونکہ یہ حروف امرِ سابق کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں اس لیے ان کو حروفِ ایجاب کہتے ہیں۔اوروہ چھ ہیں:(۱)نَعَمْ (۲)بَلٰى (۳)أَجَلْ (۴)إِيْ (۵)جَيْرِ (۶)إِنَّ.

یہ حروف جملۂ محذوفہ پر دلالت کرنے کے لیے آتے ہیں اور اس کے قائم مقام ہوتے ہیں۔مثلا کہا جائے: أَتَذْهَبُ؟ پس آپ کہیں: نَعَمْ، تو معنی ہوں گے: نَعَمْ أَذْهَبُ، یہاں "نَعَمْ" أَذْهَبُ کے قائم مقام ہے۔

(۳) حروفِ تفسیر: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو کلامِ سابق سے پوشیدگی دور

---

[1] اَصالۃً کی قید اس وجہ سے بڑھائی گئی کہ ہائے تنبیہ اسم اشارہ کی تبعیت میں اسم ضمیر پر داخل ہوتی ہے، جیسے: هٰأَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ.

کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ یہ دو ہیں: أَيْ اور أَنْ. جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ، أَيْ: ابْنُ عَمْرٍو: (میرے پاس زید آیا یعنی عمرو کا بیٹا) نَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓ إِبْرَاهِيْمُ: (ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم!)

(۴) حروفِ مصدریہ: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو جملہ کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ یہ تین ہیں: (۱) مَا (۲) أَنْ (۳) أَنَّ

اِن میں سے مَا اور أَنْ جملۂ فعلیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ جیسے: ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ: (ان پر زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی۔) اس آیتِ کریمہ میں "بِمَا رَحُبَتْ" "بِرُحْبِهَا" مصدر کے معنی میں ہے۔ اور جیسے: أَعْجَبَنِيْ أَنْ ضَرَبْتَ: (مجھے تعجب میں ڈالا اس بات نے کہ تو نے مارا) اس مثال میں أَنْ ضَرَبْتَ "ضَرْبُكَ" مصدر کے معنی میں ہے۔

اور أَنَّ جملۂ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے: بَلَغَنِيْ أَنَّكَ قَائِمٌ: (مجھے خبر پہنچی کہ تو کھڑا ہے) اس مثال میں أَنَّكَ قَائِمٌ "قِيَامُكَ" مصدر کے معنی میں ہے۔[1]

(۵) حروفِ تحضیض: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو مخاطب کو سختی سے کسی کام پر آمادہ کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ اور وہ چار ہیں: أَلَّا، هَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا. جیسے: أَلَّا تَجْتَهِدُ: (کیا تم محنت نہیں کرتے؟)

جب یہ حروف فعل ماضی پر داخل ہوں تو یہ حروفِ تندیم کہلائیں گے۔ تَنْدِيْم:

---

[1] فائدہ: مَا مصدریہ ہمیشہ غیر عامل ہوتا ہے، أَنْ مصدریہ جب ماضی پر داخل ہو تو غیر عامل؛ اور مضارع پر داخل ہو تو عامل ہوگا، اور أَنَّ جب مَا کافّہ کے ساتھ ہوگا تو غیر عامل؛ ورنہ عامل ہوگا، جیسے: يُوْحٰٓى إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ.

کے معنیٰ ہیں پشیمان کرنا۔ چونکہ یہ حروف زمانۂ ماضی میں نہ کیے ہوئے کام پر پشیمان کرنے کے لیے آتے ہیں، اس لیے ان کو حروفِ تندیم کہتے ہیں۔ جیسے: أَلَّا اجْتَهَدْتَ: (کیا تم نے محنت نہیں کی؟)

(۶) حرفِ توقع: وہ حرفِ غیر عامل ہے جس کے ذریعہ ایسی بات کی خبر دی جائے جس کی امید ہو۔ اور وہ حرف قَدْ ہے۔

قَدْ فعل ماضی میں تحقیق اور تقریب کے لیے آتا ہے۔ تحقیق کے معنی ہیں ثابت کرنا۔ جیسے: قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا (تحقیق کہ اُس کو میرے رب نے سچ کر دیا) اور تقریب کے معنی ہیں ماضی کو حال سے قریب کرنا۔ جیسے: قَدْ جَاءَ الضُّيُوْفُ (مہمان آچکے ہیں۔) یہ ماضی مطلق کو ماضی قریب کے معنی میں کر دیتا ہے۔

اور یہ مضارع میں تقلیل کے لیے آتا ہے۔ تقلیل کے معنی ہیں کسی چیز کو کم بتانا۔ جیسے: إِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ: (بیشک جھوٹا کبھی سچ بولتا ہے) نیز یہ مضارع میں تحقیق کے لیے آتا ہے۔ جیسے: قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ: (تحقیق کہ اللہ تعالیٰ باز رکھنے والوں کو جانتا ہے)

(۷) حروفِ استفہام: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو سوال کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ اور وہ تین ہیں: مَا، أَ، هَلْ۔ جیسے: مَا اسْمُكَ؟ (آپ کا نام کیا ہے؟) هَلْ جَآءَ مُحَمَّدٌ؟ (کیا محمد آیا؟) أَ عَمْرٌو ذَاهِبٌ؟ (کیا عمرو جانے والا ہے؟)[1]

---

[1] فائدہ: مَا کو استفہام کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ لیکن درحقیقت مَا اسم ہے، چنانچہ کبھی مبتدا بنتا ہے۔ جیسے: "مَا اسْمُكَ؟" اور کبھی اس پر حرفِ جر داخل ہوتا ہے۔ جیسے: عَمَّ يَتَسَائَلُوْنَ. (وہ کس چیز کے بارے میں آپس میں پوچھتے ہیں؟)

(۸) حرفِ ردع: "رَدْعٌ" کے لغوی معنی ہیں جھڑکنا۔ حرفِ ردع وہ حرفِ غیر عامل ہے جو مخاطب کو ڈانٹنے یا کسی کام سے باز رکھنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ اور یہ حرف کَلَّا ہے۔ جیسے آپ سے کہا جائے اِضْرِبْ زَيْدًا (زید کو مار) پس آپ کہیں: كَلَّا (ہرگز نہیں) کبھی كَلَّا حَقًّا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ: (یقیناً تم لوگ جان لوگے۔) اس صورت میں یہ اسم ہوگا، اور كَلَّا حرفی کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہوگا۔

(۹) تنوین: وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہو اور فعل کی تاکید کے لیے نہ ہو۔ جیسے: رَجُلٌ، عَالِمٌ.

تنوین کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) تنوین تمکن (۲) تنوین تنکیر (۳) تنوین عوض (۴) تنوین مقابلہ (۵) تنوین ترنّم۔

(۱) تنوین تمکن: وہ تنوین ہے جو اسم کے زیادہ متمکن یعنی منصرف ہونے کو بتائے۔ جیسے: زَيْدٌ، رَجُلٌ.

(۲) تنوین تنکیر: وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے کو بتائے۔ جیسے: صَهٍ، أَيْ: اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَّا فِي وَقْتٍ مَّا. (تو کسی نہ کسی وقت میں خاموش رہ!) اور رہا صَهْ بغیر تنوین کے تو اس کے معنی "اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الاٰنَ" ہیں (تو اس وقت خاموش رہ!)۔

(۳) تنوین عوض: وہ تنوین ہے جو کسی لفظ کو حذف کرنے کے بعد اس کے بدلے میں لائی جائے۔ جیسے: يَوْمَئِذٍ: یہ دراصل يَوْمَ إِذْ كَانَ كَذَا تھا، كَانَ كَذَا مضاف الیہ کو حذف کر کے إِذْ مضاف کے اخیر میں تنوین عوض لے آئے۔

(۴) تنوین مقابلہ: وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں جمع مذکر سالم کے نون

کے مقابلہ میں آئے۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ.

تنوین کی یہ چاروں قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

(۵) تنوینِ ترنّم: وہ تنوین ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے لائی جاتی ہے۔ یہ اسم، فعل اور حرف تینوں پر آتی ہے۔ جیسے شعر:

أَقِلِّيْ اللَّوْمَ عَاذِلَ والعِتَابَنْ ☆ وَقُوْلِيْ إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

ترجمہ: اے ملامت کرنے والی! ملامت اور عتاب کم کر! اور کہہ اگر میں درست کام کروں کہ تحقیق کہ اس نے درست کام کیا۔

اس شعر میں "اَلْعِتَابَنْ" اور "أَصَابَنْ" پر تنوینِ ترنّم ہے، پہلا کلمہ مصرعہ کے آخر میں ہے اور معرف باللام ہے، اور دوسرا کلمہ شعر کے آخر میں ہے اور فعل ماضی ہے۔

(۱۰) نونِ تاکید: وہ غیر عامل نونِ مشدّد اور نونِ ساکن ہے جو فعلِ مضارع، امر اور نہی کے آخر میں تاکید کے لیے ہو۔ جیسے: اِضْرِبَنَّ: (تو ضرور بالضرور مار۔) یہ فعلِ مضارع کے آخر میں آ کر فعلِ مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتے ہیں، اور تاکید کے معنی پیدا کرتے ہیں۔

(۱۱) حروفِ زیادت: وہ حروف ہیں جن کے حذف کر دینے سے اصل معنی میں کوئی خلل نہ ہو۔[1]

حروفِ زیادت آٹھ ہیں: إِنْ، مَا، أَنْ، لَا، مِنْ، كاف، با اور لام. ان میں سے آخری چار حروفِ جارہ میں یاد کر لیے گئے۔

(۱) إِنْ: جیسے مَا إِنْ خَالِدٌ قَائِمٌ: (خالد کھڑا نہیں ہے) اور جیسے: مَا إِنْ

---

[1] ان کے زائد ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ حروف بالکل بے فائدہ ہوتے ہیں، اس لیے کہ حروفِ زیادت کے کئی فائدے ہیں۔ جیسے کلام میں حسن پیدا کرنا، وزن درست کرنا، قافیہ درست کرنا، تاکید پیدا کرنا۔

رَأَيْتُ مَحْمُوْدًا: (میں نے محمود کو نہیں دیکھا) ان دونوں مثالوں میں ما نافیہ کے ساتھ تاکید کے لیے إِنْ زائد ہے۔ اور جیسے: اِنْتَظِرْ مَا إِنْ جَلَسَ الْقَاضِيْ: (جب تک قاضی بیٹھے تو انتظار کر۔) اس مثال میں ما مصدریہ کے ساتھ إِنْ زائد ہے۔

(۲) مَا: یہ إِذَا، مَتٰی، أَيْنَ، أَيٌّ اور إِنْ (کلماتِ شرط) کے بعد زائد ہوتا ہے۔ جیسے: إِذَامَا تَخْرُجُ أَخْرُجُ: (جب تو نکلے گا تب میں نکلوں گا) مَتٰی مَا تَخْرُجْ أَخْرُجْ: (جب تو نکلے گا تب میں نکلوں گا) أَيْنَمَا تَجْلِسْ أَجْلِسْ: (جہاں تو بیٹھے گا وہاں میں بیٹھوں گا) أَيًّامَّا تَأْكُلْ أَكُلْ: (جو کچھ تو کھائے گا وہ میں کھاؤں گا) اور جیسے: إِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْلِي: (اے مریم! اگر تو انسانوں میں سے کسی کو دیکھے تو تو کہہ!) اس آیتِ کریمہ میں "إِمَّا" دراصل إِنْ مَا تھا، إِنْ حرفِ شرط اور مَا زائدہ ہے۔ نون کا میم میں ادغام کرکے إِمَّا کر دیا۔

مِنْ، عَنْ، با اور کاف (حروفِ جارّہ) کے بعد بھی مَا زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے: مِمَّا خَطِيْئٰتِهِمْ أُغْرِقُوْا، (اپنے گناہوں کی وجہ سے ہی وہ غرق کیے گئے) عَمَّا قَلِيْلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ، (عنقریب وہ ضرور شرمندہ ہوں گے) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ، (پس اللہ کی رحمت کے سبب ہی آپ ان کے لیے نرم ہوگئے) زَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا أَنَّ عَمْرًا أَخِيْ. (زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمرو میرا بھائی ہے)

(۳) أَنْ: یہ لَمّا شرطیہ کے بعد، اسی طرح قسم اور لَوْ کے درمیان اور کبھی کاف حرفِ جر کے بعد زائد ہوتا ہے۔ جیسے: فَلَمَّا أَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ (جب خوش خبری دینے والا آیا) وَاللهِ أَنْ لَوْ قَامَ زَيْدٌ قُمْتُ (اللہ کی قسم! اگر زید کھڑا ہوتا تو میں کھڑا ہوتا)

اور جیسے: ع

كَأَنْ ظَبْيَةٍ تَعْطُوْ إِلٰى وَارِقِ السَّلَمِ

ترجمہ: جیسے کوئی ہرنی پتہ دار درختِ سَلَم کی طرف گردن دراز کر رہی ہو۔

(۴) لَا: یہ اس واوِ عاطفہ کے بعد زائد ہوتا ہے جو نفی کے بعد ہو۔ جیسے: مَا جَآءَنِيْ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو. (میرے پاس نہ زید آیا نہ عمرو۔) کبھی أَنْ مصدریہ کے بعد لَا زائد ہوتا ہے۔ جیسے: مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ: (تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا؟) کبھی قسم سے پہلے لَا زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے: لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا البَلَدِ: (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔)

(۵) مِنْ: جیسے مَا جَآءَنِيْ مِنْ أَحَدٍ: (میرے پاس کوئی نہیں آیا) یہاں مِنْ زائدہ ہے، اور أَحَدٍ لفظاً مجرور اور معنیً فاعل ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

(۶) کاف: جیسے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ: (اس کے مثل کوئی چیز نہیں) یہاں کاف زائد ہے، اور "مِثْلِهٖ" لفظاً مجرور اور لیس کی خبر ہونے کی وجہ سے معنیً منصوب ہے۔

(۷) با: جیسے مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ. (زید ہرگز کھڑا نہیں ہے) بِحَسْبِكَ دِرْهَمٌ، (تیرے لیے ایک درہم کافی ہے) كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا. (اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔)

(۸) لام: جیسے رَدِفَ لَكُمْ: (وہ تمہارے پیچھے سوار ہوا۔)

فائدہ: حروفِ جارّہ زائدہ کسی سے متعلّق نہیں ہوتے، یہ اپنے مدخول کو صرف لفظاً جر دیتے ہیں اور ان کا مدخول معنیٰ کے اعتبار سے یا تو مرفوع ہوگا یا منصوب۔[1]

---

[1] فائدہ: حروفِ جارّہ زائدہ چوں کہ معنیٰ کے اعتبار سے عمل نہیں کرتے، بایں معنیٰ اُن کو حروفِ غیر عاملہ میں شمار کیا گیا۔

(۱۲) حروفِ شرط: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو دو جملوں پر داخل ہو کر ایک جملہ کے شرط اور دوسرے جملہ کے جزا ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور وہ دو ہیں: أَمَّا اور لَوْ.

أَمَّا: تفسیر اور تفصیل کے لیے آتا ہے، اور اس کے جواب میں فا لازم ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ: (سو ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت، سو جو لوگ بد بخت ہیں وہ جہنم میں ہوں گے اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے۔) اس میں أَمَّا حرفِ شرط ہے اور اس کی شرط محذوف ہے، اور وہ "يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ" ہے، اور پہلی آیت میں اَلَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ جزا ہے، اور دوسری آیت میں اَلَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ جزا ہے۔

اس کی تقدیری عبارت: "مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَالَّذِيْنَ شَقُوْا فِي النَّارِ وَمَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَالَّذِيْنَ سُعِدُوْا فِي الْجَنَّةِ" ہے۔

لَوْ: یہ اول کے منتفی ہونے کے سبب دوسرے کے انتفاء کے لیے آتا ہے، یعنی لَوْ اس بات کو بتاتا ہے کہ پہلی چیز یعنی شرط نہ ہونے کی وجہ سے دوسری چیز یعنی جزا نہیں پائی گئی۔ جیسے: لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا: (اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا چند معبود مؤثر ہوتے تو دونوں فاسد ہو جاتے) اور جیسے: لَوِ اجْتَهَدْتُ لَفُزْتُ: (اگر میں محنت کرتا تو کامیاب ہوتا)[1]

(۱۳) لَوْلَا: وہ حرفِ غیر عامل ہے جو دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، اور پہلے جملہ کے پائے جانے کی وجہ سے دوسرے جملہ کی نفی کرتا ہے۔ جیسے: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ: (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موجود ہونے کی

---

[1] "لَوْ" کبھی مصدریہ ہوتا ہے۔ جیسے: ﴿يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ (جامع قواعد: ۲۳۶)

وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہلاک نہیں ہوئے۔

(۱۴) لامِ مفتوحہ: وہ حرفِ غیر عامل ہے جو فعل اور اسم کے شروع میں تاکید کے معنی پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُوْلٰى: (اور یقیناً آخرت آپ کے لیے دنیا سے بہتر ہے) اور جیسے: لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِيْنَ: (میں ضرور بالضرور تم سب کو سولی دوں گا)

(۱۵) مَا بمعنی مَادَام: وہ ما مصدریہ ہے جو اپنے مابعد جملۂ فعلیہ کو مصدر کے معنی میں کر دے اور اس سے پہلے کوئی ظرف محذوف ہو۔ جیسے: أَقُوْمُ مَا جَلَسَ الأَمِيْرُ: (جب تک امیر بیٹھا ہے میں کھڑا رہوں گا۔)

(۱۶) حروفِ عطف: وہ حروفِ غیر عاملہ ہیں جو اپنے مابعد کو اپنے ماقبل سے جوڑنے کے لیے وضع کیے گئے ہوں۔ ان کے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔ حروفِ عطف دس ہیں: واو، فا، ثُمَّ، حَتّٰى، إِمَّا، أَوْ، أَمْ، لَا، بَلْ، لٰكِنْ.

(۱) واو: جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ وَعَمْرٌو: (میرے پاس زید اور عمرو آئے) چاہے آنے میں زید مقدم ہو یا عمرو۔

(۲) فا: جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ فَعَمْرٌو: (میرے پاس زید آیا پھر عمرو) جب کہ زید پہلے آیا ہو اور اس کے فوراً بعد عمرو آیا ہو۔

(۳) ثُمَّ: جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو: (میرے پاس زید آیا اور پھر عمرو) جب کہ زید پہلے آیا ہو اور عمرو کچھ دیر کے بعد آیا ہو۔

(۴) حَتّٰى: جیسے: مَاتَ النَّاسُ حَتّٰى الأَنْبِيَاءُ: (لوگ مرے یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام) جب کہ اس کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو، جیسے یہاں

"الْأَنْبِيَاءُ" معطوف "النَّاسُ" معطوف علیہ میں داخل ہے۔

(۵) إِمَّا: جیسے: هٰذَا الرَّجُلُ إِمَّا عَالِمٌ وَإِمَّا جَاهِلٌ: (یہ شخص یا تو عالم ہے یا جاہل) إِمَّا اسی وقت استعمال ہوگا جب اس سے پہلے دوسرا إِمَّا ہو۔[1]

(۶) أَوْ: جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ: (میں مرد کے پاس سے گزرا یا عورت کے پاس سے)

(۷) أَمْ: جیسے: أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو: (کیا زید آپ کے پاس ہے یا عمرو؟)

(۸) لَا: جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو: (میرے پاس زید آیا نہ کہ عمرو)

(۹) بَلْ: جیسے: جَآءَنِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو: (میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو)

یعنی عمرو آیا، زید کے بارے میں ہم خاموش ہیں، ہوسکتا ہے کہ آیا ہو، اور ہوسکتا ہے کہ نہ آیا ہو۔

(۱۰) لٰكِنْ: جیسے: مَا حَصَلَ لِيْ مَالٌ لٰكِنْ نَحْوٌ: (مجھے مال حاصل نہیں ہوا لیکن نحو حاصل ہوا)

تمّت بالخَير والحمدُ لله.

مشق: (۳۳)

امثلۂ ذیل میں حروفِ غیر عاملہ کی قسمیں بتاؤ! اور ترجمہ وترکیب بھی کرو!

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ، هٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا، أَمَا زَيْدٌ قَائِمٌ، قَالُوْا نَعَمْ،

---

[1] "إِمَّا" حرفِ عطف نہیں ہے؛ بلکہ جمہور کے نزدیک حرفِ تفصیل وتخییر ہے جو معطوفین پر مکرر آتا ہے۔ اور عطف اس واو سے ہوتا ہے جو دوسرے "إِمَّا" سے پہلے وجوباً آتا ہے، جیسے: الِاسْمُ إِمَّا مُعْرَبٌ، وَإِمَّا مَبْنِيٌّ. پس اگر "إِمَّا" عاطفہ ہوتا تو معطوف علیہ سے پہلے نہ آتا اور ایک ہی جملے میں دو مرتبہ نہ آتا اور واوِ عاطفہ کے ساتھ جمع نہ ہوتا۔ (تہذیب النحو ج:۱ر صفحہ:۶۱)

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْ بَلٰى، قُلْ إِيْ وَرَبِّيْ إِنَّهٗ لَحَقٌّ، أَجَلْ إِنَّهٗ قَائِمٌ، جَاءَنِيْ زَيْدٌ أَيْ: أَبُوْ بَكْرٍ، ضَاقَتِ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَكُمْ، أَلَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ، عَجِبْتُ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا، لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا، هَلَّا تُصَلِّيْ الصَّلٰوتِ لِوَقْتِهَا! أَلَّا تَصُوْمُ رَمَضَانَ! لَوْمَا تَحُجُّ البَيْتَ! مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ؟ أَحَقٌّ هُوَ؟ هَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُوْنَ؟ كَلَّا إِنَّ الإِنْسَانَ لَيَطْغٰى، فَلَمَّا أَنْ جَاءَ البَشِيْرُ أَلْقَاهُ عَلٰى وَجْهِهٖ، إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُوْنَ، مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ، مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ، أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو؟ جَاءَنِيْ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو، قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ؟ أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ، أَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَأْسَهَا، مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ، لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا.

بحثِ مستثنیٰ

جو نحو میر میں نہ تھی، طلبۂ کرام کے فائدہ کے لیے بڑھائی گئی۔

مستثنیٰ: وہ لفظ ہے جو إِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو، تاکہ یہ بات ظاہر ہو کہ مستثنیٰ کی طرف وہ چیز منسوب نہیں ہے جو مستثنیٰ منہٗ یعنی اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے۔ إِلَّا کے اخوات (مشابہ کلمات) یہ ہیں: غَيْرُ، سِوٰى، سِوَاءَ، حَاشَا، خَلَا، عَدَا، مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ اور لَا يَكُوْنُ.

مستثنیٰ منہ: وہ لفظ ہے جو کلماتِ استثناء سے پہلے مذکور ہو (حقیقۃً یا حکماً) اور اُس سے کسی چیز (فرد) کو نکالا جائے۔ جیسے: لَا تَعْبُدُوْا أَحَدًا إِلَّا اللهَ (تم کسی کی عبادت مت کرو مگر اللہ کی) اِس مثال میں "أَحَدًا" مستثنیٰ منہ اور لفظِ "اللهَ" مستثنیٰ ہے۔

مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: مستثنیٰ متصل اور مستثنیٰ منقطع۔

مستثنیٰ متصل: وہ مستثنیٰ ہے جس کو لفظِ إِلَّا یا اس کے اخوات کے ذریعے متعدد سے نکالا گیا ہو۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا: (میرے پاس قوم آئی مگر زید) اس مثال میں "زَيْدٌ" مستثنیٰ متصل ہے جو کہ قوم میں داخل تھا اس لیے "إِلَّا" کے ذریعہ مجیٔ یعنی آنے کے حکم سے خارج کیا گیا۔

مستثنیٰ منقطع: وہ مستثنیٰ ہے جو إِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو اور متعدد سے خارج نہ کیا جائے، اس سبب سے کہ وہ مستثنیٰ منہٗ یعنی متعدد میں داخل نہ ہو۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا: (میرے پاس قوم آئی مگر گدھا) اس مثال میں حِمَارًا مستثنیٰ منقطع ہے، جس کو قوم سے نہیں نکالا گیا، اس لیے کہ وہ قوم میں داخل نہیں تھا۔

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے۔

پہلی قسم یہ ہے کہ مستثنیٰ منصوب ہو، اور اس کی پانچ صورتیں ہیں:

(۱) مستثنیٰ متصل کلامِ موجب (تام) میں إِلَّا کے بعد ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا زَيْدًا.

فائدہ: کلامِ موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام نہ ہو، اور کلامِ تام وہ کلام ہے جس میں مستثنیٰ منہٗ مذکور ہو۔

(۲) کلامِ غیر موجب میں اگر مستثنیٰ مستثنیٰ منہٗ پر مقدّم ہو تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَاجَآءَنِيْ إِلَّا زَيْدًا أَحَدٌ: (میرے پاس زید کے علاوہ کوئی نہیں آیا۔)

فائدہ: کلامِ غیر موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی اور استفہام ہو۔

(۳) مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا. اور مَا جَآءَنِيْ الْقَوْمُ إِلَّا حِمَارًا.

(۴) مستثنیٰ خَلَا اور عَدَا کے بعد اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا، جَآءَنِيْ الْقَوْمُ عَدَا زَيْدًا.

(۵) مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَيْسَ اور لَا يَكُوْنُ کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ مَا خَلَا زَيْدًا، وَمَا عَدَا زَيْدًا، وَلَيْسَ زَيْدًا، وَلَا يَكُوْنُ زَيْدًا.

(۲) دوسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ إِلَّا کے بعد کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ بھی مذکور ہو، پس اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ اوّل یہ کہ مستثنیٰ استثناء کی بنا پر منصوب ہو۔ اور دوم یہ کہ مستثنیٰ اپنے ماقبل یعنی مستثنیٰ منہٗ سے بدل ہو، یعنی جو اعراب مستثنیٰ منہٗ پر ہو وہی اعراب مستثنیٰ پر ہو۔ جیسے: مَا جَآءَنِيْ أَحَدٌ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا زَيْدٌ، مَا ضَرَبْتُ أَحَدًا إِلَّا زَيْدًا. دونوں وجہوں پر، اور مَا مَرَرْتُ بِأَحَدٍ إِلَّا زَيْدًا وَإِلَّا زَيْدٍ وَإِلَّا بِزَيْدٍ.

(۳) تیسری قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرّغ ہو، یعنی مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو، اور مستثنیٰ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو۔ اس صورت میں مستثنیٰ بِإِلَّا کا اعراب عوامل کے اعتبار سے بدلے گا۔ جیسے: مَا جَآءَنِيْ إِلَّا زَيْدٌ، وَمَا رَأَيْتُ إِلَّا زَيْدًا، وَمَا مَرَرْتُ إِلَّا بِزَيْدٍ.

مستثنیٰ مفرّغ کی وجہ تسمیہ: یہاں مفرّغ بمعنی مفرّغ لہٗ ہے، یعنی جس کے لیے فارغ کیا گیا ہو، اس صورت میں چونکہ مستثنیٰ منہٗ کو حذف کر کے مستثنیٰ کے لیے عامل

کو فارغ کیا جاتا ہے اس لیے اس کو مستثنیٰ مفرّغ کہتے ہیں۔

(۴) چوتھی قسم: یہ ہے کہ مستثنیٰ لفظِ غَیْرُ، سِوٰی اور سِوَاءَ کے بعد واقع ہو۔ ان صورتوں میں مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے۔ اور اکثر علماء کے مذہب پر حَاشَا کے بعد بھی مستثنیٰ مجرور ہوگا۔ اور بعض علماء نے حَاشَا کے بعد نصب بھی جائز رکھا ہے۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ، وَسِوٰى زَيْدٍ، وَسِوَاءَ زَيْدٍ، وَحَاشَا زَيْدٍ، وَحَاشَا زَيْدًا.

لفظِ غَیْرُ کا اعراب:

جاننا چاہیے کہ مذکورہ تمام صورتوں میں لفظِ غَیْرُ کا اعراب مستثنیٰ بِالاَّ کے اعراب کی طرح ہوگا:

(۱) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ موجب (تام) میں واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ.

(۲) لفظِ غَیْرُ کے بعد مستثنیٰ منقطع ہو تو لفظِ غَیْرُ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ جیسے: جَآءَنِيْ الْقَوْمُ غَيْرَ حِمَارٍ.

(۳) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ غیر موجب میں مستثنیٰ منہٗ پر مقدّم ہو تو لفظِ غَیْرُ منصوب ہوگا۔ جیسے: مَا جَآءَنِيْ غَيْرَ زَيْدٍنِالْقَوْمُ، یا جیسے: مَا جَآءَنِيْ غَيْرَ زَيْدٍ أَحَدٌ.

(۴) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ بھی مذکور ہو تو لفظِ غَیْرُ میں دو وجہیں جائز ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ استثناء کی بنا پر منصوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے ماقبل سے بدل ہو۔ جیسے: مَا جَآءَنِيْ أَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ اور غَيْرُ زَيْدٍ.

(۵) جب لفظِ غَیْرُ کلامِ غیر موجب میں واقع ہو اور مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو تو لفظِ

غَيْرُ کا اعراب عوامل کے اعتبار سے بدلے گا۔ جیسے: مَا جَآءَنِيْ غَيْرُ زَيْدٍ، وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ، وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ.

جاننا چاہیے کہ لفظِ غَيْرُ صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے، لیکن کبھی کبھی استثناء کے لیے آتا ہے۔ جیسے لفظِ إِلَّا استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی صفت میں مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کے فرمان: "لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" میں إِلَّا اللّٰهُ بمعنی غَيْرُ اللّٰهِ صفت کے لیے مستعمل ہے، نہ کہ استثناء کے لیے۔

اسی طرح کلمۂ طیبہ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میں بھی إِلَّا اللّٰهُ بمعنی غَيْرُ اللّٰهِ صفت کے لیے مستعمل ہے نہ کہ استثناء کے لیے۔

الحمدللہ، بحثِ مستثنیٰ تمام ہوئی۔

مشق: (۳۴)

امثلۂ ذیل میں مستثنیٰ کی قسمیں اور اس کا اعراب بتا کر ترجمہ وترکیب کرو!

سَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ إِلَّا إِبْلِيْسَ، إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلٰى قَوْمٍ مُجْرِمِيْنَ إِلَّا اٰلَ لُوْطٍ، فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهٗ إِلَّا امْرَأَتَهٗ، مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَخْرِجُوْا اٰلَ لُوْطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ، فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْاٰنٌ مُبِيْنٌ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ إِلَّا زَيْدٌ، فَلَبِثَ فِيْهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا.

حكاية: كان إبراهيم بن أدهم يحفظ كرما، فمرّ به جندي، فقال: "أعطنا من هٰذا العنب،" فقال: "ما أمرني به صاحبه"، فأخذ

يضربه بسوطه، فطأطأ رأسه، وقال: "اضرب رأسا عصى الله،" فعجز الرجل ومضٰى.

حكاية: سمعت الجنيد يقول: "دخلت يوما على السري وهو يبكي، فقلت له: "وما يبكيك؟" فقال: "جائتني البارحة صبية، فقالت: "يا أبي! هٰذه ليلة حارة، وهٰذا الكوز أعلقه هنا"، ثم غلبتني عيناي، فنمت، فرأيت جارية حسناء قد نزلت من السماء، فقلت: "لمن أنت؟" فقالت: "أنا لمن لا يشرب الماء المبرد في الكيزان،" فتناولت الكوز، فضربت به الأرض، فكسرته."

حكاية: مر بشر ببعض الناس، فقالوا: "هٰذَا الرجل لا ينام الليل كله، ولا يفطر إلا في كل ثلاثة أيام مرة،" فبكى بشر، فقيل له: "لم تبكي؟" فقال: "إني لا أذكر أني سهرت ليلة كاملة، ولا أني صمت يوما لم أفطر من ليلته."

حكاية: سئل أبو يزيد: "بأي شيء وجدت المعرفة؟" فقال: "ببطن جائع وبدن عار."

حكاية: سمعت حاتما الأصم يقول: "ما من صباح إلا والشيطان يقول لي: ما ذا تأكل؟ وما ذا تلبس؟ وأين تسكن؟" فأقول: "أكل الموت، وألبس الكفن، وأسكن القبر."

حكاية: حكي عن حاتم الأصم أنه قال: "كنت في بعض الغزوات، فأخذني تركي، فأضجعني للذبح، فلم يشتغل به قلبى، بل كنت أنظر ما ذا يحكم الله بيننا، فبينما هو يطلب السكين من خفه، أصابه سهم، فقتله، وطرحه عني، فقمت سالما."

حكاية: كان الجنيد يدخل كل يوم حانوته، ويسبل الستر،

ويصلي أربع مأة ركعة، ثم يعود إلىٰ بيته.

حكاية: مات صديق لحمدون وهو عند رأسه، فلما مات، أطفأ حمدون السراج، فقالوا له: "في مثل هٰذا الوقت يزاد في السراج الدهن،" فقال لهم: "إلىٰ هٰذا الوقت كان الدهن له، ومن هٰذا الوقت صار الدهن للورثة."

حكاية: كان أبو الحسين النوري يخرج كل يوم من داره، ويحمل الخبز معه، ثم يتصدق به في الطريق، ويدخل مسجدا يصلي فيه إلىٰ قريب من الظهر، ثم يخرج، ويفتح باب حانوته ويصوم، فكان أهله يتوهمون أنه يأكل فى السوق، وأهل السوق يتوهمون أنه يأكل فى بيته، بقي علىٰ هٰذا عشرين سنة.

حكاية: قال أبو بكر الوراق: "من أرضى الجوارح بالشهوات، غرس في قلبه شجر الندامات."

حكاية: اجتاز الواسطي يوم جمعة بباب حانوتي قاصدا إلى الجامع، فانقطع شسع نعله، فقلت: "أيها الشيخ ! أتأذن لي أن أصلح نعلك؟" فقال: "أصلح،" فأصلحت شسعه، فقال: "أتدري لم انقطع شسع نعلي؟ قلت: "لا،" قال: "لأني ما اغتسلت للجمعة،"فقلت له: "يا سيدي! ههنا حمام تدخله،" فقال: "نعم،" فأدخلته الحمام، فاغتسل.

* * *

نصائحِ متفرقہ وحکمِ مختلفہ

قال ذوالنون المصري: "لا تسكن الحكمة معدة مُلئت طعاما."

وقال: "توبة العوام تكون من الذنوب، وتوبة الخواص تكون من الغفلة."

اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله، نعم الرفيق التوفيق، لسان الجاهل مالك لهٗ، ولسان العاقل مملوك، السامع للغيبة أحد المغتابين، الدنيا والأُخرة ضرّتان، إن أرضيت إحداهما أسخطت الأخرىٰ، شر العمىٰ عمىٰ القلب، الناس أعداء لما جهلوا، السعيد من وُعظ بغيره، أٰفة العلم النسيان، العشق داء لا يعرض إلا للقلوب الفارغة، خير الأمور أوساطها، إذا تم العقل نقص الكلام، سل المجرّب، ولا تسأل الحكيم.